ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

جناب الارشاد حضرت مصنف لانا محمد ابو الحسن صاحب کتاب ہذا رالمبین ملقب بہ

الظفر المبین

فی ردّ

حدیث الدفاع

جدید

حدیث دفاع

کتاب الاخوین مکرمین وکرمانی جرائم پیشہ حبیب اللہ و عبد القادر و عبد العزیز پر موجود ہے

دار الطبع محمدی لاہور طبع شد

جملہ حقوق طبع محفوظ ہے

مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
مسئلہ دوازدہم امام اعظم کا		گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے		جس سے کہ حرمت ثابت ہوتی ہے
مخالف جمہور علما کے یہ	〃	مسئلہ سیزدہم امام اعظم کا مخالف		اڑھائی برس ہیں
کہ مسلمان کو بدلہ کافر ذمی		جمہور علما کا یہ کہ گھوڑے کا	۱۰	مسئلہ بست و سوم امام اعظم کا مخالف
کے قتل کیا جاوے۔		گوشت کھانا مکروہ ہے۔		جمہور کے یہ کہ شراب کا سرکہ بنا کر
مسئلہ سیزدہم امام اعظم کا	〃	مسئلہ شانزدہم امام اعظم کا مخالف		کھانا جائز ہے۔
مخالف جمہور علما کے یہ		جمہور کے یہ کہ کتے کا جوٹھا برتن	۱۱	مسئلہ بست و چہارم امام اعظم کا
کہ اپنی زمین کو تہائی یا		تین بار دھونا کافی ہے۔		مخالف جمہور کے یہ کہ زبان کے
چوتھائی وغیرہ پیداوار	〃	مسئلہ نوزدہم امام اعظم کا مخالف		ساتھ قول و اقرار ہو جانیکے بعد
کا حصہ مقرر کرکے اجارہ پر		جمہور کے یہ کہ ظہر کا وقت		بائع یا مشتری کو بیع فسخ کرنے
دینا جائز نہیں ہے۔		دو مثل تک باقی رہتا ہے		کا اختیار نہیں رہتا ہے۔
مسئلہ چہاردہم امام اعظم کا	۱۰	مسئلہ بستم امام اعظم کا مخالف	〃	مسئلہ بست و پنجم امام اعظم کا
مخالف جمہور علما کے یہ کہ ایک		جمہور کے یہ کہ قضا قاضی کی		مخالف جمہور کے یہ کہ فجر کی سنت
گواہ اور قسم مدعی کے ساتھ		ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتی ہے		پڑھکر فرض پڑھنے سے پہلے کلام
فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے	〃	مسئلہ بست و یکم امام اعظم کا مخالف		کرنی مکروہ ہے۔
مسئلہ پانزدہم امام اعظم کا		جمہور کے یہ کہ جب کوئی مرد کسی	〃	مسئلہ بست و ششم امام اعظم کا
مخالف جمہور علما کے یہ کہ عادی		عورت سے زنا کرے تو اس عورت		مخالف جمہور کے یہ کہ فقط ایک رکعت
مرتد اگر توبہ نہ کرے تو قتل نہ		کے ماں اور بیٹی زانی پر حرام		وتر پڑھنا جائز نہیں ہے
کیجاوے بلکہ قید کیجاوے ۱۲		ہو جاتی ہے۔	۱۳	مسئلہ بست و ہفتم امام اعظم کا
مسئلہ شانزدہم امام اعظم کا	〃	مسئلہ بست و دوم امام اعظم کا مخالف		مخالف جمہور کے یہ کہ سفر میں
مخالف جمہور علما کے یہ کہ		جمہور کے یہ کہ مدت دودھ پلانیکی		سنت وتر پڑھنے جائز نہیں

خلاصۂ مضامین الظفر المبین وردّ مغالطات المقلدین حصہ دوم

نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب
۱	حمد و صلوٰۃ	۵	مسئلہ سوم امام اعظم کا		اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف
〃	مصنف فتاوے قنیہ		مخالف جمہور علما کے یہ کہ		کرنا جائز ہے
	کا معتزلہ ہونا۔		ہمسایہ کو شفعہ کا حق	۷	مسئلہ ہشتم امام اعظم کا
۳	مقلدین کے اس مغالطہ کا		ہو نہیں سکتا ہے۔		مخالف جمہور علما کے
	جواب کہ اہل حدیث امام	〃	مسئلہ چہارم امام اعظم		کہ اشعار کرنا بدعت ہے
	شوکانی اور نواب بھوپال		کا مخالف جمہور علما کے یہ کہ	〃	مسئلہ نہم امام اعظم کا
	کے مقلد ہیں۔		تیسرے حصہ مال سے		مخالف جمہور علما کے یہ کہ
〃	جواب اول		زیادہ وصیت کرنی جائز ہے		کافر کو مکہ کے حرم میں
۴	جواب دوم	۶	مسئلہ پنجم امام اعظم کا مخالف		داخل ہونا جائز ہے
〃	جواب سوم		جمہور علما کے یہ کہ اپنے	〃	مسئلہ دہم امام اعظم کا
۵	جواب چہارم		غلام اور لونڈی پر حد		مخالف جمہور علما کے یہ کہ
〃	مسئلہ اول امام اعظم کا		قائم کرنی بغیر اذن امام		عقیقہ کرنا سنت نہیں
	مخالف جمہور علما کے		کے جائز نہیں ہے	〃	مسئلہ یازدہم امام اعظم کا
	یہ کہ کسے جانور زندہ کا	〃	مسئلہ ششم امام اعظم کا		مخالف جمہور علما کے یہ کہ
	قرض لینا درست نہیں ہے		مخالف جمہور علما کے		اگر کوئی شخص یہ بات
〃	مسئلہ دوم امام اعظم کا		یہ کہ پنجوقتہ مجبور دعیہ ۵ کا		کہے کہ اگر میں یہ کام کروں
	مخالف جمہور علما کے یہ کہ		اگرچہ نشہ نہ لاوے حرام ہیں		تو میں یہودی یا نصرانی
	ایک غلام کو بدلے دو	〃	مسئلہ ہفتم امام اعظم کا مخالف		ہوں تو اسپہ کفارہ واجب
	غلاموں کی بیچنا جائز نہیں ہے		جمہور علما کے یہ کہ عورتکو		خواہ اس کام کیا ہو یا نہ کیا ہو

صفحہ	مضمون کتاب
	جنازہ کے ساتھ جانا مستحب ہے
″	مسئلہ چہل و پنجم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کہ یہ کہ جو غلام
	تجارت کو واسطے خرید کے ہو
	اگیطرف سے صدقہ فطر دینا
	مالک پر لازم نہین ہے
″	مسئلہ چہل و ششم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ محرم کو
	کپڑا پہننا جائز نہین ہے
″	مسئلہ چہل و ہفتم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ حاجی کو
	مکہ کے اندر داخل ہو وضو
	کر کے طواف کرنا ضرور نہین ہے
″	مسئلہ چہل و ششم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ محرم کے
	واسطے پائجامہ پہننا کسی
	حالت مین جائز نہین ہے
″	مسئلہ چہل و نہم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ اگر لونڈی
	آزاد ہو جاوے اور مرد کا خاوند

صفحہ	مضمون کتاب
	آزاد ہو تو اس لونڈی کو
	نکاح توڑنیکا اختیار ہے
۱۷	مسئلہ پنجاہم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ اگر کوئی
	مشرکہ عورت اہل حرب مین
	ہجرت کر کے دار الاسلام
	مین چلی آوے تو اسکی عدت
	فقط ایک ہی حیض ہے
″	مسئلہ پنجاہ و یکم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ لعان قسم نہین
۱۸	مسئلہ پنجاہ و دوم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ جس
	عورت پر دو عدتین جمع ہو جاوین
	اسکو ایک عدت بیٹھنا کافی ہے
″	مسئلہ پنجاہ و سوم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ اگر
	بھاری چیز سے کسی قتل کیا جاوے
	تو اسمین قصاص نہین ہے
″	مسئلہ پنجاہ و چہارم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ روزہ

صفحہ	مضمون کتاب
	رمضان وغیرہ کی نیت دن مین
	بھی جائز ہے
۹	مسئلہ پنجاہ و پنجم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ مدینہ کے
	واسطے کوئی حرم نہین ہے
۲۰	مسئلہ پنجاہ و ششم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ عمرہ
	مدت مین قصاص فقط
	مین ہے اور کسی چیز مین
	نہین ہے۔
″	مسئلہ پنجاہ و ہفتم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ ہدی
	اور دابت عید الاضحی کے ساتھ
	ذبح کرنا جائز ہے۔
″	مسئلہ پنجاہ و ہشتم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ رکوع کے
	وقت رفع یدین کرنا مستحب
	نہین ہے۔
۲۱	مسئلہ پنجاہ و نہم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کے یہ کہ سورہ

صفحہ	مضمون کتاب
۱۲	مسئلہ بست وہشتم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ اگر فجر کے نماز ایک رکعت پڑھنے کے بعد آفتاب نکل آوے تو فجر کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔
〃	مسئلہ بست ونہم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نماز استسقا میں چادر لیٹ کر اوڑھنی مستحب نہیں ہے۔
〃	مسئلہ سی ام امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ استسقا میں نماز پڑھنی سنت نہیں
۱۳	مسئلہ سی ویکم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ سورج گہن کی نماز میں ہر رکعت میں فقط ایک ہی قیام ہے۔
〃	مسئلہ سی ودوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نماز میں اگر رکعت بھول کر زیادہ پڑھ جاوے تو نماز باطل ہو جاتی ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۳	مسئلہ سی وسوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ اگر کوئی آدمی کعبہ کی چھت کو کسی نکا دودھ بند کرکے چڑھے تو نذر یدار چاہیے کہ اس کو کفارہ واپس کردیوے۔
۱۴	مسئلہ سی وچہارم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ تکیہ کے پنڈلی کو بھی جادیں شامل اوس کر
〃	مسئلہ سی وپنجم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ تشہد میں تکیہ پر ٹیکنا جائز ہے
〃	مسئلہ سی وششم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نکاح سے پہلی طلاق واقع ہو جاتی ہے
〃	مسئلہ سی وہفتم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ مسافر کے اوپر قربانی مشروع نہیں ہے۔
〃	مسئلہ سی وہشتم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ جو

صفحہ	مضمون کتاب
	پہلے دیا ہین بلا سبب مرجاوے تو اسکا گوشت حلال نہین ہے۔
۱۵	مسئلہ سی ونہم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نابالغ کا بیع صحیح نہین ہے۔
〃	مسئلہ چہل امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ کتے کا بیچنا جائز ہے۔
۱۶	مسئلہ چہل ویکم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ اگر قصدا جانکر عید کے دن کی روز یکی نذر مانے تو اسکی قضا لازم ہو جاتی ہے
〃	مسئلہ چہل ودوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نکاح شغار صحیح ہو جاتا ہے۔
〃	مسئلہ چہل وسوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ ہبہ کے لفظ سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے
〃	مسئلہ چہل وچہارم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ عورتکو

نمبر	مضمون کتاب
	عورت کے ساتھہ جماع کرنا جائز ہے۔
۲۵	مسئلہ ہفتاد و چہارم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ پانی کے موجود ہوتی جنازہ یکی نماز کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے۔
۲۶	مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ رکوع اور سجود اور جلسہ مین طمانیت واجب نہین ہے۔
〃	مسئلہ ہفتاد و ششم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ نماز مین بھول کر کلام کرنیسے نماز باطل ہوجاتی ہے
〃	مسئلہ ہفتاد و ہفتم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ کفارہ ظہار مین کافر غلام آزاد کرنا جائز ہے
〃	مسئلہ ہفتاد و ہشتم امام اعظم کا
	مخالف جمہور کی یہ کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے
۲۷	مسئلہ ہفتاد و نہم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ مسبوق جو امام کے ساتھہ نماز پائے وہ اسکے نماز کا آخر ہی
〃	مسئلہ ہشتاد م امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو اسوقت امام البتہ اکبر
〃	مسئلہ ہشتاد و یکم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ صبح کی نماز مین اسفار کرنا افضل ہی۔
〃	مسئلہ ہشتاد و دوم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ تین منزل سی کم سفر مین نماز کا قصر کرنا جائز نہین ہی
۲۸	مسئلہ ہشتاد و سوم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ قرآن کو رات کے شب پڑہنا جائز ہی
۲۸	مسئلہ ہشتاد و چہارم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو اسی وقت سی کلام کرنی منع ہوجاتی ہے۔
〃	مسئلہ ہشتاد و پنجم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑہنے سی پہلے خطبہ کے بیٹہنا مستحب نہین ہے
〃	مسئلہ ہشتاد و ششم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ جمعہ کا خطبہ بیٹہہ کر پڑہنا بہی جائز ہے۔
۲۹	مسئلہ ہشتاد و ہفتم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ عیدین کی نماز واجب ہے۔
〃	مسئلہ ہشتاد و ہشتم امام اعظم کا مخالف جمہور کی یہ کہ عید فطر کے دن عید گاہ کیطرف جاتے ہوئے راہ مین تکبیر کہی جاوے۔

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
	فاتحہ خاص کر کے نماز مین		امام اعظم کا مخالف جمہور کے		مخالف جمہور کی یہ کہ اگر گائے
	پڑہنی معین نہین ہے		یہ کہ نماز سے سلام پہیرنا		یا اونٹنی ذبح کی ہوئی کے
۲۱	مسئلہ شصتم امام اعظم کا		سنت ہے یعنے اگر ترک کر دیوے		پیٹ سے بچہ مرا ہوا نکلے
	مخالف جمہور کے یہ کہ		تو نماز صحیح ہو جاتی ہے۔		تو اسکو کہانا جائز نہین ہے
	فرضونکی اخیر دو رکعتون مین قرأت	۲۲	مسئلہ شصت و پنجم امام اعظم کا	۲۳	مسئلہ ہفتاد و امام اعظم کا
	واجب نہین ہے۔		مخالف جمہور کی یہ کہ تکبیر تحریمہ		مخالف جمہور کی یہ کہ کواری
〃	مسئلہ شصت و یکم امام اعظم کا		نماز کی جز نہین۔		زانی کو وطن سے ایکسال
	مخالف جمہور کی یہ کہ نماز	۲۳	مسئلہ شصت و ششم امام اعظم کا		نکالدینا واجب نہین ہے
	مین اپنے دونو ہاتھونکو ناف		مخالف جمہور کے یہ عورت	۲۴	مسئلہ ہفتاد و یکم امام اعظم کا
	سے نیچے باندہنا چاہیے۔		خواہ باکرہ ہو خواہ ثیبہ ہو		مخالف جمہور کی یہ کہ صبح کے
〃	مسئلہ شصت و دوم امام اعظم کا		باری مین برابر ہے۔		فرضون کی جماعت ہوتے ہوئے
	مخالف جمہور کی یہ کہ نہین	〃	مسئلہ شصت و ہفتم امام اعظم		سنتون کا پڑہنا جائز ہے
	جائز ہو دعا مانگنا مگر ساتھ		کا مخالف جمہور کی یہ کہ دس	〃	مسئلہ ہفتاد و دوم امام اعظم کا
	اُن دعاؤنکی جو قرآن اور		درہم سے کم چوراني مین		مخالف جمہور کے یہ کہ پانچ وسق
	حدیث مین وارد ہین۔		ہاتھ کاٹنا واجب نہین ہے		یعنے تیس من انگریزی سے
۲۲	مسئلہ شصت و سوم امام اعظم کا	〃	مسئلہ شصت و ہشتم امام اعظم کا		کم مین عشر واجب ہے۔
	مخالف جمہور کی یہ کہ نماز کی		مخالف جمہور کے یہ کہ دس	۲۵	مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم کا
	نیت کی وقت اللہ اکبر کہنا		درہم سے کم مہر باندہنا جائز		مخالف جمہور کی یہ کہ جب کنوار
	متعین نہین ہے		نہین ہے۔		مدت حیض مین خون بند ہو
	مسئلہ شصت و چہارم	〃	مسئلہ شصت و نہم امام اعظم کا		جاوے تو غسل سے پہلے اس

نمبر	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۸	مسئلہ سوم امام اعظم کا مخالف		نماز مین تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر		مین دونون ہاتھون
	حدیث کے یہ کہ گدی ہو		کے بدلے کوئی لفظ تعظیم کا		اور گھٹنون کو زمین پر رکھنا
	کا جو ٹھاپلید ہے		کہہ لیوے تو جائز ہے۔		واجب نہین ہے۔
″	مسئلہ چہارم امام اعظم کا	۳۴	تین شرطونکی بغیر نسخ ثابت	۵۳	مسئلہ سیزدہم امام اعظم کا
	مخالف حدیث کی یہ کہ		نہین ہوسکتا ہے۔		مخالف حدیث کی یہ کہ نماز
	جن جانورونکا گوشت	۳۵	عموم کتاب اللہ کی تخصیص		مین بھول کر کلام کرنیسے
	کھایا جاتا ہے انکا بول		ساتھہ خبر واحد کی چارون		نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
	ناپاک ہے۔		اماموںکے نزدیک جائز ہے	۵۵	مسئلہ چہاردہم امام اعظم کا
۳۹	مسئلہ پنجم امام اعظم کا	۴۷	مسئلہ نہم امام اعظم کا مخالف		مخالف حدیث کے یہ کہ
	مخالف حدیث کی یہ کہ		حدیث کی یہ کہ نماز مین دونو		نماز مین تین قدم پے درپے
	اذان مین ترجیع نہین ہے		ہاتھہ ناف کے نیچے باندھنے		چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے
۴۱	مسئلہ ششم امام اعظم کا	۴۸	مسئلہ دہم امام اعظم کا مخالف	۵۷	مسئلہ پانزدہم امام اعظم کا
	مخالف حدیث کے یہ کہ اقامت		حدیث کی یہ کہ لڑکے نابالغ		مخالف حدیث کی یہ کہ سب سے
	نماز مین گیارہ کلمے		کے پیچھے جائز نہین ہے۔		زیادہ تر لائق امامت کی وہ
۴۳	مسئلہ ہفتم امام اعظم کا مخالف	۵۰	مسئلہ یازدہم امام اعظم کا		شخص ہے جو سنت کو زیادہ
	حدیث کی یہ کہ پانخانہ کیوقت		مخالف حدیث کی یہ کہ فرض		تر جانتا ہو۔
	قبلے کیطرف پیٹھہ دینا عمارتو		پڑھنے والا نفل پڑھنے والے	۵۸	مسئلہ شانزدہم امام اعظم کا
	اندر بھی جائز نہین۔		کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔		مخالف حدیث کی یہ کہ غلام
۴۶	مسئلہ ہشتم امام اعظم کا	۵۲	مسئلہ دوازدہم امام اعظم کا		کی امامت مکروہ ہے
	مخالف حدیث کی یہ کہ		مخالف حدیث کی یہ کہ سجدہ	″	مسئلہ ہفدہم امام اعظم کا

صفحہ	مضمون کتاب
۲۹	مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ غسل میت کے آخر بار مین کافور وغیرہ لگانا مستحب نہین ہے۔
〃	مسئلہ نود و دوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ میت کو دھونا کرانا مستحب نہین ہے۔
〃	مسئلہ نود و سیم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ خاوند کو اپنی بیوی مردہ کا غسل کرانا جائز نہین ہے۔
۳۰	مسئلہ نود و دوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ میت کو کفن مین کرتہ اور عمامہ دینا مستحب ہے۔
〃	مسئلہ نود و سوم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے
〃	مسئلہ نود و چہارم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نماز جنازہ کی مسجد مین پڑہی جاوے

صفحہ	مضمون کتاب
۳۰	مسئلہ نود و پنجم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ نماز مین وعلیکم السلام کہہ جاوین
〃	مسئلہ نود و ششم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ جو شہید کافرونکی لڑائی مین قتل کیا جاوے اسکو غسل دیا جاوے۔
۳۱	مسئلہ نود و ہفتم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ سوائے گیہاں کے اور جو لکڑی وغیرہ سبزیجات زمین سے پیدا ہوتے ہین سب مین زکوٰۃ ہے
	مسئلہ نود و ہشتم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ زکوٰۃ فطر کی فرض نہین ہے بلکہ واجب ہے
〃	مسئلہ نود و نہم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ جس آدمی کی پاس تیس یا چالیس روپیہ نصاب سے کم ہون اسپر صدقہ فطر کا دینا واجب نہین ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۳۲	مسئلہ صدم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ بیوی کا صدقہ فطر اسکے خاوند پر واجب نہین ہے۔
〃	مسئلہ صد و یکم امام اعظم کا مخالف جمہور کے یہ کہ مسلمان باغیون کی چارپایون اور ہتیارون کی ساتھہ لڑائی مین فائدہ اٹہانا جائز ہے
۳۴	مقلدین کی اس مغالطہ کا جواب کہ فقہ کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے مخالف نہین ہے۔
〃	مسئلہ اول امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ بلی کا جوٹھا مکروہ ہے
۳۶	مسئلہ دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ درندے چارپایون کا جوٹھا ناپاک ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۷۹	مسئلہ سی و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ حرمین والی کھوڑوں میں کوہ [illegible]
۸۰	مسئلہ سی و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ تجارت کی غلاموں میں صدقہ فطر کا واجب نہیں۔
"	مسئلہ سی و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ صدقہ فطر کا ادا صاع سے گیہوں سے
۸۳	مسئلہ سی و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ بیوی زکوٰۃ اپنے خاوند کو نہ دیوے
۸۴	مسئلہ سی و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جو آدمی نصاب سے کم مال کا مالک ہو اسپر صدقہ فطر کا واجب نہیں
۸۵	مسئلہ سی و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ مالک اپنے غلام کا فطر کا صدقہ دیوے۔

صفحہ	مضمون کتاب
۸۵	مسئلہ سی و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ تیسویں شعبان کی نفلی روزہ رکھنا جائز ہے
۸۶	مسئلہ سی و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ بقر عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننی جائز ہے
۸۹	مسئلہ چہل امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ غسل شروع کرکے تو ترتیب واجب ہوجاتی ہے
۹۴	مسئلہ چہل و یکم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے
۹۵	مسئلہ چہل و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ اگر کہ [illegible] دن کے راہی کم ہو تو عورت کو بغیر محرم کے بگیطرف جانا جائز ہے
۹۶	مسئلہ چہل و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ اگر کوئی محرم مرجاوے تو اسکا سر کفن کے ساتھ ڈھانک دیا جاوے۔

صفحہ	مضمون کتاب
۹۷	مسئلہ چہل و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ قارن کو دو طواف کرنے واجب ہیں۔
۱۰۰	مسئلہ چہل و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ کافر ذمی کا بیت اللہ میں داخل ہونا جائز ہے
"	مسئلہ چہل و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ حج میں ہاتھ اور تیسویں دن زوال سے پہلے کنکر مارنے جائز ہیں
۱۰۲	مسئلہ چہل و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ بکری کو قلادہ ڈالنا سنت نہیں ہے
"	مسئلہ چہل و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ محرم کو احرام کی حالت میں فاسق نمل لگانے دنبہ یا بکری دینا لازم آتا ہے
۱۰۳	مسئلہ چہل و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ قربانی [illegible] دسویں کے دن طلوع فجر

نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب
۵۸	مخالف حدیث کی یہ جسکا نماز کے اندر وضو ٹوٹ جاوے وہ وضو کرکے بنا کرے یعنے جہان سے نماز چھوڑے تھی اوسی جگہ سے شروع کرے	۶۳	مسئلہ بست و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ جمعہ کے خطبے کی وقت تحیۃ المسجد پڑھنے جائز ہیں	۷۶	کو چونہ اور سونی کی یا نی سے نقش کرنا جائز ہے۔ مسئلہ بست و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جمعہ کے دن خطبے کی لیے جب امام نکلے تو اسوقت سے کلام اور نماز منع ہو جاتی ہے۔
۵۹	مسئلہ بست و دہم امام اعظم کا مخالف حدیث یہ کہ نماز میں اشارہ سے بھی سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔	۶۵	مسئلہ بست و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ عید کی نماز میں چھ تکبیرین کہنے زیادہ نہ کہے		
		۶۶	مسئلہ بست و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ میت کے بالوں کو کنگی نہ پھیری جاوے۔	"	مسئلہ بست و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ نماز جنازے مین امام میت کی سینہ کی برابر کھڑا ہووے خواہ مرد ہو اور خواہ عورت ہو۔
۶۰	مسئلہ نوزدہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ ماہ رمضان کی سوا کسی مہینے مین تروں کی جماعت جائز نہین۔	"	مسئلہ بست و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ میت کو کفن مین کرتہ اور پگڑی پہنانی سنت ہے۔	۷۷	مسئلہ سی امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ شہید کا جنازہ پڑھا جاوے۔
۶۱	مسئلہ بستم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جمعہ کا خطبہ منبر پہ پڑھنا جائز ہے	۶۷	مسئلہ بست و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ صبح کی نماز روشن کرکے پڑھنی مستحب	۷۸	مسئلہ سی و یکم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جب اونٹ ایکسو بیس سے زیادہ ہو جاویں تو زکوۃ نئے سرے سے شروع کرنا ہے۔
۶۲	مسئلہ بست و یکم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جمعہ کے خطبے مین فقط اللہ اکبر کہنا کافی ہے۔	۶۸	عذر یعنی اندھیرے مین صبح کی نماز پڑھنے کا بیان		
		۷۰	مسئلہ بست و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ مسجد		

ص	مضمون کتاب
۱۲۵	مسئلہ شصت و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ حج کے دن مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کرکے پڑھے فقط ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ۔
۱۲۶	مسئلہ شصت و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ قربانی کے بدلے مکہ مین ٹھیرکر دس روزے رکھنے جائز ہین۔
۱۲۸	مسئلہ شصت و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگرچہ اندھے آدمی کے پاس خرچ راہ اور سواری بھی موجود ہو جب بھی اسپر حج فرض نہین ہے۔
۱۲۹	مسئلہ شصت و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ عمرہ واجب نہین بلکہ مستحب ہے۔
۱۳۰	مسئلہ شصت و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ اگر مرد کے

ص	مضمون کتاب
	کے سر پر حج فرض باقی ہو تو وارث پر میت کیطرف سے حج واجب نہین ہے خواہ کرے خواہ نہ کرے۔
۱۳۰	مسئلہ شصت و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جو شخص اسلام لاوے اور اسکی نکاح مین چار سے زیادہ عورتین ہون تو اسکو وہ عورتین رکھنی جائز ہین جنکے ساتھ پہلے نکاح کیا ہو
۱۳۱	مسئلہ ہفتاد امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ اگر کوئی شخص اسلام لاوے اور اسکی نکاح مین دو بہنین حقیقی ہون تو جسکے ساتھ پہلے نکاح کیا تھا اسکو رکھ لیوے اور دوسری کو اپنے پاس رکھنا جائز نہین ہے۔
۱۳۲	مسئلہ ہفتاد و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ جو کافرہ ذمیہ عورت کے ساتھ مسلمان کو نکاح کرنا جائز ہے۔

ص	مضمون کتاب
۱۳۲	مسئلہ ہفتاد و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ نکیا جاوے۔
۱۳۵	مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ زبردستی کے ساتھ طلاق دلوانے سے واقع ہو جاتی ہے
۱۳۶	مسئلہ ہفتاد و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر کسی عورت کو کہی کہ اگر مین تیرے ساتھ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے تو نکاح کرنے سے طلاق پڑ جاوے گی۔
۱۳۷	مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر غلام کی آزادی کو ملک کے ساتھ معلق کرے تو ملک کے بعد آزاد ہو جاویگا۔

نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب	نمبر	مضمون کتاب
	صبح صادق سے پہلے طواف		مخالف حدیث کے یہ کہ احرام والی	۱۱۶	مسئلہ پنجاہ ونہم امام اعظم کا مخالف
	زیارۃ کرنا جائز ہے۔		عورت کو کسب سے رنگا ہوا کپڑا پہننا		حدیث کے یہ کہ حرم کے مین حد قائم
۱۰۳	مسئلہ پنجاہ ہم امام اعظم کا مخالف		جائز نہین ہے۔		کرنا جائز نہین۔
	حدیث کے یہ کہ گیارہوین	۱۱۹	مسئلہ پنجاہ وپنجم امام اعظم کا مخالف	۱۲۰	مسئلہ شصتم امام اعظم کا مخالف
	کے دن مین بھی طواف		مخالف حدیث کے یہ کہ کفار کا		حدیث کے یہ کہ ہبہ کو لقطہ سے یعنی
	زیارۃ کرنا جائز ہے۔		گوشت کھانا حرام ہے		اپنا بخشندہ نیز سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے
۱۰۴	مسئلہ پنجاہ ویکم امام اعظم کا	۱۱۲	مسئلہ پنجاہ وششم امام اعظم کا مخالف	۱۲۱	مسئلہ شصت ویکم امام اعظم کا
	مخالف حدیث کے یہ عرفات		حدیث کے یہ کہ جو شخص حج اور		مخالف حدیث کے یہ کہ دو گواہون
	کے دن امام کے خطبہ پڑھنے		عمرے کے سوا کسی اور کام کے		فاسقون کے روبرو بھی نکاح صحیح
	سے پہلے اذان کہی جاوے		واسطے مکہ مین داخل ہونا چاہے		ہو جاتا ہے۔
"	مسئلہ پنجاہ ودوم امام اعظم کا		تو بغیر احرام کے مکہ مین اسکو داخل	"	مسئلہ شصت ودوم امام اعظم کا
	مخالف حدیث کے یہ کہ جو دو		ہونا جائز نہین ہے۔		مخالف حدیث کے یہ کہ دو یوم
	احرام باندھنے کی جگہ سے	۱۱۵	مسئلہ پنجاہ وہفتم امام اعظم کا مخالف		حج کے دن مین امام خطبہ
	اندر رہتا ہوا اسکو اپنے گھر سے		حدیث کے یہ کہ حج اور عمرے		نہ پڑھے۔
	مکہ معظمہ کے باہر جاکر احرام باندھنا		سے روکے جانیوالی کو ہدی	۱۲۲	مسئلہ شصت وسوم امام اعظم کا
	جائز ہے۔		کا جانور اسی جگہ ذبح کرنا جائز نہین ہے بلکہ جانور کو مکہ مین بھیجنا		مخالف حدیث کے یہ کہ اگر لونڈی
۱۰۵	مسئلہ پنجاہ وسوم امام اعظم کا		ذبح کرنا جائز نہین ہے بلکہ جانور کو مکہ مین بھیجنا		آزاد ہو جاوے اور خاوند
	مخالف حدیث کے یہ کہ محرم	۱۱۶	مسئلہ پنجاہ وششم امام اعظم کا مخالف		اسکا آزاد مرد ہو تو اس لونڈی کو
	کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے		حدیث کے یہ کہ حج اور عمرے سے روکے جانیوالے کیلئے		نکاح توڑنیکا اختیار ہے خواہ
۱۰۹	مسئلہ پنجاہ وچہارم امام اعظم کا		سزا دانی کی کوئی حاجت نہین ہے		توڑے خواہ رکھے۔

	مضمون کتاب		مضمون کتاب		مضمون کتاب
۱۶۰	مسئلہ نود و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جائز ہے۔		بلا اذن کسی کے گھر میں نظر کرے اور گھر والا اسکی آنکھ کو نکال دے تو اس گھر والے پر آنکھ کی دیت لازم ہے		مسئلہ صد و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ کسی شخص کو دریا میں غرق کرنے سے قصاص واجب نہیں ہوتا ہے
۱۶۱	مسئلہ نود و یکم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ گدھی کو گھوڑی پر چڑھانا خچر کے لیے جائز ہے۔	۱۷۰	مسئلہ نود و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ ستجو کے ڈھیلوں میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے	۱۹۱	مسئلہ صد و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ مرد اور عورتیں سوا جانگ کسی چیز میں قصاص نہیں ہے
۱۶۲	مسئلہ نود و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ نابالغ لڑکوں سے خدمت کرانی منع ہے۔	۱۷۲	مسئلہ نود و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجا کرنا کافی ہے۔	۱۹۲	مسئلہ صد و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ شراب کے خریدو فروخت نصرانی کو دکان کے ساتھ جائز ہے
۱۶۴	مسئلہ نود و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ مسلمان و ذمی کی دیت برابر ہے۔	۱۷۴	مسئلہ نود و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث یہ کہ کوئی سورۃ قرآن کی کسی نماز کے لیے مقرر کر رکھنی منع ہے	۱۹۴	مسئلہ صد و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ تعزیر اتنا لیسر کوڑے تک جائز ہے۔
۱۶۵	مسئلہ نود و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ بغیر ضمانت قاتل کے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں ہے۔	۱۷۶	مسئلہ نود و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ سجدہ شکر کا مکروہ ہے	۱۹۵	مسئلہ اول فقہ کا جس کا اصل یہ کہ کافر ذمی کا خنزیر قتل کرنے سے اسکی قیمت واجب ہوتی ہے
۱۶۸	مسئلہ نود و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ جو آدمی	۱۷۸	مسئلہ صدم امام اعظم کا مخالف دس حدیثوں کے یہ کہ ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے	〃	مسئلہ دوم فقہ کا جس کا اصل یہ کہ طنبور اور سارنگی وغیرہ توڑنے سے قیمت اسکی لازم ہوتی ہے
		۱۸۰	مسئلہ صد و یکم امام اعظم کا مخالف چار حدیثوں کے قیدیوں پر	〃	مسئلہ سوم چاندی سے ملمع کیے ہوئے برتن میں پانی پینا جائز ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۳۸	مسئلہ ہفتاد و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ حلالہ بنکالنے کی شرط سے نکاح صحیح ہے
۱۴۰	مسئلہ ہفتاد و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ طلاق والی عورت کو عدت مین اپنے گھر سے نکلنا جائز نہین ہے۔
۱۴۱	مسئلہ ہفتاد و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ عورتکو مرے خاوند کی عدت مین رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز نہین ہے۔
۱۴۲	مسئلہ ہفتاد و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ اگر کوئی غلام دو شریکون مین مشترک ہو پس دونون مین سے اگر ایک مالدار ہو تو اوسکو شریک کو اختیار ہے خواہ اپنا حصہ آزاد کر دیوے خواہ اپنے حصہ کے قیمت لیوے۔
۱۴۴	مسئلہ ہشتاد و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ زندہ جانور کا گوشت کے ساتھ بیچنا جائز ہے
۱۴۴	مسئلہ ہشتاد و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ ایک صاع کو بدلے دو صاع کے بیچنا جائز نہین ہے۔
۱۴۵	مسئلہ ہشتاد و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ زندہ جانور کا قرض لینا جائز نہین ہے۔
۱۴۶	مسئلہ ہشتاد و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ مسلمان کو بدلہ کافر ذمی کے قتل کیا جاوے۔
۱۴۹	مسئلہ ہشتاد و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے
۱۵۰	مسئلہ ہشتاد و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ دانستہ اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے۔
۱۵۱	مسئلہ ہشتاد و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ مسافر پر قربانی نہین ہے
۱۵۲	مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ قاتل مقتول کے اسباب کا مستحق نہین ہے۔
۱۵۸	مسئلہ ہشتاد و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ بھاری چیز کے ساتھ قتل کرنے مین قصاص نہین ہے۔
۱۵۹	مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ کہ قصاص تلوار کے ساتھ لینا چاہیے۔

۲۲۹	جواب دہم عمل بالحدیث سے ممانعت اور مدار عمل بالحدیث فقط صحت ہے بقول چاروں اماموں کے	۲۴۴	حدیث کو کسی امام کے قول سے ترک کرنا بالاجماع حرام ہے	۲۶۵	گھڑ کر کہے ہیں حرام ہے امام شافعی امام محمد کو شاگرد نہیں ہیں۔
۲۳۴	اس مغالطہ کا جواب کہ حدیث میں کئی احتمالات ہیں جو عمل سے مانع ہیں اور جو احتمالات کہ حدیث میں ہیں وہ کل احتمالات فقہ میں بھی موجود ہیں بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں	۲۴۴	صحیح حدیث صحابی پر بے تحت ہے	۲۶۷	امام بخاری کی مجتہد مستقل ہونے کا بیان
		۲۴۵	امام بخاری کے فقہ اور اجتہاد کا بیان۔	۲۶۹	اُن مسائل کا بیان جن میں امام بخاری نے امام شافعی کی مخالفت کی ہے۔
		۲۴۸	اس زمانے میں حدیث پر عمل کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں رہا ہے۔	۲۶۸	امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں۔
۲۳۶	نکاح متعہ کا امام مالک کے نزدیک حرام ہونیکا بیان	۲۵۱	جسکے پاس قرآن مجید اور سنن ابوداؤد ہو اسکو تمام دین کے مسئلوں کے واسطے کافی ہے۔	۲۷۱	موافق ہونا امام بخاری کا حنفیوں کو بعض مسائل میں۔
۲۴۹	وجوہات ترجیح ایک سے سو سے زیادہ ہیں۔			۲۷۵	امام بخاری کی اوصاف کا بیان۔
۲۵۵	مناظرہ امام شافعی کا اور امام محمد کا	۲۶۴	ابوداؤد اجتہاد کا خزانہ ہے	۲۷۹	مجتہد منتسب کسکو کہتے ہیں
۲۶۴	لاجواب ہونا امام محمد کا مقابلہ میں امام شافعی کے		فرضی مسائل گھڑ کر تیار کیئے جیسے کہ فقہ کی کتابوں میں ہزارہا مسئلے فرضی		مقلدین کے اس مغالطہ کا جواب کہ حدیث کی کتابیں شافعیوں کی ہیں دس وجہ سے
۲۳۱	ناسخ کا پہونچ جانا شرط ہے موجود ہونا شرط نہیں۔				

صفحہ	مضمون کتاب
۱۹۵	مسئلہ چہارم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ شراب بنانیوالے کے پاس شیرہ بیچنا جائز ہے اگر یہ جانتا ہو
〃	مسئلہ پنجم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ آتش پرستی کیواسطے گھر کرایہ پر دینا جائز ہے۔
۱۹۶	مسئلہ ششم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ جو مسلمان کافر کا شراب اتہاکر لی جاوے وہ اپنی اجرت طلب کرے
〃	مسئلہ ہفتم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ یک درہم پیشاب لگنی سے نماز جائز ہے
〃	مسئلہ ہشتم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ کافر ذمی خنزیر کا عشر لینا جائز ہے
〃	مسئلہ یازدہم فقہ کا بڑی اصل یہ خنزیر مقرر کے نکاح کرنا جائز ہے
〃	مسئلہ دوازدہم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ بت کو اسکے غلام آزاد کرنیسے آزاد ہوجاتا ہے
〃	مسئلہ یازدہم فقہ کا بڑی اصل یہ کہ خنزیر کے بال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

صفحہ	مضمون کتاب
۱۹۷	تقلدین کی اس مغالطہ کا جواب کہ اجتہاد ختم ہوچکا ہے
۱۹۸	جواب اول ۔ جواب دوم
〃	جواب سوم ۲۰۱ جواب چہارم
۲۰۱	جواب پنجم ۔ ختم اجتہاد کا دعوے
۲۰۲	اجتہاد کرنا ہر زمانی میں فرض ہے
۲۰۳	اس زمانی میں اجتہاد کرنا بہت سہل ہے
۲۰۶	جو اسباب اجتہاد کی بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو میسر تھے وہ چار و ناچار امامون کو میسر نہیں تھے۔
〃	دوسری صدی لیکر تیرہویں صدی تک مجتہدین کے نام
۲۰۸	جواب ششم ختم اجتہاد کا
۲۰۹	عمل بالحدیث سے منع کرنیکا جواب
۲۱۰	جواب اول جواب دوم جواب سوم
〃	حدیث کی ساتھ عمل کرنیکی تحقیق
۲۱۲	جواب چہارم ۔
〃	ظاہر حدیث واجب العمل ہے
〃	صحابی کی تاویل ظاہر حدیث کے مخالف لائق عمل نہیں ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۲۱۲	ایک مجتہد کا عمل دوسرے مجتہد پر واجب نہیں ہے
۲۱۴	ظاہر نص کو تاویل صحابی یا امام سے ترک کردینا قطعاً حرام ہے بالاجماع ۔
۲۱۵	جواب پنجم و جواب ششم و جواب ہفتم ۔
۲۱۶	جواب ہشتم عمل بالحدیث سے منع کا ۔
〃	حدیث پر عمل کرنا امامونکے تحقیق پر موقوف نہیں ۔
۲۲۱	منسوخ حدیثین خیبر تمام امت کا اجماع ہوچکا ہے دلیل ہیں
۲۲۲	جواب نہم عمل بالحدیث سے منع کرنے کا
۲۲۹	تقلید شخصی بالاجماع حرام ہے اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا تقلید شخصی کے حرام ہونی پر اجماع ہوچکا ہے ۔

حصہ سوم و چہارم وغیرہ لکھا جاویگا تاکہ اہل اسلام کو فقہ حنفی کی حقیقت کا معلوم ہوجاوے
اور دام تقلید سے بچکر راہ راست اختیار کرین اور قرآن و حدیث کو اپنا دستور العمل
ٹہراوین اور یقین کرلیوین کہ فقہ کے کسی مسئلے پر بغیر تحقیق و تفتیش دلیل کے عمل کرنا جائز
نہین۔ ولیکن جاننا چاہیے کہ اس ظفر المبین جدید حصہ دوم کو ظفر المبین مطبوعہ سابق پر
کئی وجہ سے ترجیح ہے **اول** باین طور کہ سابق مین فقہ وغیرہ کے اصل عربی عبارتون
کو نقل نہین کیا گیا پس اس سے بہت لوگ شکایت کرتے تہے کہ اصل عبارات عربیہ کو نقل
نہین کیا اور ترجمہ مین بہت تصرف کردیا ہے لہذا راقم نے اس حصہ دوم ظفر المبین جدید مین
عربی کی اصل عبارتون کو نقل کردیا ہے تاکہ کسی کو کوئی شک شبہ کسی قسم کا باقی نہ رہے **دوم** باین
طور کہ اس حصہ دوم مین امام اعظم کا وہ مسئلہ مخالف جمہور سلف و خلف کے بیان کیا گیا ہے
اور یہ طریقہ سابق مین نہین ہے **سوم** باین طور کہ مطبوعہ سابق مین ہر مسئلے کی مخالف جو حدیثین
تھین انکو نقل کردیا ہے اور حنفیون کے جو اعتراضات اور تاویلات اور تمسکات اس مسئلے
کے متعلق تہے اس سے بالکل کچھ تعرض نہین کیا فقط چہار پانچ مسئلون مین کچھ کیا ہے مگر اس حصہ
دوم مین ہر ہر مسئلے کے متعلق جو جو اعتراضات و تمسکات حنفیون کے تہے سب کو نقل کرکے انکے
جوابات شافی وکافی دیے ہین تاکہ کسی کو حنفی اسکے جواب مین قلم نہ اٹھا سکے الا نادرا جدا

مغالطہ اول

ایک مغالطہ مقلدین اہلحدیث کو یہہ دیتے ہین کہ یہہ لوگ (یعنے اہلحدیث) نواب بہوپال اور شوکانی
اور محمد بن عبدالوہاب کے مقلد ہین اور مسک الختام وغیرہ کتابین نواب بہوپال کے اور نیل
الاوطار وغیرہ تصانیف امام شوکانی کے جو جمہور علماء اہل سنت کی مخالف ہین اور یہہ لوگ
عمل کرتے ہین سو **جواب** اس کا کئی وجہ سے ہو اول یہ کہ اہل حدیث کو نواب صاحب و امام
شوکانی کا مقلد کہنا محض کذب اور افترا ہے اہلحدیث پر یہہ لوگ انکے کسی مسئلے مین تقلید
نہین کرتے ہین جب انہون نے چار ائمہ کی تقلید چہوڑ دی ہے تو پہر نواب صاحب
و امام شوکانی کی تقلید کرنے لگے اہلحدیث ہرگز انکے مقلد نہین ہین اور نہ انہون نے کسی
کتاب مین انکی تقلید کا اقرار کیا ہے بلکہ یہہ لوگ فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہین اور زید

مواهب الصمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ قَاتَلَ الْکَفَرَۃَ وَالْمُقَلِّدِیْنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحَابَتِہِ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا جُھْدَھُمْ فِیْ اِعْلَاءِ کَلِمَۃِ اللّٰہِ وَجَاھَدُوْا اَعْدَاءَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مَکْرُوْھُوْنَ اما بعد

حمد اور صلوۃ کے بعد **ابو الحسن** سیالکوٹی عفی اللہ تلمیذ جناب خاتم المحدثین امام المفسرین نخم الہند والسند المشتہر فی المشرقین والمغربین شیخنا وشیخ الکل **السید محمد نذیر حسین** صانہ اللہ تعالی عن آفات الدارین خدمت میں علماء ماہرین وفضلاء منصفین کے عرض گذار ہے کہ چونکہ فقہ کی کتابوں میں صدہا مسائل قرآن وحدیث کے مخالف ہیں اور کتاب وسنت میں انکا کہیں پتہ نہیں ملتا ہے اور نیز معتزلہ وخوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے روایات فقہ کی کتابوں میں حد سے زیادہ داخل ہوگئے ہیں چنانچہ مصنف فتاوی قنیہ (کہ باعتراف صاحب اشباہ والنظائر کے معتزلی مذہب ہے) کے بہت مسائل فقہ میں خلط ملط ہوگئے ہیں بلکہ فقہ میں بہت جگہ اسکا فتوے معتبر سمجھا جاتا ہے اور نیز علماء مقلدین اکثر یہ دعوے کرتے ہیں کہ امام اعظم کا کوئی مسئلہ مخالف قرآن وحدیث کی نہیں ہے لہذا بعض احباب کی فرمایش سے یہ **ظفر المبین جدید** لکھی گئی اور اسکو پانچ حصوں پر تقسیم کیا گیا لیکن بوجہ اشد ضرورت کے پہلے اوسکا یہ حصہ دوم لکھا گیا اور بطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف جمہور سلف اور خلف اور ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثوں کے اوسمیں بیان کیا گیا اور بعد طبع ہونے اسکے ان شاء اللہ تعالی حصہ اول لکھا جاویگا وعلی ہذا القیاس بعد اوس کے

امام اعظم کے تو صدہا مسائل مخالف جمہور اہلسنت کے ہین چنانچہ منجملہ اُن کے ایک سو مسئلہ بطور نمونہ کے ہم بیان کرتے ہین پہر تعجب ہے کہ حنفیہ امام شوکانی وغیرہ پر کس منہ سے طعن کرتے ہین اور اپنے گریبان مین نظر نہین کرکیون نہین شرماتے **مسئلہ اول** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کسی حیوان قرض لینا درست نہین ہی سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّهُ يَجُوزُ قَرْضُ جَمِيعِ الْحَيَوَانِ وَمَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ قَرْضُ شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ وَهٰذِهِ الْأَحَادِيثُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ یعنے امام شافعی اور مالک اور جمہور علماء سلف و خلف کا یہ مذہب ہے کہ تمام حیوانون کا قرض لینا جائز ہے **مسئلہ دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر ایک غلام بدلے دو غلامون کے مدت مقرر کرکے بیچے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے بیچے تو یہ بیع جائز نہین ہے سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَإِنْ بَاعَ عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ أَوْ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ إِلَى أَجَلٍ فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ جَوَازُهُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَا يَجُوزُ اِنْتَهٰى یعنے پس اگر بیچا ایک غلام کو بدلے دو غلامون کے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے مدت مقرر کرکے تو شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور ابو حنیفہ اور کوفیون کے نزدیک جائز نہین ہی **مسئلہ سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ہمسایہ کے واسطے حق شفعہ ثابت ہی سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ لَا يَثْبُتُ بِالْجِوَارِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ يَثْبُتُ بِالْجِوَارِ یعنے مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ شفعہ جوار کا ثابت نہین ہوتا ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہین کہ شفعہ جوار کا ثابت ہوتا ہی **مسئلہ چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز ہے سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ وَصِيَّتُهُ فِيمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ وَحُكِيَ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ اِنْتَهٰى یعنے مذہب ہمارا (شافعیہ کا) اور مذہب جمہور کا

عمر کی مخالفت سے نہین ڈرتے ہین چارون اماموں وغیرہ مجتہدین کے اقوال کو حجت شرعی نہین
جانتے ہین مگر جو قول اُنکا موافق قرآن و حدیث کے ہو مانتے ہین اور باقی کالائے بدبریش خاوند مارتے
ہین اور قاعدہ اہل سنت المجتہد یخطی ویصیب کو زیر نظر رکھتے ہین پس اُنکا متمسک فقط قرآن و
حدیث ہی وبس خواہ کوئی موافق ہو خواہ کوئی مخالف ہو کسی سے کچھ سروکار نہین ہے اور
نواب صاحب و امام شوکانی کے بعض اقوال موافقہ پر عمل کرتے ہین تو فقط اس وجہ سے کہتے ہین کہ
وہ مسئلہ نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ انمین اُن کی تقلید ہے اور نہ اسوجہ سے
کہ یہ مسئلہ انکی کتابون مین مذکور ہے یا اونکا اسپر عمل ہے یا اونکے معتقدات سے ہے بعض مسائل
مین کسی امام کے ساتھ موافق ہونے سے اُسکی تقلید لازم نہین آتی ایسا ہو تو حنفی لوگ شافعی و
مالکی وغیرہ کہلاوین و بالعکس اسلیے کہ بعض مسائل مین آپس مین کل موافق ہین پس اہلحدیث کو باوجود
انکی اس قدر براءت کی امام شوکانی کی تقلید کا اتہام لگانا دروغ گو یم بر روئی تو کا مصداق بننا
ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید مین داخل ہونا ہے اگر کوفہ کی ہائی کورٹ مین کہین یہ اقرار
انکا موجود ہو تو یہ فرقہ تقلید یہ پیش کرین ورنہ ایسی افترا اور اتہام سے باز آوین **دوم** اسوجہ سے
کہ جب ہم تمہارے اہل حدیث امام شوکانی وغیرہ کی مقلد ٹھیرے تو پھر تم لوگ اہل حدیث کو لامذہب
کیون بتلاتے ہو آپ جیسا اپنے خیال مین انکو بھی مقلد سمجھو پھر تم لوگون نے تمام جہان مین اسقدر شور و
شر کیون مچا رکھا ہے کچھ تو سوچو اور کچھ تو انصاف کرو **سوم** اسوجہ سے کہ امام شوکانی و
نواب صاحب نے تو اپنی اپنی تصنیفون مین قرآن و حدیث کو بیان کیا ہے اور جو مسئلہ انمین لکھا ہے
اسکو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے پھر کیا حنفیون کے نزدیک قرآن و حدیث بھی اہلسنت کے مخالف ہے
نعوذ باللہ من ذلک اور نیز امام شوکانی وغیرہ کے تمام مسائل چارون اماموں کے مذاہب مین موجود ہین
ایسا مسئلہ انمین کوئی نہین ہے جسکا ائمہ اربعہ سے کوئی قائل نہ ہو الا ماشاء اللہ پھر کیا چارون امام
بھی حنفیون کے نزدیک جمہور علماء اہلسنت کے مخالف ہین اس سے تو پھر چارون کے مذہبون کی بیخ
و بنیاد اکھڑ گئی اور چارون امام بھی منسوخ ہو گئے اب کیا کرو گے اور کدھر جاؤ گے **چہارم** امام شوکانی
وغیرہ کے مسائل مخالف جمہور اگر تلاش کیے جاوین تو چار پانچ سے زیادہ نہین نکلینگے مگر فرقہ تقلید یہ
کی کشتی حنفیت و نعمانیت تو اس طوفان بے تمیز مین پھنسی ہوئی ہے کہ اُسکی کبھی نجات کی امید نہین یعنے

جگہہ مین صحیح نہ ہونا یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور کا خواہ مرد ہو یا عورت ہو
مسئلہ ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اشعار کرنا جائز نہین سو یہہ مسئلہ اُنکا مخالف ہے
جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اِسْتِحْبَابُ
الْاِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ فِي الْهَدَايَا مِنَ الْاِبِلِ وَبِهٰذَا قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ
وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَلْاِشْعَارُ بِدْعَةٌ لِاَنَّهٗ مُثْلَةٌ وَهٰذَا يُخَالِفُ الْاَحَادِيْثَ
الصَّحِيْحَةَ الْمَشْهُوْرَةَ فِي الْاِشْعَارِ یعنے اس حدیث مین ثابت ہے مستحب ہونا اشعار کا اور اونٹونکی
ہدیون مین تقلید کرنا اور ساتھہ ہی کے کہا ہے جمہور علما سلف و خلف نے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اشعار کرنا
بدعت ہے اس لیے کہ وہ مثلہ ہے اور یہہ قول مخالف ہے احادیث صحیحہ مشہورہ کے جو اشعار کے باب مین
وارد ہوئی ہین **مسئلہ نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ حرم مکہ مین کافر کا داخل ہونا جائز ہے
سو یہہ مسئلہ اُنکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے فَلَا يَحُوْزُ
مُمَكِّنُ كَافِرٍ مِنْ دُخُوْلِ الْحَرَمِ بِحَالٍ فَاِنْ دَخَلَهٗ فِيْ حُفْيَةٍ وَجَبَ اِخْرَاجُهٗ فَاِنْ مَاتَ وَجَبَ دَفْنُهٗ
نَبَشَ وَاُخْرِجَ مَالَمْ يَتَغَيَّرْ هٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيْرِ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ
دُخُوْلُهُمُ الْحَرَمَ یعنے پس نہین جائز ہے قدرت دینا کافر کو کہ اُسکا داخل ہونا کسی حال مین پس اگر
داخل ہو حرم مین کافر بیوشیدہ واجب ہے نکال دینا اُسکا پس اگر مر جاوے اور اسمین دفن کیا جاوے تو
اُسکی قبر کھود اجاوے اور نکالدیا جاوے جب تک کہ متغیر نہ ہوئی ہے مذہب شافعی اور جمہور فقہا
کا **مسئلہ دہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عقیقہ کرنا سنت نہین ہے سو یہہ مسئلہ اونکا مخالف
ہے جمہور علما کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ
الْعِتْرَةِ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّهَا سُنَّةٌ وَذَهَبَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ فَرْضًا وَلَا
سُنَّةً یعنے گئے ہین جمہور علما عترت وغیرہ سے طرف اس بات کے کہ تحقیق عقیقہ سنت ہے اور ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ نہ فرض ہے اور نہ سنت ہے **مسئلہ یازدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی
شخص یہہ بات کہے کہ اگر مین یہ کام کرون تو مین یہودی ہون یا نصرانی ہون تو اس صورت مین
اسپر کفارہ واجب ہے خواہ اس کام کو کر چکا ہو یا نہ کیا ہو سو یہہ مسئلہ اُنکا مخالف ہے جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ سَوَاءٌ فَعَلَهٗ اَمْ

یہ ہے کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ مین وصیت کرنا جائز نہین ہے اور ابو حنیفہ جائز کہتے ہین مسئلہ پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مالک کو اپنے غلام اور لونڈی پر حد قائم کرنے بغیر اذن امام کے جائز نہین ہے سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ أَنَّ السَّيِّدَ يُقِيمُ الْحَدَّ عَلَى عَبْدِهِ وَأَمَتِهِ وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ یعنے اس حدیث مین ثابت ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اوپر غلام اپنے کے اور لونڈی اپنی کے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مالک اور احمد اور جمہور علما صحابہ اور تابعین کا اور جو انکے پیچھے ہین **مسئلہ ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نبیذ کھجور وغیرہ کا اگرچہ اسمین شدت بھی پیدا ہو جاوے اور نشہ بھی لاوے حرام نہین ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي مَنْ شَرِبَ النَّبِيذَ وَهُوَ مَا سِوَى عَصِيرِ الْعِنَبِ مِنَ الْأَشْرِبَةِ الْمُسْكِرَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَحْمَدُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ هُوَ حَرَامٌ تُحَدُّ فِيهِ كَحَدِّ سَارِدِ الْخَمْرِ الَّذِي هُوَ عَصِيرُ الْعِنَبِ سَوَاءٌ كَانَ يَعْتَقِدُ إِبَاحَتَهُ أَوْ تَحْرِيمَهُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَا يَحْرُمُ وَلَا يُحَدُّ شَارِبُهُ یعنے اختلاف کیا ہے علما نے اس شخص کے حق مین جو انگوری شراب کے سوا اور نشہ دار چیزون کو پیوے پس کہا امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما سلف اور خلف نے کہ وہ حرام ہے کوڑے مارا جاویگا اسمین جیسے کہ کوڑے مارا جاتا ہے انگوری شراب پینے والا خواہ اسکی اباحت کا اعتقاد رکھے یا اوسکی حرمت کا اور کہا ابو حنیفہ نے کہ وہ حرام نہین اور اوسکے پینے والے کو حد نہ ماری جاوے **مسئلہ ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی عورت اپنے گھر کی مسجد مین اعتکاف کرلے تو جائز ہے سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنِ اخْتِصَاصِ الْمَسْجِدِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي غَيْرِهِ هُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَالْجُمْهُورِ سَوَاءٌ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَصِحُّ اعْتِكَافُ الْمَرْأَةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ الْمُوضِعُ الْمُهَيَّأُ لِصَلَاتِهَا یعنے یہ جو ذکر کیا ہے ہمنے اعتکاف کا مسجد سے خاص ہونا اور مسجد کے سوا اور

حجاز کے اور بڑے علماء شہرون کے **مسئلہ پانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت مرد اگر توبہ کرے تو قتل نکیجاوے بلکہ قید کیجاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَالْمَرْأَةُ كَالرَّجُلِ فِي أَنَّهَا تُقْتَلُ إِذَا تَحَتَّمَ وَلَا يُعْفَى عَنْهَا وَبِهَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَالْجَمَاهِيرِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ تُحْبَسُ الْمَرْأَةُ وَلَا تُقْتَلُ یعنی عورت قتل کیجاوے ہے اسبات مین کہ قتل کیجاوے جب توبہ نکرے اور نہین ہارے ہے غلام بنانا اوسکا یہ مذہب ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ عورت قید کیجاوے ہے اور قتل نکیجاوے **مسئلہ شانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّهُ مُبَاحٌ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ وَكَرِهَهَا طَائِفَةٌ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ یعنی مذہب شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت مباح ہے مکروہ نہین اور مکروہ کہا ہے اوسکو ابو حنیفہ اور ایک جماعت نے پھر امام نووی نے بعد اس کے لکھا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کی ممانعت مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی وَلَمْ يَثْبُتْ فِي النَّهْيِ حَدِيثٌ **مسئلہ ہفدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گوہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور بلکہ اجماع علماء اسلام کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الضَّبَّ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ إِلَّا مَا حُكِيَ عَنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ مِنْ كَرَاهَتِهِ یعنی اجماع کیا ہے اہل اسلام نے اسبات پر کہ گوہ کا گوشت مکروہ نہین مگر جو ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت کیگئی ہے کراہت اوسکی **مسئلہ ہژدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کتے کا جوٹھا برتن تین بار دھونا کافی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ وُجُوبُ غَسْلِ نَجَاسَةِ وُلُوغِ الْكَلْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَهَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَالْجَمَاهِيرِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَكْفِي غَسْلُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یعنی احادیث مین دلیل ہے اسپر کہ کتے کا جوٹھا برتن سات بار دھونا واجب ہے اور یہ مذہب ہمارا ہے اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ تین بار دھونا کافی ہے **مسئلہ نوزدہم** امام اعظم فرماتے ہین کہ وقت ظہر کا دو مثل تک باقی رہتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ فاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین لکھتے ہین اَمَّا آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ يُوجَدْ فِي سُنَّةٍ صَحِيحَةٍ وَلَا ضَعِيفَةٍ أَنَّهُ

---

۱ بخاری صحیح مسلم مطبوعہ مطبع دہلی الصفحہ ۲۷ کی صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ سے

۲ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع دہلی الصفحہ ۲۷ کی صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۲ سے

۳ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع دہلی الصفحہ ۲۷ کی صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲

۴ مضمون صحیح مسلم ۱۷ کی صفحہ ۲۲ سطر ۱۲

لا هذا مذهب الشافعي ومالك وجماهير العلماء وقال ابو حنيفة تجب الكفارة
وكل ذلك يعني نہين ہے کفارہ اسپر خواہ اُس کام کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مذہب شافعی اور
مالک اور جمہور علما کا ہے اور ابو حنیفہ کہتے کہ اسپر ہر حال مین کفارہ ہے **مسئلہ دوازدہم**
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے قتل کیا جاوے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے
جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وقد يستدل به اصحاب
ابی حنیفة فی قولهم يقتل المسلم بالذمي ويقتل الحر بالعبد وجمهور العلماء على
خلافه یعنی تحقیق دلیل پکڑتے ہین ساتھہ اسکے اصحاب ابو حنیفہ کے اپنے قول مین کہ قتل کیا جاوے مسلمان بعوض
ذمی کے اور قتل کیا جاوے آزاد بدلے غلام کے اور جمہور علما اسکے مخالف ہین **مسئلہ سیزدہم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ مساقات یعنے اپنی زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار کا حصہ مقرر کرکے اجارہ دینا جائز نہین
ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وفيه
الاحاديث جواز المساقاة وبه قال مالك والثوري والليث والشافعي واحمد و
جميع الفقهاء واهل الظاهر وجماهير العلماء وقال ابو حنيفة لا يجوز یعنے ان احادیث سے
ثابت ہوا جائز ہونا مساقات کا اور ساتھہ اسکے قائل ہین مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد
اور تمام فقہا محدثین اور اہل ظاہر اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مساقاۃ جائز نہین ہے **مسئلہ**
چہاردہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فیصلہ کرنا ساتھہ ایک گواہ اور قسم کے جائز نہین
سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قال ابو حنيفة و
الكوفيون لا يحكم بشاهد ويمين في شيء من الاحكام وقال سمعظم علماء الاسلام من الصحابة
والتابعين ومن بعدهم من علماء الامصار يقضى بشاهد ويمين المدعي في الاموال وما
يقصد به الاموال وبه قال ابو بكر الصديق وعلي وعمر بن عبد العزيز ومالك والشافعي
واحمد وفقهاء المدينة وسائر علماء الحجاز ومعظم علماء الامصار یعنے کہا جمہور علمار
اسلام نے صحابہ اور تابعین سے اور جو پیچھے اونکے ہین علما شہرون کے سو کہ فیصلہ کیا جاوے ساتھہ
ایک گواہ اور قسم مدعی کے مالون مین اور اسچیز مین کہ اوسی مقصود مال ہوا اور ساتھہ اسکے قائل ہین
ابو بکر صدیق اور علی اور عمر بن عبد العزیز اور مالک اور شافعی اور احمد اور فقہا مدینہ اور تمام علما ملک

اور جمہور علما کے اسبات پر کہ نہین جایز ہے سرکہ بنانا اور نہین پاک ہوتی ہے شراب ساتھ سرکہ بنانے کے اور صحیح روایت امام احمد و مالک سے بھی یہ ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہوجاتی ہے **مسئلہ بست وچہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زبان کے ساتھ قول اقرار ہوجانے کے بعد بائع یا مشتری کو بیع فسخ کرنیکا اختیار نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ لِثُبُوْتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ بَعْدَ انْعِقَادِ الْبَيْعِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ بِاَبْدَانِهِمَا وَبِهٰذَا قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ وَمِمَّنْ بَعْدَهُمْ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٖ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ وَطَاؤُسٌ وَسَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءٌ وَشُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالشَّعْبِيُّ وَالزُّهْرِيُّ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَلِيُّ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ ابْنُ رَاهَوَيْهِ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَالْبُخَارِيُّ وَسَائِرُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَاٰخَرُوْنَ اِنْتَهٰى وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَثْبُتُ خِيَارُ الْمَجْلِسِ يعنی اسحدیث مین دلیل ہے واسطے ثابت ہونے خیار مجلس کے واسطے ہر ایک کے بائع اور مشتری سے پیچھے منعقد ہوجانے بیع کے یہانتک کہ جدا ہون وہ دونون اوس مجلس سے ساتھ بدن اپنے کے اور ساتھ اسیکے قائل ہین جمہور علما صحابہ اور تابعین اور پچھلون سے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ خیار مجلس ثابت نہین ہوتا ہے یعنی نفس ایجاب و قبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے کسیکو دونون بیع توڑنے کا اختیار باقی نہین رہتا ہے **مسئلہ بست و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کی سنت پڑہکر فرض سے پہلے کلام کرنی مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اِبَاحَةِ الْكَلَامِ بَعْدَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُوْرِ وَكَرِهَهُ الْكُوْفِيُّوْنَ یعنی اسحدیث مین دلیل ہے اسبات پر کہ بعد سنت فجر کے کلام کرنی مباح ہے اور وہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور جمہور کا ۔۔۔۔۔ اور مکروہ جانا ہے اس کو کوفیون نے **مسئلہ بست وششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فقط ایک رکعت وتر پڑہنا جایز نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَوْلُهٗ يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ

۵۱ یہ عبارت صحیح مسلم صفحہ ۲۷۶ سطر ۱۲ سے ۲۷۷ سطر ۲ تک ہے

۵۲ یہ عبارت صحیح مسلم صفحہ ۲۵۲ سطر ۱۲ سے ۲۵۳ سطر ۲ تک ہے

یبقی بعد معیر ظل کل شیء مثلہ وان خالف ابا حنیفۃ فی ھذہ المسئلۃ صاحباہ و
وافقا الجمہور یعنی ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہین ہوتا
ہے اسی وجہ سے صاحبین بھی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلے مین مخالف ہو گئے ہین انتہی **مسئلہ**
بستم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ
اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وفی ھذا الحدیث دلالۃ
لمذھب الشافعی ومالک واحمد وجماھیر علماء الاسلام وفقہاء الامصار من الصحابۃ
والتابعین ومن بعدھم ان حکم الحاکم لا یحل الباطن ولا یحل حراما وقال ابو حنیفۃ
حکم الحاکم الفرج یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء
اسلام اور فقہاء شہرون کی صحابہ اور تابعین سے اور جو اون کے پیچھے ہین کہ بیشک حکم حاکم کا
نہین حلال کرتا ہے باطن کو اور نہین حرام کرتا ہے حرام کو اور ابو حنیفہ صاحب کہتے ہین کہ حکم حاکم کا
حلال کرتا ہے فرجون کو انتہی **مسئلہ بست و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی مرد کسی
عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اوس زانی پر حرام ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین شرح الباری سے نقل کیا ہے
وابی ذلک الجمہور یعنے جمہور علما نے اس بات سے انکار کیا ہے **مسئلہ بست و دوم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ مدت رضاعت کی جسسے حرمت ثابت ہوتی ہے اڑھائی برس ہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف
ہے جمہور سلف اور خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وقال سائر العلماء
من الصحابۃ والتابعین وعلماء الامصار الی الان لا یثبت الا بارضاع من لہ دون
سنتین الا ابا حنیفۃ فقال سنتین ونصف یعنی تمام علما صحابہ و تابعین اور علما شہرون
کے اسوقت تک یہی کہتے ہین کہ نہین ثابت ہوتی حرمت رضاعت کی مگر ساتھ دو دہ پلانے کے
اندر دو برس کے مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اڑھائی برس مین حرمت ثابت ہوتی ہے انتہی **مسئلہ بست**
و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما
کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ھذا دلیل الشافعی والجمہور انہ لا یطہر
تخلیل الخمر ولا تطہر بالتخلیل وقال الاوزاعی وابو حنیفۃ تطہر ضعف یہ حدیث دلیل ہے شافعی

صحیح مسلم مین لکھا ہے وقال سائر العلماء من السلف والخلف الصحابة والتابعون فمن بعدهم تسن الصلوٰة ولم يخالف فيه الا ابو حنيفة یعنی تمام علما سلف وخلف کہ صحابہ اور تابعین اور جو اون کے پیچھے پیدا ہوے ہین کہتے ہین کہ اسسفامین نماز پڑہنا سنت ہی اور نہین مخالف کی اس مین کسی نے سوای ابو حنیفہ کے انتہی **مسئلہ سی ویکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گہن کی نماز مین ہر رکعت مین فقط ایک ہی قیام ہی سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی فالمشهور في مذهب الشافعي انها ركعتان في كل ركعة قيامان وقراءتان وركوعان وبهذا قال مالك والليث واحمد وابو ثور وجمهور علماء الحجاز وغيرهم وقال الكوفيون هما ركعتان كسائر النوافل یعنی مشہور مذہب شافعی کا یہ ہی کہ گہن کی نماز دو رکعت ہی ہر رکعت مین دو قیام ہین اور دو قرات اور دو رکوع اور ساتھ اسی کی قائل ہین مالک و لیث اور احمد اور ابو ثور اور جمہور علما ملک حجاز وغیرہ کے اور کوفی والے کہتے ہین کہ گہن کی نماز دو رکعت ہی مثل اور تمام نفلون کی انتہی **مسئلہ سی ودوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص نماز مین ایک رکعت بہول کر زیادہ پڑہ جاوے تو اسصورت مین نماز اوسکی باطل ہوگئی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وفيه دليل لمذهب مالك والشافعي واحمد والجمهور من السلف والخلف ان من زاد في صلوته ركعة ناسيا لم تبطل صلوته وقال ابو حنيفة ان زاد ركعة ساهيا بطلت صلوته یعنی اس مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما سلف اور خلف کی کہ تحقیق جو شخص بہول کر ایک رکعت زیادہ پڑہ جاوے اوس کی نماز باطل نہین ہوتی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب ایک رکعت بہول کر زیادہ پڑہ جاوے تو اوس کی نماز باطل ہوجاتی ہی انتہی **مسئلہ سی وسوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مصریہ مین یعنی بکری وغیرہ کو کئی دن دودہ بند کرکے بیچنے لینے مین خریدار کو چاہیئے کہ اوس کو واپس کردیوے اور ایک صاع کہجورون کا اوس کے ساتھ دیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی اس لیئے کہ جمہور علما کہتے ہین کہ اوس کو اختیار ہی خواہ اوسکو اپنے پاس رکھے یا واپس کردے کہجورون کا ایک صاع دیکر چنانچہ امام نووی نے

۱۲ معیار صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۲۹۲ س ۱۲

۱۲ معیار صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۲۹۵ س ۱۲

۱۲ معیار صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۲۹۶ س ۱۲

۱۲ معیار صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۲۹۷ س ۱۲

دلیل علی ان اقل الوتر رکعۃ وان الرکعۃ المفردۃ صلوٰۃ صحیحۃ وھو مذھبنا و
مذھب وقال ابو حنیفۃ لا یصح الا بایراد تشھد یعنی حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ کم سے کم وتر
ایک رکعت ہی اور تحقیق ایک رکعت تنہا نماز صحیح ہی اور مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فقط ایک رکعت وتر جائز نہین **مسئلہ بست و ہفتم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ سفر مین سواری پر وتر پڑہنے جائز نہین وہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وفیہ دلیل لمذھبنا ومذھب مالک واحمد و
الجمہور انہ یجوز الوتر علی الراحلۃ فی السفر حیث توجھت وانہ سنۃ لیس بواجب
قال ابو حنیفۃ ھو واجب ولا یجوز علی الراحلۃ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے مذہب
ہمارے کے اور مذہب مالک و احمد اور جمہور کے یہ کہ تحقیق جائز ہین وتر سواری پر سفر مین جسطرف
متوجہ ہو اور وہ سنت ہین واجب نہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین .....
.....کہ وتر واجب ہین اور سواری پر پڑہنے جائز نہین انتہی **مسئلہ بست و ہشتم**
امام اعظم فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے بعد ایک رکعت کے صبح کی نماز کا وقت پایا اور پھر آفتاب نکل آیا
تو اسصورت مین اُس کی نماز صبح کی باطل ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے واما فی الصبح فقال بہ مالک والشافعی
واحمد وجماھیر العلماء کافۃ الا ابا حنیفۃ فقال بطل صلوٰۃ الصبح بطلوع الشمس فیھا
یعنی لیکن صبح کی نماز پس کہا ہی ساتھ صحیح ہونے اوسکے کہ مالک اور شافعی اور احمد اور تمام علما نے
لیکن ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نماز صبح کی آفتاب کے نکلنے سے باطل ہو جاتی ہی انتہی **مسئلہ**
بست و نہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ استسقا مین چادر پلٹ کرنا اور پڑہنی ہو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی وفیہ دلیل للشافعی و
مالک واحمد وجماھیر العلماء فی استحباب تحویل الرداء ولم یستحبہ ابو حنیفہ
یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے شافعی اور مالک و احمد اور جمہور علما کے کہ چادر پلٹ کر اوڑہنی مستحب ہی
اور نہین مستحب جانا اوسکو ابو حنیفہ نے انتہی **مسئلہ سی ام** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ
استسقا مین نماز پڑہنا سنت نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کا چنانچہ امام نووی نے شرح

ف ۱ معارف السنن ج ۴ ص ۵۲ باب ۱۲
ف ۲ معارف السنن ج ۴ ص ۵۲ باب ۱۲
ف ۳ معارف السنن ج ۴ ص ۵۲ باب ۱۲
ف ۴ معارف السنن ج ۴ ص ۵۲ باب ۱۲

وَهُوَ الَّذِي يَمُوتُ فِي الْبَحْرِ بِلَا سَبَبٍ فَمَذْهَبُنَا إِبَاحَتُهُ وَبِهِ قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ
الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَحِلُّ یعنی جو مچھلی کہ دریا مین بغیر کسی سبب کے مرجاوے
پس مذہب ہمارا مباح ہونا اوسکا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علماء صحابہ سے اور جو اون کے
پیچھے ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حلال نہین ہی اور حنفیہ اسباب مین جانیکی حدیث سے دلیل
لاتے ہین چنانچہ مولف فتح المبین نے بھی اسی حدیث سے استدلال کیا ہی سو اوسکا جواب امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین یہ دیا ہی وَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمَرْوِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
أَلْقَاهُ الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ فَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ فَضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ لَوْ لَمْ يُعَارِضْهُ شَيْءٌ كَفَّ وَهُوَ مُعَارِضٌ
بِمَا ذَكَرْنَا وَقَدْ أَوْضَحْتُ ضَعْفَهُ وَحَالَهُ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ یعنی حدیث جابر کی، جو چیز کہ ڈالدیوے
اوسکو دریا یا اوسکی ہٹ جاوی تو اوسکو کھالو اور جو چیز کہ اوسمین مرجاوی اور پانی کی اوپر آجاوے
پس اوسکو مت کھاؤ سو یہ حدیث ضعیف ہی ساتھ اتفاق امامون حدیث کی نہین جائز ہی حجت پکڑنا
ساتھ اوسکی اگر نہ معارض ہو اوسکو کوئی شی چہ جائیکہ وہ معارض ہی ساتھ اوس کی جو ذکر کیا ہے
ہمنے اور تحقیق بیان کیا ہی ہمنے حال اوسکا اور ضعف اوسکا مہذب کی شرح مین **مسئلہ سی**
ونھم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لڑکے نابالغ کا حج منعقد اور صحیح نہین ہوتا ہی یعنی اوسپر احکام حج
کے لازم نہین ہوتے ہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے فَأَبُو حَنِيفَةَ يَمْنَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَالْجُمْهُورُ يَقُولُونَ يَجْرِي عَلَيْهِ أَحْكَامُ الْحَجِّ فِي ذَلِكَ انتہی یعنی جمہور کہتے ہین
مسئلہ پہلم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کتے کا بیچنا جائز نہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَأَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَوْنُهُ مِنْ شَرِّ
الْكَسْبِ وَكَوْنُهُ خَبِيثًا فَيَدُلُّ عَلَى تَحْرِيمِ بَيْعِهِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ بَيْعُهُ وَلَا حِلَّ ثَمَنِهِ وَلَا قِيمَتِهِ
عَلَى مُتْلِفِهِ وَبِهَذَا قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَصِحُّ بَيْعُ الْكِلَابِ الَّتِي فِيهَا مَنْفَعَةٌ
یعنی کتے کی مول سے ممانعت کرنی اور اوسکا خبیث اور بدکسب ہونا دلالت کرتا ہی اسپر کہ اوس کی بیع حرام
ہے اور نہین صحیح ہوتی ہی بیع اوس کی اور نہین حلال ہی مول اوسکا اور نہین حلال ہی قیمت اوس
کی اوس کی تلف کرنیوالے پہ اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جس کتے سے

شرح صحیح مین لکھا ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَرُدُّھَا وَلَا یَرُدُّ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ یعنی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مصرات کو رد کردے اور دودہ کے بدلے ایک صاع کھجورون کا ندے اور نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدْ اَخَذَ بِظَاھِرِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ الْجُمْھُوْرُ یعنی تحقیق پکڑا ہی ساتھہ ظاہر اسحدیث کے جمہور نے **مسئلہ سی و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اقامت مثل اذان کی ہے یعنی تکبیر کے پندرہ کلمے ہین مثل اذان کی سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی اور احمد اور جمہور کا یہہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہی قَالَ الْخَطَّابِیُّ مَذْھَبُ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالَّذِیْ جَرٰی بِہِ الْعَمَلُ فِی الْحِجَازِ وَالشَّامِ وَالْیَمَنِ وَمِصْرَ وَالْمَغْرِبِ اِلٰی اَقْصٰی بِلَادِ الْاِسْلَامِ اَنَّ الْاِقَامَۃَ فُرَادٰی اِنْتَھٰی **مسئلہ سی و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جایز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کا چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے یَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْجُلُوْسِ عَلَی الْحَرِیْرِ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِنْتَھٰی یعنی ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جمہور کے نزدیک حرام ہی انتہے **مسئلہ سی و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو کہے کہ اگر مین تیرے ساتھہ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہی تو اسصورت مین طلاق واقع ہوجاتی ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے مذھب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم الی انہ لا یقع انتہی یعنی جمہور صحابہ و تابعین وغیرہ کہتے ہین کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہی انتہی **مسئلہ سی و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسافر کے واسطے قربانی مشروع نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَفِیْہِ اَنَّ الضَّحِیَّۃَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُسَافِرِ کَمَا ھِیَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُقِیْمِ وَھٰذَا مَذْھَبُنَا وَبِہٖ قَالَ جَمَاھِیْرُ الْعُلَمَاءِ انتہی یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ قربانی مسافر کے واسطے مشروع ہی جیسیکہ مقیم کے واسطے مشروع اور یہی ہے مذہب جمہور کا انتہے **مسئلہ سی و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو مچھلی دریا مین بلا کسی سبب کے مرجاوے اوسکا کھانا حلال نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف جمہور کے ہی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَمَّا السَّلَفُ

جائز رکھتے ہین چنانچہ قسطلانی مین لکھا ہے وَاَجْمَعُوْا عَلٰی جَوَازِہٖ خِلَافًا لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ اسی مسئلہ کا
چہل و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص حج کرنیکو جائے اور کہین راہ مین
تو اوسپر وضو کرکے طواف کرنا ضروری نہین ہے بلکہ بیوضو بھی طواف کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ
مخالف ہے جمہور کے چنانچہ قسطلانی شرح بخاری مین لکھا ہے وَھُوَ شَرْطٌ عِنْدَنَا اَیْ عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ لِقَوْلِہٖ
الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ بِمَنْزِلَۃِ الصَّلٰوۃِ یعنی جمہور علما کے نزدیک یہ وضو شرط ہے یعنی بغیر اسکے طواف نہین ہوتا
مسئلہ چہل و ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ محرم کیواسطے سراویل (پائجامہ) اور قمیص
حالت مین جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے اس لئے کہ جمہور کہتے ہین کہ جب محرم
نہ بندھتا ہووے تو پائجامہ کو کشادہ کرکے پہن لیوے چنانچہ عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے وَ
اسْتَثْنَی الْجُمْہُوْرُ مِنْہُ الْخُفَّ وَفَتْقَ السَّرَاوِیْلِ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِنْہُ السَّرَاوِیْلُ لِلْمُحْرِمِ مُطْلَقًا انتہی یعنی جمہور کے نزدیک موزہ کاٹ کر اور سراول کشادہ کرکے محرم کو
پہننا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ مطلقًا منع کرتی ہین انتہی **مسئلہ چہل و نہم**
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر لونڈی آزاد ہوجاوے اور اوسکا خاوند حر ہو تو اوس لونڈی کو فسخ
نکاح کا اختیار ہے خواہ نکاح اپنا رکھے اور خواہ توڑ دے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَاِنْ کَانَ حُرًّا فَلَا خِیَارَ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَ
مَالِکٍ وَالْجُمْہُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ لَھَا الْخِیَارُ یعنے اگر اوسکا خاوند حر ہو تو امام شافعی اور مالک
اور جمہور کے نزدیک اوس کو نکاح توڑنے کا کچھ اختیار نہین رہتا اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اوسکو
اختیار ہے انتہی **مسئلہ پنجاہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی مشرکہ عورت اہل حرب
مین سے ہجرت کرکے دارالاسلام مین چلی آوے تو اوس کی عدت فقط ایک ہی حیض ہے سو یہ مسئلہ
اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین لکھا ہے وَاَجَابَ الْجُمْہُوْرُ بِاَنَّ
الْمُرَادَ تِلْکَ حِیَضٌ لِاَنَّھَا حَاضَتْ بِاَسْلَامِھَا وَھَجْرَتِھَا مِنَ الْحَرْبِ یعنی جمہور علما نے جواب
دیا ہے ابوحنیفہ کی دلیل کا کہ مراد اوسسے تین حیض ہین اس لئے کہ وہ عورت ہاجرہ اپنے اسلام اور
ہجرت کی وجہ سے حیض والی ہوگئی ہے انتہی **مسئلہ پنجاہ و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لعان
قسم نہین ہے بلکہ شہادت ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری

بیع ہو اوس کی بیع صحیح ہو انتہی ملخصا **مسئلہ چہل و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر جانکر قصدا عید کے دن کی روزی کے نذر مانی تو اوس کی قضا لازم ہو جاتی ہو سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہو جمہور علما کے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہو وَلَوْ نَذَرَ صَوْمَهُمَا مُعَيِّدًا بِعَيْنِهِمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُورُ لَا يَنْذُرُ قَضَاءَهُمَا وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَلْزَمُ قَضَاءُهُمَا وَخَالَفَ النَّاسَ كُلَّهُمْ انتہی یعنی **مسئلہ چہل و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نکاح شغار صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل دینا لازم آتا ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کا چنانچہ حاشیہ بخاری مین فتح الباری سے نقل کیا ہے فَالْجُمْهُورُ عَلَى الْبُطْلَانِ وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ إِلَى الصِّحَّةِ یعنی جمہور کہتے ہین کہ یہ نکاح باطل ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ صحیح ہو انتہی **مسئلہ چہل و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لفظ ہبہ سے نکاح صحیح ہو جاتا ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور علما کا چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین قسطلانی سے نقل کیا ہے وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُورُ لَا يَنْعَقِدُ إِلَّا بِلَفْظِ التَّزْوِيجِ أَوِ الْإِنْكَاحِ فَلَا يَنْعَقِدُ بِلَفْظِ الْبَيْعِ وَالتَّمْلِيكِ وَالْهِبَةِ یعنی امام شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ نکاح منعقد نہین ہوتا مگر ساتھ لفظ تزویج کی یا انکاح کے پس نہ منعقد ہوگا نکاح ساتھ لفظ بیع اور تملیک اور ہبہ کی انتہی **مسئلہ چہل و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورتون کو جنازے کے پیچھے جانا حرام ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ عینی شرح بخاری مین لکھا ہو قَالَ الْقُرْطُبِيُّ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ يَقْتَضِي أَنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَنْبَغِي ذَلِكَ یعنی کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث کا اس بات کو چاہتا ہو کہ یہ نہی تنزیہی ہو اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ بات جائز نہین ہو انتہی **مسئلہ چہل و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر تجارت کو واسطے غلامون کو خرید کیا ہو تو اونکا صدقہ فطر دینا مالک پر لازم نہین آتا سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری مین قسطلانی سے نقل کیا ہو هٰذَا قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ لَا يَلْزَمُ السَّيِّدَ زَكَاةُ الْفِطْرِ عَنْ عَبِيدِ التِّجَارَةِ یعنی یہ قول جمہور کا ہو کہ تجارت کی غلامون کا صدقہ فطر مالک پر واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ تجارت کی غلامون کا صدقہ فطر مالک پر لازم نہین ہو انتہی **مسئلہ چہل و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ محرم کو کپڑا معصفر پہننا جائز نہین ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کا اس لیے کہ جمہور اوس کو

۱۵ بعبارت صحیح مسلم الصاسی دہلی ج ۱ کی صحیح ۳۶۰ مین ہو ۱۲

۱۴ یہ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صحیح ۱۶۶ مین ہو ۱۲

۱۳ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صحیح ۷۶۸ مین ہو ۱۲

۱۲ عبارت صحیح بخاری کے صحیح ۲۰۵ مین ہو ۱۲

۱۱ عبارت صحیح بخاری مطبوعہ احمدی کی صحیح ۲۰۹ مین ہو ۱۲

وقد وافق ابو حنیفۃ وغیرہ علی ان شرط اجزاء النیۃ فی النہار فی الفرض والنفل
ان لا یتقدمہا مفسد للصوم من اکل او غیرہ وجواب اخر ان صوم عاشورا
لم یکن واجبا عند الجمہور کما سبق فی اول الباب وطعنا کان سنۃ متاکدۃ
وجواب ثالث انہ لیس فیہ انہ علیہ السلام لم یصمہ بل لعلہم صاموہ وقضوہ
فی حدیث ابی داود فی ہذا الحدیث فاتموا بقیۃ یومہم وقضوہ یعنی اس حدیث کا بھی علی نے
یہ جواب دیا ہے کہ مراد باقی دن بند رکھنا ہے نہ حقیقی روزہ اور دلیل اسپر یہ ہے کہ تحقیق انہوں نے
کہا یا پورا تمام کرنے کے ساتھ حکم کئے گئے اور تحقیق متفق ہیں ابو حنیفہ اور اوس کے غیر اسپر کہ فرض
میں نیت کرنا فرض اول فعل میں اوسوقت جائز ہے جبکہ پہلے اوسے کوئی روزہ کا توڑنیوالا
نہ پایا گیا ہو کہانے وغیرہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ جمہور کے نزدیک واجب
نہیں تھا اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اوس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ روزہ اُن
کو کافی ہوگیا تھا بلکہ امید ہے کہ اونھوں نے اوسکو قضا کر لیا ہوگا اور تحقیق ابو داود میں اسی
حدیث میں صاف آگیا ہے کہ اونھوں نے باقی دن روزہ تمام کیا اور پھر اوسکو قضا کر لیا

مسئلہ پنجاہ و پنجم امام صاحب فرماتے ہیں کہ مدینہ شریفہ کے واسطے مکے کیطرح کوئی حرم نہیں
ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے واستدل
بہا الشافعی ومالک واحمد والہادی وجمہور اہل العلم علی ان للمدینۃ حرما کحرم مکۃ
وذہب ابو حنیفۃ الی ان حرم المدینۃ لیس علی الحقیقۃ یعنی دلیل پکڑی ہے ساتھ شافعی اور
احمد اور ہادی اور جمہور اہل علم نے اس بات پر کہ تحقیق واسطے مدینہ کے حرم ہے مثل حرم مکہ کی اور ابو حنیفہ
کہتے ہیں کہ حرم مدینہ کا حقیقۃً حرم نہیں ہے انتہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے
ہذا الحدیث صریح فی الدلالۃ لمذہب مالک والشافعی واحمد والجماہیر فی تحریم صید
المدینۃ وشجرہا کما سبق وخالف فیہ ابو حنیفۃ کما قدمناہ وقد ذکرہا ہنا مسلم فی
صحیحہ تحریمہا مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من روایۃ علی ابن ابی طالب وسعد
بن ابی وقاص وانس بن مالک وجابر بن عبد اللہ وابی شریح وعبد اللہ بن زید
رافع بن خدیج وسہل ابن حنیف وذکر غیرہ من رواتہ من غیرہم انتہا قلت یاتی الکلام

مین کہا ہے وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهٖ مَنْ قَالَ كَوْنُ اللِّعَانِ يَمِينًا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اللِّعَانُ شَهَادَةٌ یعنی دلیل پکڑی ہے ساتھ اُس کے اوس شخص نے جو کہتا ہے کہ لعان قسم ہے اور یہی ہے قول مالک اور شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ لعان شہادت ہے

انتہی **مسئلہ پنجاہ و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جس عورت کی دو عدتین جمع ہو جاوین اسکو ایک عدت بیٹھنا کافی ہے یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری مین لکھا ہے وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى اَنَّ مَنِ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهَا عِدَّتَانِ اَنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّتَيْنِ یعنی جمہور علما اسطرف گئے ہین کہ جس عورت پر دو عدتین جمع ہو جاوین وہ عورت دونون عدتین علیحدہ علیحدہ بیٹھے

انتہی **مسئلہ پنجاہ و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر بہاری چیز سے کسیکو قتل کیا جاوے تو اوسمین قصاص نہین ہے یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمِنْهَا ثُبُوْتُ الْقِصَاصِ فِى الْقَتْلِ بِالْمُثَقَّلَاتِ وَلَا يَخْتَصُّ بِالْمُحَدَّدَاتِ وَهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا قِصَاصَ اِلَّا فِى الْقَتْلِ بِمُحَدَّدٍ یعنی بعض ان فوائد سے ثابت ہوا قصاص کا ہے بہاری چیز کے ساتھ قتل کرنے مین اور نہین خاص ہے قصاص نوکدار چیزون کی ساتھ اور یہی ہے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین ہے قصاص مگر نوکدار چیزون کی ساتھ قتل کرنے مین انتہی **مسئلہ پنجاہ و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ روزہ رمضان وغیرہ کی نیت دن مین بھی جائز ہے یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاحْتَجَّ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ لِمَذْهَبِهٖ اَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ وَغَيْرَهٗ مِنَ الْفَرْضِ يَجُوْزُ بِنِيَّتِهٖ فِى النَّهَارِ وَلَا يُشْتَرَطُ تَبْيِيْتُهَا قَالَ لِاَنَّهُمْ نَوَوْا فِى النَّهَارِ وَاَجْزَاَهُمْ وَقَالَ الْجُمْهُوْرُ لَا يَجُوْزُ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرُهٗ مِنَ الصَّوْمِ الْوَاجِبِ اِلَّا بِنِيَّةٍ مِّنَ اللَّيْلِ یعنی استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث عاشورہ کے ساتھ ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے واسطے مذہب اپنے کی اسپر کہ رمضان وغیرہ فرض روزے کی نیت دن مین جائز ہے اور جمہور کہتے ہین کہ کسی روزے فرضی کی نیت دن مین جائز نہین بلکہ شب مین نیت ضرور ہے پھر بعد اسکے امام نووی نے عاشورہ کے حدیث کا جواب یہ دیا ہے وَاَجَابُوْا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِاَنَّ الْمُرَادَ اِمْسَاكُ بَقِيَّةِ النَّهَارِ حَقِيْقَةً لِصَوْمِهِمْ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى هٰذَا اَنَّهُمْ اَكَلُوْا ثُمَّ اُمِرُوْا بِالْاِتْمَامِ

وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ
فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ یعنی پس کہا ہے شافعی اور راوی
پچھلوں سے کہ مستحب ہے اوٹھانا دونوں ہاتھوں کا وقت
وقت اور یہی روایت ہے امام مالک سے اور ابو حنیفہ اور اور
جگہہ ہین ہاتھ کا اوٹھانا مستحب نہین ہے انتہی **مسئلہ پنجم**
ہین کہ سورۂ فاتحہ خاص کر کے نماز مین پڑہنی معین نہین
خواہ فاتحہ پڑہ لیوے خواہ اوس کی جگہہ کسی اور آیت کو پڑہ لیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَفِيهِ وُجُوبُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَأَنَّهَا مُتَعَيِّنَةٌ لَا يُجْزِئُ
غَيْرُهَا إِلَّا لِعَاجِزٍ عَنْهَا وَهَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجِبُ الْفَاتِحَةُ بَلِ الْوَاجِبُ أَيُّ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ
انْتَهَى مُلَخَّصًا یعنی اس مین ثابت ہے واجب ہونا قرأت فاتحہ کا اور تحقیق وہ متعین ہے نہین کفایت کرتا ہے
غیر اوسکا مگر جو اوسی عاجز ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علما صحابہ و تابعین کا اور جو اونکے
سے بعد پیدا ہوئے انتہی **مسئلہ ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فرضون کی اخیر دو
رکعتون مین قرأت واجب نہین بلکہ نمازی کو اختیار ہے چاہے پڑہے اور چاہے نہ پڑہے سو یہ مسئلہ اونکا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ
الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وُجُوبُ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ یعنی صحیح بات جسپر جمہور علما سلف
وخلف کا اتفاق ہے واجب ہونا فاتحہ کا ہے ہر رکعت مین انتہی **مسئلہ ہفتم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین اپنے دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے باندہنا چاہئے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ
هَذَا مَذْهَبُنَا الْمَشْهُورُ وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ یعنی رکھے
دونون ہاتھون کو اپنے سینہ سے نیچے ناف سے اوپر اور یہی ہے مذہب مشہور ہمارا اور ساتھ اسی کے قائل ہین
جمہور اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے رکھے انتہی **مسئلہ ہشتم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ نہین جائز ہے دعا مانگنا مگر ساتھ اون دعاؤن کے جو قرآن اور حدیثون مین وارد ہین سو یہ

حالف هذه الاحاديث الصحيحة المستفيضة **مسئلہ پنجاہ و ششم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ عورت اور مرد مین قصاص فقط جان مین ہو اور اوس کے سوا اور کسی چیز مین قصاص نہین
ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے الثانی و
هو مذهب جماهير العلماء من الصحابة والتابعين فمن بعدهم ثبوت القصاص
فيهما في النفس وفيما دونها مما يقبل القصاص والثالث مذهب ابي حنيفة واصحابه
يجب القصاص بين الرجال والنساء في النفس ولا يجب فيما دونها انتهى ملخصا
یعنی مذہب جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا اور پچھلون کا ثابت ہونا قصاص کا مرد اور عورت مین جان
مین اور اوس کے سوا اوس چیز مین جو قصاص کو قبول کر سکتی ہی اور ابو حنیفہ اور اوس کے اصحاب کا
مذہب یہ ہی کہ واجب ہی قصاص مرد اور عورت مین فقط جان مین اور نہین واجب ہی اوس کے سوا
کسی چیز مین **مسئلہ پنجاہ و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ہڈی اور دانت جدی ہوئی
کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہی سو یہ مذہب اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہی فكل ما صدق عليه اسم العظم لا يحوز الزكوة به وقد قال الشافعي واصحابه
بهذا الحديث في كل ما تضمنه على ما ترجمته وبهذا قال النخعي والحسن ابن صالح
والليث واحمد واسحاق وابو ثور وداود وفقهاء الحديث وجمهور العلماء وقال
ابو حنيفة لا يجوز بالسن والعظم المتصلين ويجوز بالمنفصلين انتهى ملخصا یعنی جس چیز
پر ہڈی کا نام صادق آوے اوس کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین اور اسی کے ساتھ قائل ہین شافعی اور
اصحاب اوس کے ہر اوس چیز مین جسکو یہ حدیث متضمن ہی اور ساتھ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح
اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین
کہ نہین جائز ہی ذبح کرنا ساتھ ہڈی اور دانت متصل کے اور جو ہڈی او دانت جدا ہو اوس کے ساتھ
ذبح کرنا جائز ہے انتہے **مسئلہ پنجاہ و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع
کے وقت رفع یدین کرنا مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور سلما کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی واختلفوا فيما سواها فقال الشافعي واحمد وجمهور العلماء
من الصحابة فمن بعدهم تستحب رفعهما ايضا عند الركوع وعند الرفع عنه

جز نہین بلکہ وہ شرط ہے خارج ہی اوسسے انتہی **مسئلہ شصت و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت خواہ عقیبہ ہو یا باکرہ ہو باری مین برابر ہے اگر کوئی نیا نکاح کرے تو اوس کے واسطے تین یا سات دن باری سے زیادہ کرنا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ هٰذَا قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ اِنَّ ذٰلِكَ حَقٌّ لِلْمَرْأَةِ لَا لِلزَّوْجِ یعنی ابن عبد البر نے جمہور سے حکایت کرکے کہا ہے کہ یہ حق ہے عورت کا بسبب زفاف کے انتہی **مسئلہ شصت و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم چورائے مین ہاتھ کا کاٹنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ اِلٰى مَا تَقْتَضِيْهِ اَحَادِيْثُ الْبَابِ مِنْ ثُبُوْتِ الْقَطْعِ فِيْ ثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ اَوْ رُبُعِ دِيْنَارٍ اَلْجُمْهُوْرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْهُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ یعنی تین درہم یا چوتھائی دینار مین ہاتھ کا کاٹنا جسکو احادیث باب کی چاہتی ہین مذہب جمہور سلف و خلف کا ہے اون مین سے خلفاء اربعہ ہین انتہی **مسئلہ شصت و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم مہر باندھنا جائز نہین سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْهِ جَوَازُ قِلَّةِ الصَّدَاقِ بِمَا يَتَمَوَّلُ اِذَا تَرَاضَيَا لِاَنَّ خَاتَمَ الْحَدِيْدِ فِيْ غَايَةِ الْقِلَّةِ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین کم مہر کا باندھنا ثابت ہوتا ہے جو چیز مال بن سکے جب دونون آپس مین راضی ہون اس لیے کہ لوہے کی انگوٹھی نہایت ہی تھوڑی چیز ہے اور یہی ہے مذہب شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ شصت و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص گائی یا اونٹنی ذبح کرے اور اوس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلے تو اوس کو نہ کھاوے خواہ بال ہون یا نہون سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور صحابہ وغیرہ کے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے رَوَى الطَّبَرَانِيُّ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ اِذَا اَشْعَرَ الْجَنِيْنُ فَذَكُوْهُ ذَكَاةُ اُمِّهٖ یعنی تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے کہ جب بچے کے بال ہون تو ذبح کرنا اوس کا ذبح کرنا اوس کی ماں کا ہے وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَمْ يَرْوِ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ خِلَافَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ انتہی ملخصاً **مسئلہ ہفتادم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ

۵۲ بحوالہ نیل الاوطار کے ج ۶ صفحہ ۲۷۰ مین ہے

۵۳ بحوالہ نیل الاوطار کے ج ۶ صفحہ ۲۷۴ مین ہے

۵۴ بحوالہ تخریج ہدایہ کے صفحہ ۲

سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَفِيهِ أَنَّهُ يَجُوزُ الدُّعَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ وَالدُّنْيَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ إِلَّا الدَّعَوَاتُ الْوَارِدَةُ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ یعنی اس حدیث مین ثابت ہے جائز ہونا دعا کا ساتھ جس چیز کے چاہے آخرت اور دنیا کی کا مون سے جب تک گناہ نہو اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے مگر وہ دعائین جو قرآن اور حدیث مین وارد ہین **مسئلہ شصت و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز کی نیت کیوقت تکبیر تحریمہ کہنی یعنی اللہ اکبر کہنا متعین اور مقرر نہین بلکہ اوس کی جگہہ مین اوسکے بدلہ اور کوئی لفظ تعظیم کا کہدے تو بھی جایز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَعْيِينِ التَّكْبِيرِ هُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَقُومُ غَيْرُهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ التَّعْظِيمِ مَقَامَهُ یعنی جو کچھہ ذکر کیا ہے ہمنے مقرر ہونے تکبیر کے سے یہ قول مالک کا ہی اور شافعی اور احمد اور جمہور علما سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو لفظ تعظیم کا ہو اوس کو قائم مقام ہو جاتا ہے **مسئلہ شصت و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز سے سلام پھیرنا سنت ہی اگر ترک کردی تو نماز اوس کی ہو جاویگی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کا چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ السَّلَامُ فَرْضٌ وَلَا يَصِحُّ الصَّلٰوةُ إِلَّا بِهِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ سُنَّةٌ لَوْ تَرَكَهُ صَحَّتْ صَلٰوتُهُ انتہی یعنی پس کہا مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما سلف و خلف نے کہ سلام کہنا فرض ہے بغیر اوس کے نماز صحیح نہین ہوتی ہی انتہی **مسئلہ شصت و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تکبیر تحریمہ نماز کی جز نہین ہے بلکہ اوس کی شرط ہے اور اوس سے خارج ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ دَلَالَةٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ أَنَّ تَكْبِيرَةَ الْإِحْرَامِ فَرْضٌ مِنْ فُرُوضِ الصَّلٰوةِ وَجُزْءٌ مِنْهَا وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَيْسَ مِنْهَا بَلْ هِيَ شَرْطٌ خَارِجٌ عَنْهَا یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور جمہور کے کہ تحقیق تکبیر تحریمہ فرض ہی نماز کے فرضون مین سے اور اوس کی جز ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی

مسلم مین لکھا ہے وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ فَائِدَتَانِ اِحْدٰهُمَا وُجُوْبُ الزَّكٰوةِ فِي هٰذِهِ الْمُعَدَّاتِ وَالثَّانِيَةُ اَنَّهٗ لَا زَكٰوةَ فِيْمَا دُوْنَهَا وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي هَاتَيْنِ الْاِمَامَانِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَبَعْضُ السَّلَفِ اَنَّهٗ يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ قَلِيْلِ الْحَبِّ وَكَثِيْرِهٖ وَهٰذَا مَذْهَبٌ بَاطِلٌ مُتَنَاقِضٌ لِصَرِيْحِ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ انتہی یعنی اس حدیث مین دو فائدے ثابت ہوتے ہین ایک اول یہ کہ ان محدود چیزون مین زکوۃ واجب ہے اور دوسرا یہ کہ اسسے کم مین زکوۃ نہین اور تمام مسلمانون کا ان دونون پر اتفاق ہے مگر ابو حنیفہ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ سب غلہ مین زکوۃ واجب ہے کم ہو یا بہت اور یہ مذہب باطل ہے واسطے صریح حدیثون صحیحہ کے

مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب اکثر مدت حیض مین خون بند ہو جاوے تو غسل سے پہلے اوسی حال مین عورت سے جماع کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاعْلَمْ اَنَّ تَحْرِيْمَ الْوَطْءِ وَالْمُبَاشَرَةِ عَلٰى قَوْلٍ مَنْ يُّحَرِّمُهَا يَكُوْنُ فِيْ مُدَّةِ الْحَيْضِ بَعْدَ انْقِطَاعِهٖ اِلٰى اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَيَمَّمَ اِنْ عَدِمَتِ الْمَاءَ يَسْتَرْخِصُ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَّاَحْمَدَ وَجَمَاهِيْرِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الْحَيْضِ حَلَّ وَطْيُهَا فِي الْحَالِ یعنی جاننا چاہیے کہ حرام جاننا جماع اور مباشرت کا اوپر قول اوس شخص کی جو اوسکو حرام کہتا ہے مدت حیض مین ہو اور بعد بند ہو جانے اوس کے کے یہانتک کہ غسل کرے وہ عورت یا تیمم کرے ساتھ اوسکے جب پانی موجود نہو یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور احمد اور جمہو سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب خون بند ہو جاوے تو اوسیوقت اوس کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و چہارم امام صاحب فرماتے ہین کہ پانی کے موجود ہوتے ہوئے جنازے کے نماز کیواسطے تیمم کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہو علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَاِنَّ التَّيَمُّمَ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ لَا يَجُوْزُ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ صَلٰوةِ الْجِنَازَةِ وَالْعِيْدِ وَغَيْرِهِمَا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَجُوْزُ اَنْ يَّتَيَمَّمَ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ لِصَلٰوةِ الْجِنَازَةِ وَالْعِيْدِ یعنی پس تحقیق تیمم ساتھ موجود ہونے پانی کے جائز نہین اور اور نہین فرق ہے درمیان نماز جنازے کے اور عید کے اور اون کے غیر مین یہ مذہب ہمارا ہے اور

سلہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۵ مین ہے ۱۲

سلہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۱ مین ہے ۱۲

سلہ یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً ج ۱ ص ۱۶۱ مین ہے ۱۲

کو رے زانی کو وطن سے نکال دینا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور بلکہ اجماع
کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدِ ادَّعٰی مُحَمَّدُ ابْنُ نَصْرٍ فِیْ کِتَابِ
الْاِجْمَاعِ الْاِتِّفَاقَ عَلٰی نَفْیِ الزَّانِیْ الْبِکْرِ اِلَّا عَنِ الْکُوْفِیِّیْنَ **مسئلہ ہفتادویکم**
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کی فرضون کی جماعت ہوتی سنتون کا پڑہنا جائز ہے
اور جب تک کہ دوسری رکعت کی فوت ہوجانے کا خوف نہو سنتون کو پڑھ لیوے سو یہ مسئلہ انکا
مخالف ہے جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِیْهَا النَّهْیُ الصَّرِیْحُ عَنِ افْتِتَاحِ
نَافِلَةٍ بَعْدَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ کَانَ رَاتِبَةً کَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اَوْ
غَیْرَهَا وَهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ وَالْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیْ
سُنَّةِ الصُّبْحِ صَلَّاهُمَا بَعْدَ الْاِقَامَةِ فِی الْمَسْجِدِ مَالَمْ یَخْشَ فَوْتَ الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ ثُمَّ
قَالَ اِنَّ الْحِکْمَةَ فِیْهِ اَنْ یَّشْرَعَ لِلْفَرِیْضَةِ مِنْ اَوَّلِهَا فَیَشْرَعُ فِیْهَا عَقِبَ شُرُوْعِ الْاِمَامِ
وَاِذَا اشْتَغَلَ بِنَافِلَةٍ فَاتَهُ الْاِحْرَامُ مَعَ الْاِمَامِ وَفَاتَهُ بَعْضُ مُکَمِّلَاتِ الْفَرِیْضَةِ
فَالْفَرِیْضَةُ اَوْلٰی بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰی اِکْمَالِهَا قَالَ الْقَاضِیْ وَفِیْهِ حِکْمَةٌ اُخْرٰی وَهُوَ النَّهْیُ
عَنِ الْاِخْتِلَافِ عَلَی الْاَئِمَّةِ یعنی ان حدیثون مین صریح ممانعت ہے شروع کرنے نفل کی بعد
اقامت نماز کے برابر ہے کہ نفل راتبہ ہون مثل سنتون فجر اور ظہر اور عصر کی یا غیر راتبہ ہون اور یہہ
مذہب شافعی کا ہے اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب سنتین فجر کی نہ پڑھی ہون تو اونکو
بعد اقامت کی مسجد مین پڑھ لیوے جبتک کہ دوسری رکعت کے فوت ہوجانے کا خوف نہو پھر کہا
کہ فرضون کی جماعت کے ہوتے سنت پڑہنے سے منع کرنے مین یہ حکمت ہے کہ اول ہی ابتدا سے
فرضون کیواسطے شارع ہوجاوے پس امام کے شروع کے بعد اسکے ساتھ ہی اُس مین شروع
کردے اور جب نفل پڑہنے کے ساتھ مشغول ہوجاوے تو تکبیر اولی اوسے فوت ہوجاویگی اور بعض
بھیز فرضون کو کامل کرنیوالی بھی اوسسے فوت ہوجاوین گے پس فرضون کے اکمال پر محافظت
کرنی اولی ہے اور قاضی نے کہا کہ اوس مین ایک اور حکمت ہے اور وہ یہہ ہے کہ اماموں کی ساتھ
مخالفت کرنی منع ہے **مسئلہ ہفتاد و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ پانچ وسق سے
کم غلہ مین بھی عشر واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہو علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح

ف ۱ عبارت بدایہ مین یہ ہے کہ محمد بن نصر نے کتاب الاجماع مین نقل کیا ہے کہ علما کا اس پر اجماع ہے کہ زانی کو وطن سے نکالنا نہین ہے مگر کوفیون سے ف ۲ عبارت نیل الاوطار مین یہ ہے کہ ابن منذر نے کہا ہے کہ علما کا اس پر اجماع ہے کہ زانی کو وطن سے نکالنا نہین ہے مگر کوفیون سے

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِیہِ اِثْبَاتُ سُجُودِ التِّلَاوَۃِ وَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَیْہِ وَھُوَ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْہُورِ سُنَّۃٌ لَیْسَ بِوَاجِبٍ عِنْدَ اَبِی حَنِیفَۃَ وَاجِبٌ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر ثابت کرنے سجدون تلاوت کے اور تحقیق اجماع کیا ہے علمانے اسپر اور وہ نزدیک ہمارے اور نزدیک جمہور کے سنت ہے واجب نہین اور ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے انتہی **مسئلہ ہفتادو ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسبوق جو امام کے ساتھ نماز پاوے وہ اوس کی نماز کا آخر ہے اور جو بعد سلام کے ادا کرے وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ وَجُمْہُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مَا اَدْرَکَہُ الْمَسْبُوقُ مَعَ الْاِمَامِ اَوَّلُ صَلٰوتِہٖ وَمَا یَاْتِی بِہٖ بَعْدَ سَلَامِ اِمَامِہٖ اٰخِرُھَا وَعَکَسَہُ اَبُوحَنِیفَۃَ یعنی شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ مسبوق جو امام کے ساتھ پاوے وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہے اور جو سلام کے بعد ادا کرے وہ اُس کی نماز کا انتہا ہے اور ابو حنیفہ اس کے برعکس کہتے ہین **مسئلہ ہشتادوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب موذن قدقامت الصلوۃ کہے تو اُسوقت امام اللہ اکبر کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوحَنِیفَۃَ فَاِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کَبَّرَ الْاِمَامُ وَقَالَ جُمْہُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ لَا یُکَبِّرُ الْاِمَامُ حَتّٰی یَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَۃِ یعنی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب موذن قدقامت الصلوۃ کہے اُسی وقت امام تکبیر کہے اور جمہور علما سلف و خلف کے کہتے ہین کہ جبتک موذن تکبیر سے فارغ نہو جاوے تبتک امام اللہ اکبر نہ کہے **مسئلہ ہشتادو یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کی نماز مین اسفار کرنا افضل ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِی ھٰذِہِ الْاَحَادِیثِ اِسْتِحْبَابُ التَّبْکِیرِ بِالصُّبْحِ وَھُوَ مَذْھَبُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْہُورِ وَقَالَ اَبُوحَنِیفَۃَ الْاِسْفَارُ اَفْضَلُ یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے اول وقت صبح کی نماز پڑھنے کے مستحب ہونے پر اور یہ مذہب مالک کا اور شافعی اور احمد اور جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ صبح روشن کرکے پڑھنا افضل ہے **مسئلہ ہشتادو دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تین منزل سے کم سفر مین نماز کا قصر کرنا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ الْجُمْہُورُ لَا یَجُوزُ الْقَصْرُ اِلَّا فِی سَفَرٍ

۱؎ یہ عبارت صحیح مسلم کی ہے جو اصل کتاب کے صفحہ ۲۰۱ مین ہے

۲؎ یہ عبارت صحیح مسلم کی ہے جو اصل کتاب کے صفحہ ۲۰۲ مین ہے

۳؎ یہ عبارت صحیح مسلم کی ہے جو اصل کتاب کے صفحہ ۲۲۱ مین ہے

۴؎ یہ عبارت صحیح مسلم کی ہے جو اصل کتاب کے صفحہ ۲۲۳ مین ہے

مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نماز جنازہ کیلے واسطے پانی کے ہوتے ہوئے تیمم بھی جائز ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع اور سجود اور جلسہ مین طمانینت اور ٹھہرنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ الْاِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَوُجُوبِ الطُّمَانِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ وَلَمْ يُوجِبْهَا أَبُو حَنِيفَةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر واجب ہونے اعتدال کے رکوع مین اور جلسہ مین درمیان دو سجدون کے اور دلیل ہے اوپر واجب ہونے طمانینت کے رکوع اور سجود اور جلسہ مین یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ واجب نہین **مسئلہ ہفتاد و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین بھول کر کلام کرنیسے نماز باطل ہوجاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا النَّاسِي فَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهُ بِالْكَلَامِ الْقَلِيلِ عِنْدَنَا وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالْجُمْهُورُ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ تَبْطُلُ یعنی اگر بھول کر نماز مین تھوڑی کلام کرے تو نماز اوس کی باطل نہین ہوتی ہے نزدیک ہمارے اور ساتھ اسکے قائل ہین مالک اور احمد اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نماز باطل ہوجاتی ہے انتہی **مسئلہ ہفتاد و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کفارہ ظہار و یمین وغیرہ مین کافر غلام کا آزاد کردینا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاخْتَلَفُوا فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَالْيَمِينِ وَالْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَالْجُمْهُورُ لَا يُجْزِئُهُ اِلَّا مُؤْمِنَةٌ حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِي كَفَّارَةِ الْقَتْلِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ يُجْزِئُهُ الْكَافِرَةُ یعنی اختلاف کیا ہے علمانے کفارہ ظہار اور یمین مین اور رمضان کے دن مین جماع کرنیکے کفارہ مین سو امام شافعی اور مالک اور جمہو کہتے ہین کہ نہین کفایت کرتا ہے مگر غلام ایماندار واسطے حمل کرنے مطلق کے مقید پر کفارہ قتل مین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کفارہ ظہار مین کافر غلام آزاد کرے تو جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ

نے اجماع علما کا اس بات پر کہ خطبہ نہین صحیح ہی مگر کھڑے ہوکر پڑہنا جو طاقت رکہتا ہو اسکو اور ابو حنیفہ کہ
ہین کہ بیٹہکر پڑہنا بہی صحیح ہی **مسئلہ ہشتاد و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین عیدین
کی نماز واجب ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی عِنْدَ
الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ أَصْحَابِهِ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَاجِبَةٌ یعنی نماز
عیدین کو امام شافعی اور اوس کے اصحاب جمہور علما کے نزدیک سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ واجب ہی **مسئلہ**
ہشتاد و ہشتم امام اعظم صاحب فرمانے ہین کہ عید اضحی کے دن عیدگاہ کیطرف جاتے ہوئے راہ مین
تکبیر کہنا چاہیے ... اور عید فطر کے دن کہنا نہ چاہیے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُكَبِّرُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْأَضْحَى دُونَ
الْفِطْرِ وَخَالَفَهُ أَصْحَابُهُ قَالُوا بِقَوْلِ الْجُمْهُورِ یعنی امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ تکبیر کہی عید اضحی کے دن
نہ عید فطر کے دن اور مخالف ہوگئے ہین اوس کو اس مسئلہ مین یار اوس کے اور قائل ہوئے ساتھ قول جمہور کے
مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ غسل میت کے آخر مین کافور وغیرہ خوشبو
لگانی مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی
فِيهِ اسْتِحْبَابُ تَجْعِيدٍ مِنَ الْكَافُورِ فِي الْأَخِيرَةِ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَ
أَحْمَدُ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے
کافور کے آخر مین اور یہ ہمارے نزدیک متفق علیہ ہی اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور مالک اور احمد
اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب نہین **مسئلہ نودم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین
کہ میت کو وضو کرانا مستحب نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکہا ہی فِيهِ اسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْمَيِّتِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُورِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے وضو میت کے اور یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب مالک
اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین مستحب ہی **مسئلہ نودو یکم** امام اعظم صاحب فرماتے
ہین کہ خاوند کو اپنی بیوی مردہ کا غسل کرانا جائز نہین سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی وَمَذْهَبُنَا مَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّ لَهُ غُسْلَ زَوْجَتِهِ وَقَالَ
أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ غُسْلُهَا یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا یہ ہی کہ خاوند کو اپنی بیوی کا بعد

یبلغ مرحلتین وقال ابو حنیفۃ شرطہ ثلث مراحل یعنی جمہور کہتے ہین کہ دو منزل سے کم سفر مین قصر کرنا نماز کا جائز نہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ قصر کیواسطے تین منزل شرط ہے

مسئلہ ہشتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قرآن کو الحان اور تغنی کے ساتھ پڑہنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی واختلفوا فی القراءۃ بالالحان فکرہہا مالک والجمہور عما جاء القرآن لہ من الخشوع والتقہم وابا حہا ابو حنیفۃ یعنی اختلاف کیا ہے علمانے الحان کیساتھ قرآن پڑہنے مین پس مکروہ جانا ہے اُس کو مالک اور جمہو علمانے اس لیئے کہ آیا ہے۔ قرآن واسطے خشوع اور فکر کرنے کے اور مباح رکہا ہی اوسکو امام ابو حنیفہ نے انتہی

مسئلہ ہشتاد و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن جب امام خطبے کیلئے نکلے تو اوسی وقت سے کلام کرنا منع ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم والامام یخطب دلیل علی ان وجوب الانصات والنہی عن الکلام انما ہو فی حال الخطبۃ وہذا مذہبنا ومذہب مالک والجمہور وقال ابو حنیفۃ یجب الانصات بخروج الامام یعنی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہی اسپر کہ واجب ہونا سکوت کا اور منع ہونا کلام کا سوای اس کے نہین کہ وہ فقط خطبہ ہی کی حالت مین ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نکلے امام کے ساتھ چپ کرنا واجب ہوجاتا ہے

مسئلہ ہشتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑہنے سے پہلے خطبے واسطے بیٹہنا مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وفیہ استحباب الجلوس للخطبۃ اول صعودہ حتی یؤذن المؤذنون وہو مستحب عند الشافعی ومالک والجمہور وقال ابو حنیفۃ لا یستحب یعنی اس حدیث مین ثابت ہی مستحب ہونا جلوس کا واسطے امام کے منبر پر چڑہنے سے پہلے یہانتک کہ موذن اذان دیوی اور وہ مستحب ہے نزدیک شافعی اور مالک اور جمہو کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ بیٹہنا مستحب نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن خطبہ بیٹہکر پڑہنا بہی جائز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی وحکی ابن عبد البر اجماع العلماء علی ان الخطبۃ لا تکون الا قائما لمن اطاقہ وقال ابو حنیفۃ یصح قاعدا یعنی حکایت کیا ہی ابن عبد البر

المقتول في حرب الكفار وقال مالك والشافعي والجمهور لا يغسل ولا يصلى عليه وقال ابو حنيفة يغسل ويصلى عليه یعنی جو شہید کہ کفار کی لڑائی مین قتل کیا اور مالک اور جمہور کہتے ہین کہ نہ تو اوسکو غسل دیا جاوے اور نہ اوسپر نماز جنازے کی پڑہی جاوے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوسکو غسل دیا جاوے اور نماز جنازے کی اوسپر پڑہی جاوے **مسئلہ نود و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سوای گیہون اور جو کے غیرہ کے جو جو زمین سے مبوجات و غلات و خوشبو وغیرہ پیدا ہو سب مین زکوۃ ہے یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور سلف و خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین ۲ واختلف العلماء في انه هل يجب الزكوة في كل ما اخرجت الارض هو المقادير والزروع والرياحين وغيرها الا الحشيش والحطب وغيرهما ام يختص ذلك بعض دون بعض فعمم ابو حنيفة وخص الجمهور یعنی اختلاف کیا ہے لوگون نے اس بات مین کہ سوای گیہاس اور لکڑی وغیرہ کے جو چیز زمین سے پیدا ہو سب مین زکوۃ واجب ہے یا نہین سو ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سب مین واجب ہے اور جمہور کے نزدیک خاص ہے **مسئلہ نود و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زکوۃ فطر کی واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے فقال جمهورهم من السلف والخلف معناه الزم واوجب فزكوة الفطر فرض واجب عندهم وقال ابو حنيفة هي واجبة ليست فرضا یعنی جمہور علما سلف و خلف کے کہتے ہین کہ معنے اوسکا یہ ہے کہ وہ زیادہ تر واجب اور لازم ہے سو زکوۃ فطر کی اونکے نزدیک فرض عین ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب ہے فرض نہین **مسئلہ نود و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جس شخص کو زکوۃ لینی حلال ہے اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین یعنی جس شخص کے پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً تیس روپے ہون یا جانیں تو اوسپر صدقہ فطر کا دینا واجب نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وقيد بقوله للشافعي والجمهور في انها تجب على من ملك فاضلا عن قوته وقوت عياله يوم العيد وقال ابو حنيفة لا يجب على من يحل له اخذ الزكوة یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور جمہور کے اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی واجب ہے اوس شخص پر جو اپنی قوت اور اپنے عیال کی قوت سے زیادہ مال کا مالک ہو عید کے دن اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جسکو زکوۃ لینی حلال ہے

۱ مجموعہ عبارات صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ سطر ۱۲ مین ہے

۲ مجموعہ عبارات صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ سطر ۳ مین ہے

۳ مجموعہ عبارات صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ سطر ۱۲ مین ہے

ہے کے) غسل کرنا جائز ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہی انتہی **مسئلہ نود و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ میت کو کفن مین کرتہ اور عمامہ مستحب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی هٰكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ الصَّوَابُ الَّذِي يَقْتَضِيهِ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ قَالُوا وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَكُونَ فِي الْكَفَنِ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُسْتَحَبُّ فِيهِ قَمِيصٌ وَعِمَامَةٌ یعنی اسیطرح تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور جمہور علماے نے اور یہی صواب ہے جسکو ظاہر حدیث چاہتا ہی کہتے ہین کہ کفن مین قمیص اور عمامہ مستحب نہین ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب ہی **مسئلہ نود و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور سلف و خلف کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی مَنْ يَقُولُ الْمَشْيُ وَرَاءَ الْجَنَازَةِ افْضَلُ مِنْ أَمَامِهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ الْمَشْيُ قُدَّامَهَا أَفْضَلُ یعنی امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین اور مالک و شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے **مسئلہ نود و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہی جاوی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَدْ يُحْتَجُّ أَبُو حَنِيفَةَ فِي أَنَّ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ لَا تُفْعَلُ فِي الْمَسْجِدِ وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ جَوَازُهَا فِيهِ یعنی مخنف امام ابو حنیفہ دلیل پکڑتے ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہی جاوے اور مذہب ہمارا اور جمہور کا یہ ہی کہ جنازے کی نماز مسجد مین پڑہنی جائز ہے **مسئلہ نود و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز جنازے مین دو سلام کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قَالَ جُمْهُورُ هُمْ تَسْلِيمَةٌ وَاحِدَةٌ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ تَسْلِيمَتَانِ یعنی کہا ہے جمہور علما نے فقط ایک ہی سلام کہے اور ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کہتے ہین کہ دو سلام کہے **مسئلہ نود و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو شہید کافرون کی لڑائی مین قتل کیا جاوے اوسکو غسل دیا جاوے اور اوسپر نماز نہ پڑہی جاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَأَمَّا الشَّهِيدُ

کو لازم ہے کہ آیندہ شرماوین اور اہل حدیث پر اتہام نہ لگاوین اور ایسی بے انصافی نکرین کہ ادنے الزام کہاوین اور اپنے کیے پر پچھتاوین انتہی **تنبیہ** بعضے کندہ ناتراش ناحق شناس دشمن عقل ونقل یہ کہتے ہین کہ امام نووی جو جمہور کا لفظ بولتے ہین تو مراد اون کی جمہور کے لفظ سے بعض جگہ مین جمہور علماء شافعیہ مراد ہوتے ہین سو **جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے امام نووی کی مراد جمہور کے لفظ سے جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور کے لفظ سے مراد اون کی وہی جمہور علماء ہین جو ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے پہلے سلف صالحین صحابہ وتابعین وتبع تابعین گذر چکے ہین یا وہ علماء مراد ہین جو کہ مجتہدین کے ہمعصر اور ہم اقران ہین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اکثر جگہہ مین خود ہی جمہور کی تفسیر سلف وخلف صحابہ وتابعین ومن بعدہم کے ساتھ کردی ہے چنانچہ ان سو مسائل مذکورہ سے چوبیس مسائل مین یہان بھی تفسیر اون کی موجود ہے کہ لفظ جمہور سے جمہور سلف وخلف صحابہ وتابعین ومن بعدہم مراد رکھتے ہین پس امام نووی کی کلام مین جمہور سے جمہور شافعیہ مراد رکھنی دروغ گویم برروئی تو کا مصداق بننا ہے اون کی مراد جمہور سے جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین اور نہ کسی جگہ مین اونہون نے جمہور کی یہ تفسیر کی بلکہ جہان جمہور کی تفسیر کرتے ہین تو اونہین علماء کے ساتھ کرتے ہین جو زمانہ مجتہدین سے پہلے گذر چکے ہین یا جو اون کے ہمعصر ہین اگر کسی کو دعوی ہو تو زیادہ نہین سو مین سے ایک ہی جگہہ مین جمہور سے جمہور علماء شافعیہ ثابت کردیوے ودونہ خرط القتاد **اور** نیز اگر جمہور سے جمہور شافعیہ مراد ہوتی تو پھر اون کے مقابلہ مین امام ابوحنیفہ کا نام لینا مناسب نہین تھا بلکہ اون کے مقابلہ مین حنفیہ کا لفظ بولا جاتا **اور** نیز جہان پہاون کی مراد جمہور شافعیہ ہوتے ہین تو وہ خود ہی اون کی تفسیر ساتھ لفظ جمہور اصحابنا کے کردیتے ہین مطلق جمہور کا لفظ امام ابوحنیفہ کے مقابلہ مین جہان بولتے ہین تو اوس سے مراد اون کی جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور سلف وخلف صحابہ وتابعین مراد ہین کما مر آنفا **اور** نیز اگر اُسے جمہور علماء شافعیہ مراد کہی جاوین تو تمام امت سلف وخلف صحابہ وتابعین ومن بعدہم بھی شافعیہ ٹھہرینگے نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ من ھذا التعصب والتعلب

اوسپر زکوۃ واجب نہین ہوتی ہی انتہی **مسئلہ صدم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین
کہ عورت کا صدقہ فطر خاوند پر واجب نہین بلکہ خود عورت پر واجب ہے عورت خود اپنے پاس
سے ادا کرے سو یہ مسئلہ بھی مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
وقولہ ذکر او انثی حجۃ للذین قالوا انہا تجب علی الزوج فی تقسیمہا وعند مالک
والشافعی والجمہور یلزم الزوج فطرہ جیہ یعنی اس حدیث مین حجت ہے واسطے کوفیون کے
اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی عورت پر واجب ہی اور مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک عورت کا
صدقہ فطر خاوند پر ہے **مسئلہ صدو یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسلمان باغیون
کے چارپایون اور ہتیارون کو ساتھ لڑای مین نفع پکڑنا جائز ہے سو مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وقال لاجل الانتفاع بخیلہم
وسلاحہم فی حال الحرب عندنا وعند الجمہور وجوزہ ابو حنیفہ یعنی یہہ جائز ہی
نفع اٹہانا ساتھ کسی شی کے اونکے چارپایون سے اور ہتیارون سے لڑای کی حالت مین نزدیک ہمارے
اور جمہور کے اور جائز رکہا ہی اوسکو امام ابو حنیفہ نے انتہی وعلی ہذا القیاس امام اعظم صاحب کے
مسائل مخالف جمہور علماء سلف وخلف کی اسقدر ہین کہ ہماری تمام عمر اونکے بیان کیواسطے کافی نہیز
ہوسکتی ہے بلکہ اُس کی تفصیل کرنا گویا سمندر کو کوزہ سے ناپنا ہے لیکن بطور نمونہ کے ایک سو مسئلہ
امام صاحب کا مخالف جمہور کے ہمنے لکہدیا ہے اگر حنفیہ نے اسپر بھی قناعت نہ کی تو اُن سب مسائل کو علیحدہ
ایک مستقل دفتر مین مفصل بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی ؎ اندکے باتو گفتم وبدل ترسیدم + کہ دل
آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست + اب حنفی لوگ ان مسائل کو چشم انصاف سے مطالعہ کرکے عبرت
پکڑین اور امام اعظم صاحب کے مذہب سے توبہ کرکے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل شروع کرین مگر
بڑی افسوس کی بات ہی کہ حنفیون کی گہر کا تو یہ حال ہی اور لوگون پر ایسا طعن کرتے ہین اونا چور کوتوال
کو ڈانٹے سچ ہے اپنا عیب اگر پہاڑ کے برابر ہو تو تنکے کے برابر بہی نظر نہین آتا اور دوسرے کا عیب اگر تنکے کے
برابر ہو تو پہاڑ کی برابر نظر آتا ہے امام شوکانی وغیرہ کے تو فقط ایک ہی دو مسائل مخالف جمہور ہونے
سے اون کی سب کتابین مردود سمجہی جاوین اور امام اعظم کے اسقدر صدہا مسائل مخالف جمہور ہونے
سے اون کی کتابین مردود نہ سمجہی جاوین یہ کیسا اندہیر ہی بہرحال اس اندہیر کا کیا جواب آپ حنفیون

صحیح مسلم صفحہ ۳۲۱ انصاری

میر یکے وہ کہتے ہین میںنے کہا کہ ہان سو ابو قتادہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ بلی ناپاک نہین تحقیق وہ تمپر طواف کرنیوالون سے ہے۔ یعنی یہ بلی ہر وقت گھرون مین ایدھر اودھر پھرتی
رہتی ہے اور لوگون کی برتنون مین کہاتی پیتی ہے پس اگر اس کو ناپاک کہا جاوے تو خلقت کو اس مین
بہت مشکل پڑ جاوے **دوسری حدیث** سنن ابو داؤد مین داؤد بن صالح رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے وہ اپنی ماں سے روایت کرتا ہے (اور تھی وہ کسی عورت کی لونڈی) اَنَّ مَوْلَاتَهَا
اَرْسَلَتْهَا بِهِرِيسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ
فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلٰوتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ
وَالطَّوَّافَاتِ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِفَضْلِهَا یعنی تحقیق اُس کی مالکہ نے اوس کو
طعام ہریسہ دیکر حضرت عائشہ کی طرف بھیجا اوسنے کہا کہ مین عائشہ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا سو حضرت عائشہ رض
نے اشارہ کیا (ہاتھ سے یا سر سے) کہ اس طعام کو یہان رکھدے سو ایک بلی آئی سو اُسنے اوس ہریسہ سے
کچھ کہایا پس جب حضرت عائشہ اپنی نماز سے فارغ ہوئین تو اوسی جگہہ سے کہایا جس جگہہ سے بلی نے
کہایا تھا سو عائشہ رض نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہین ہے
تحقیق وہ تمپر طواف کرنیوالون مین سے ہے اور تحقیق مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جوٹھے کے ساتھ وضو
کرتے ہوئے دیکھا ہے **تیسری حدیث** شرح سنہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔
سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ قَالَ نَعَمْ وَبِمَا اَفْضَلَتِ
السِّبَاعُ كُلُّهَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ کیا ہم گدہون کے جوٹھے سے وضو کرین حضرت صلعم نے
فرمایا ہان اور ساتھ جوٹھے کل درندہ چارپایون کے بھی **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا
ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے مکروہ نہین اگر مکروہ ہوتا تو حضرت اُس کے جوٹھے سے وضو نکرتے اس لیے کہ حضرت سے
زیادہ پاکیزہ مکروہات سے بچنے والا اور کوئی نہین اور نہ اُوس کا پانی پینے کیواسطے برتن جھکایا جاتا اور نہ
حضرت عائشہ رض اوس کا جوٹھا کھاتین امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے کہ یہ حدیثین دلالت کرتی
ہین اوپر پاک ہونے منہہ بلی کے اور پاک ہونے جوٹھے اوس کی کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور
ہادی کا

اور نیز امام نووی بہت جگہہ امام شافعی کے مقابلہ مین جمہور کا لفظ بولتے ہین وہان
کیونکر یہ مراد ہوسکے گی **مغالطۂ دوم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث
پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ فقہ کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کی مخالف نہین جسکو دعوی ہو پیش
کرے ایسا ہی لکھا ہے نسخ المبین مین **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ محض عوام لوگون کو مغالطہ اور
دھوکہا دینا ہے اس لیے کہ امام اعظم صاحب کے مسائل تو اسقدر صحیح حدیثون کی صریح مخالف ہین کہ
اگر سب کو بیان کیا جاوے تو ایک بڑا دفتر طیار ہوجاوے اور حیرت مین پڑکر آدمی کی عقل گم ہوجاوے
چنانچہ مشت نمونہ خروار بطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثون کے
ظفر المبین حصہ اول مین بیان ہوچکا ہے ولکن چونکہ حنفیون کو اوسپر قناعت نہین ہوئی اور اب
بھی ہل من مزید کی صدا کرتے ہین لہذا امام اعظم صاحب کا ایکسو مسئلہ صحیح حدیثون کی مخالف اور بیان کیا
جاتا ہے تاکہ اب بھی سمجھہ جاوین اور اونکی تقلید سے باز آوین ورنہ ابد تک بھی لدینا مزید کا ندا
انشاء اللہ تعالی ہر وقت موجود ہے پہر دوسری وقت سہی صحت باقی یا باقی

مسئلہ اول

ایک مسئلہ امام اعظم صاحب کا مخالف صحیح حدیث کے یہ ہے کہ جو ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ بلی کا جوٹھا مکروہ ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ الْهِرَّةِ طَاهِرٌ مَكْرُوهٌ یعنی جوٹھا بلی کا پاک
مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہے سو امام اعظم صاحب کا یہ مسئلہ مخالف ہے پیغمبر کی ان
تین حدیثون کے **پہلی** حدیث مؤطا اور مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ مین کبشہ بنت کعب رضی سے روایت ہے اور تہی وہ بیوی ابن ابی قتادہ کی
اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغَى لَهَا
الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ فَقُلْتُ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا
مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ یعنی تحقیق ابوقتادہ اوسپر داخل ہوئے سو ڈالا مین نے
واسطے اونکے پانی سو ایک بلی آئی اور اُسے پانی پینے لگی سو ابوقتادہ نے اوس کے واسطے برتن کو جھکایا
(یعنی تاکہ آسانی کے ساتھہ بلی پانی پی لیوے) یہانتک کہ اُس بلی نے پانی پی لیا کبشہ کہتی ہین
کہ اوس نے مجھکو اپنی طرف نظر کرتے ہوئے دیکھا اور کہا کیا تعجب کرتی ہو تو اے بیٹی بھائی

نہین ہوسکتا ہے جب تک کہ دونون مین تطبیق ممکن نہو اب یہان ان تینون شرطون مین سے ایک شرط
بھی نہین پائی جاتی نہ ناسخ قوت مین منسوخ کی مساوی ہی اور نہ ناسخ کا منسوخ سے متاخر ثابت ہونا
ممکن ہے اور نہ تطبیق غیر ممکن ہی بلکہ اون مین تطبیق اس وجہ سے ہوسکتی ہی کہ حدیث اَلْهِرَّةُ سَبُعٌ
سے نجاست گوشت کی مراد لیکہی جاوے اور حدیثون سے طہارت اوس کے جوٹھے کی لیکہی جاوی یا بایں طور کہ
اس حدیث کے عموم سے بلی کا جوٹھا مخصوص کیا جاوے ساتھ ان حدیثون صحیحہ کے اور تخصیص عام کی
ساتھ خاص کے جائز ہی ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور امام شوکانی
نے نیل الاوطار مین لکہا ہی وَاُجِيْبَ بِاَنَّ حَدِيْثَ الْبَابِ صَرِيْحٌ بِاَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ فَيُخَصَّصُ بِهٖ
عُمُوْمُ السِّبَاعِ بَعْدَ تَسْلِيْمِ وُرُوْدِهَا بِمَا يَقْتَضِيْ نَجَاسَةَ السِّبَاعِ وَاَمَّا مُجَرَّدُ الْحُكْمِ عَلَيْهَا بِالسَّبُعِيَّةِ فَلَا
يَسْتَلْزِمُ اَنَّهَا نَجِسَةٌ اِذْ لَا مُلَازَمَةَ بَيْنَ النَّجَاسَةِ وَالسَّبُعِيَّةِ پس ان وجہون سے دعوی نسخ باطل ہوگیا و
باللہ التوفیق **مسئلہ دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکہا ہے کہ درندہ چارپایون کا جوٹھا نجس اور ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ سِبَاعِ
الْبَهَائِمِ نَجِسٌ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہی ان تین حدیثون کے **پہلی** حدیث
جابر رضہ کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی کہ حضرت نے فرمایا کہ کل درندے چارپایون کا جوٹھے سے وضو کرنا
جائز ہے **دوسری** حدیث موطا امام مالک اور رزین مین یحیی ابن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہی اَنَّ عُمَرَ حَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو
يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ
لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا وَزَادَ رَزِيْنٌ قَالَ مَزَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِيْ قَوْلِ
عُمَرَ رضہ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهَا مَا اَخَذَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا
وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَنَا طَهُوْرٌ وَّشَرَابٌ یعنی تحقیق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند سوارون مین (کسی طرف کو)
نکلے اونمین عمرو بن عاص بہی تہے یہانتک کہ ایک حوض پر وارد ہوئے پس عمرو رضہ نے کہا کہ ای
صاحب حوض کیا تیرے حوض پر درندے چارپائے بہی پانی پیتے ہین سو عمر بن خطاب رضہ نے کہا کہ ای صاحب
حوض کے ہمکو خبر مت دے پس تحقیق ہم درندون پر وارد ہوتے ہین اور وہ ہمپر وارد ہوتے ہین (یعنی انکا
جوٹھا ہم پیتے ہین اور وہ ہمارا جوٹھا پیتے ہین) اور عمر رضہ کے قول مین بعض راویون نے یہ بہی زیادہ کیا

اور حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین

مانتے تو اس کا اُنکے پاس کچھ جواب نہین لاچار ہوکر وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین ۔ کہ یہہ حدیثین منسوخ ہین ساتھ حدیث الہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ایسا ہی لکھا ہے صاحب ہدایہ نے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے پس استدلال کرنا اسکے صحیح نہین ہے جیسا کہ امام شوکانی نے لکھا ہے وَاَیْضًا حَدِیْثُ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ الَّذِیْ اسْتَدَلَّ بِہٖ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ فِیْہِ مَقَالٌ یعنی جس حدیث کے ساتھ ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے اُس مین کلام ہے **دوم** یہ کہ اگر اس کو بفرض محال صحیح بھی مانا جاوے تو ہم کہتے ہین کہ یہ حدیثین منسوخ نہین ہین بلکہ حدیث الہریرۃ رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے ساتھ ان حدیثونکے فما ھو جوابکم فھو جوابنا **سوم** اس حدیث کو ناسخ تو جب ٹھہرایا جاتا کہ اون حدیثون سے یہ بات کہ گوشت کی حلت ثابت ہوتی سو اون مین اس بات کا کہین پتہ نہین بلکہ اسسے تو فقط اوسکے جھوٹے کی حلت و طہارت معلوم ہوتی ہے اور اس مین اُس کے گوشت کا حکم ہے سو جب شارع علیہ السلام نے اوس کے جوٹھے کو پاک ٹھہرایا تو اب ان منصوص حرمہ کے مقابلہ مین اُس کے جوٹھے کو اوس کے گوشت پر قیاس کر لینا فاسد ہے **چہارم** یہ کہ جب طوان کی علت سے اوس کے جوٹھے کی نجاست جاتی رہے تو اسی علت کی وجہ سے اوس کی کراہت بطریق اولی جاتی رہیگی پھر یہ کیسی ممکن ہے کہ اس علت سے ایسا بڑا حکم نجاست کا جاتا رہے اور کراہت کا حکم اس علت سے باقی رہے پھر نجاست کا دفع کرنے کی کیا حاجت تھی جب کراہت باقی رہے **پنجم** یہ کہ نسخ کے باب مین تین شرطون کا ہونا ضروری ہے بغیر اُنکے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہے **اول** یہ کہ ناسخ اور منسوخ قوت اور صحت مین مساوی ہون **دوم** ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونا ثابت ہو جاوے **سوم** ناسخ اور منسوخ مین تطبیق ممکن نہو چنانچہ نخبہ اور اوس کی شرح مین لکھا ہے وَاِنْ عُرِضَ مِثْلُہٗ فَاِنْ اَمْکَنَ الْجَمْعُ فَھُوَ النَّوْعُ الْمُسَمّٰی بِمُخْتَلِفِ الْحَدِیْثِ وَاِنْ لَّمْ یُمْکِنِ الْجَمْعُ فَلَا یَخْلُوْا اِمَّا اَنْ یُّعْرَفَ التَّارِیْخُ اَوْلَا فَاِنْ عُرِفَ وَثَبَتَ الْمُتَاَخِّرُ فَھُوَ النَّاسِخُ وَالْاٰخَرُ الْمَنْسُوْخُ اور امام الکلام مین لکھا ہے وَاَمَّا تَالِیًا فَلِاَنَّ دَعْوَی النَّسْخِ اِنَّمَا یُحْتَاجُ اِلَیْھَا اِذَا تَعَذَّرَ الْجَمْعُ بَیْنَھُمَا مَالَ الْحَازِمِیُّ فِیْ کِتَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ اِدِّعَاءُ النَّسْخِ مَعَ اِمْکَانِ الْجَمْعِ بَیْنَ الْحَدِیْثَیْنِ عَلٰی خِلَافِ الْاَصْلِ لِاَنَّ الْاَصْلَ عَدَمُ النَّسْخِ وَالتَّرَاجُعُ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ محض متاخر ہونا بھی ثبوت نسخ پر دلیل

کو نہین مانتے تو وہ حدیث اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ کو دلیل لاتے ہین یعنی بچو بول سے **سو جواب** اوس کا ہے کہ اِس حدیث مین عام طور پر بول مراد نہین ہے بلکہ اوس مین مراد فقط پیشاب آدمی کا ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین فتح الباری سے نقل کیا ہے قَالَ الْبُخَارِيُّ وَلَمْ يُقَيِّدْ مَنْ سَوَّى بَوْلَ النَّاسِ فَالتَّعْرِيفُ فِي الْبَوْلِ لِلْعَهْدِ وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ بَدَلٌ عَنِ الضَّمِيرِ یعنی تعریف بول کی واسطے عہد کے ہے یا الف اور لام بدل ضمیر سے ہے اور اگر بالفرض اوس کا عموم بھی تسلیم کیا جاوے تو یہ ہے حدیث اوس کی عموم کی مخصص ہو جاویگی اور یہ تخصیص جائز ہے کئی وجہ سے **اول** یہ کہ چاروں اماموں کے نزدیک تخصیص عام کتاب اللہ کی ساتھ خبر واحد کے مطلقاً جائز ہے خواہ پہلے اوس کے قطعی کے ساتھ تخصیص ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو چنانچہ مولوی عبدالحی نے اپنے رسالہ امام الکلام کے حاشیہ مین لکھا ہے وَاَمَّا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَقَالَ بِجَوَازِهِ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ یعنی لیکن ساتھ خبر واحد کے پس جائز رکھا ہے چاروں اماموں نے انتہی **دوم** اسوجہ سے کہ یہ اختلاف تخصیص کا اُسیوقت مین ہے جبکہ وہ عموم متواترات کا ہو اور جب کہ وہ عموم خبر واحد کا ہو تو اوس کی تخصیص ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز چنانچہ تلویح مین لکھا ہے لٰكِنَّ الْخِلَافَ اِنَّمَا هُوَ فِي عُمُومَاتِ الْكِتَابِ انتہی اب اس مین کلمہ انما کا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خبر واحد کے عموم کی تخصیص کرنا بالاتفاق جائز ہے اور یہان بھی یہ عموم خبر واحد کا ہے پس تخصیص اُس کی ساتھ خبر واحد کے جائز ہے اتفاقاً **سوم** اسوجہ سے کہ قطعیت عموم کی باعتبار الفاظ اور متن کے ہے نہ باعتبار معنی اور دلالت کے بلکہ وہ باعتبار معنی کے ظنی ہے اور تخصیص ساتھ خبر واحد کے معنی مین واقع ہوئی ہے نہ متن مین پس قطعیت عام کی تخصیص خبر واحد ظنی کی منافی نہین هٰكَذَا اَحْقَقَهُ الْعَلَّامَةُ فِي التَّلْوِيحِ **پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ و مرقات وغیرہ مین لکھا ہے کہ وہ لَا تَرْجِيعَ فِيهِ یعنی اذان مین ترجیع جائز نہین ہے **فائدہ** ترجیع اسکو کہتے ہین کہ اذان مین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو چار چار مرتبہ کہے اول دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہے اور پھر دو مرتبہ اونچی بلند آواز سے کہے جیسا کہ حدیث مین بیان اس کا ہوا ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کی جو کہ صحیح مسلم مین ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ اَلْقَى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاذِنُ هُوَ يَقِيْمُ فَقَالَ قُلْ

ہی کہ تحقیق ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے ہے جو درندون نے اپنے پیٹون مین لیا وہ انکا
ہوا اور جو باقی بچ رہا وہ ہمارے واسطے پاک پانی ہی اور پینے والا **تیسری** حدیث ابو سعید خدری
کی جو مسئلہ سوم مین ابھی آتی ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو ٹھہا گدھے کا پلید اور ناپاک ہی عبارت ہدایہ کی یہ ہے
وَسُؤْرُ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ مَشْكُوْكٌ وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ نَجِسٌ تَرْجِيْحًا لِلْحُرْمَةِ وَالنَّجَاسَةِ یعنی جوٹھا
گدھے اور خچر کا مشکوک ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ وہ نجس اور ناپاک ہے اور یہ مذہب امام
اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث جابر رضی اللہ تعالی عنہ
کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی ہی **دوسری** حدیث ابن ماجہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِيْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ
تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَنَا مَا
غَبَرَ طَهُوْرٌ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے گئے اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان
ہین وارد ہوتی ہین درندے اور کتے اور گدھے سو حضرت نے فرمایا ہوا نہون نے اپنے شکمون مین اٹھا
لیا سو انکا ہوا اور جو باقی بچ گیا وہ ہمارے واسطے پاک پانی ہے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جن چیزون کا گوشت
کھایا جاتا ہی اون کا بول ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَاَصْلُهٗ اَنَّ بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ طَاهِرٌ
عِنْدَهٗ نَجِسٌ عِنْدَهُمَا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ مسند
امام احمد اور دار قطنی مین بسند رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ جَابِرٍ قَالَ مَا اُكِلَ لَحْمُهٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهٖ یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہی کوئی خوف ساتھ بول اوس چیز کے جسکا گوشت کھایا جاتا ہی اور
جابر کی روایت مین یہ ہی کہ آپنے فرمایا جس چیز کا گوشت کھایا جاوے اوس کو پیشاب کا کچھہ ڈر نہین ہے اور
یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہی لیکن تعدد طرق سے درجہ حسن لغیرہ کو پہنچ گئی ہی **فائدہ** اس حدیث سے صاف
ثابت ہوتا ہی کہ جن جانورون کا گوشت کھایا جاتا ہے انکا بول بھی پاک ہے اور امام نووی نے روضہ مین
لکھا ہی کہ یہی مذہب ہے امام مالک اور احمد اور محمد کا کذا فی حاشیۃ المشکوٰۃ اور حنفیہ جو اس حدیث

بن زید کے اول ابتدا زمانہ کے ہر اور ا ق ۃ پر یہ عمل تمام مکے اور مدینے والون اور سب شہرون کا

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو اوس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو واسطے تعلیم کے چار مرتبہ سکھلایا تہا **سو جواب** اسکا کسی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ جب آپکو تعلیم کی غرض تہی تو پہر فقط شہادتین ہی پر آپنے کیون اکتفا فرمایا اور دوسری کلمات کو چار چار مرتبہ کیون نہین دوہرایا فقط ان کی تخصیص کی کیا وجہ ہے **دوم** اذان کی سکھلانے اور تعلیم کا موقع تو اول اسلام مین تہا جب کہ اذان شروع ہوئی تہی اور بعد اوس کے تو تمام جہان مین مشہور ہو گئی تہے پہر اب آٹھوین سال مین ہجرت کی تعلیم کا کیا معنی ہوا **سوم** ابوداؤد کی روایت مین ہے آگیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو فرمایا پہلے دو مرتبہ مین اپنی آواز کو پست کرو پہر دو مرتبہ شہادتین کی اپنی آواز کو بلند کر تخفض بہا صوتک ثم ترفع صوتک بالشہادۃ ۔ ساتہہ خطاب کے صریح موجود ہے پس اگر تعلیم کی غرض ہوتی تو اول دو مرتبہ مین آواز پست کرانی اور پہر دو مرتبہ مین آواز بلند کرانی کوئی معنے نہ تہے کیا تعلیم کا یہی طریقہ ہوتا ہو کہ ایک بار آہستہ آواز سے کہلوائی اور ایک بار بلند آواز سے کہلوائی کہان تعلیم اور کہان یہہ صورت اس کو تعلیم سے کیا علاقہ **چہارم** ابوداؤد و ترمذی و دارمی وغیرہ کی روایت مین خود ابی محذورہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو اذان اُنیس کلمے سکھلائے اور اقامت کی سترہ کلمے سکھلائے پس اگر تعلیم تہی تو اونہون نے اُنیس کلمے کہان سے بنا لئے سترہ کلمے کہنے لازم تہے پس اسکو تعلیم ٹہہرانا دروغ گو یم بر روئی تو کا مصداق بننا ہے اور نیز یہہ ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے پہر سترہ کلمے ہی تعلیم ہی سمجہے جاوین گے اور اوسکی اقامت کے کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر استدلال نہین ہوگا حالانکہ حنفیہ اسے حدیث سترہ کلمے والی سے اقامت کے کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر دلیل لاتے ہین بما ھو حجۃ لکم فھو حجۃ علینا پس معلوم ہوا کہ حنفیون کی یہ تاویل قطعاً باطل ہے **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ مرقات وغیرہ مین لکہا ہے کہ اقامت نماز مین سوا تکبیر کے اور سب کلمات کو فقط ایک ایک بار یعنی گیارہ کلمے کہنا جائز نہین بلکہ جتنے جتنے مرتبہ اذان مین سب کلمات کہے جاتے ہین یعنی سترہ کلمے اقامت کے وقت بھی اوتنے ہی اوسیقدر کلمات کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے پیغمبر کی ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نفس نفیس سے مجکو اذان سکھلائی سو آپنے فرمایا کہو اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوای خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوای خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین ہر دوبارہ کہو تو گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین آؤ طرف نماز کی آؤ طرف نماز کی آؤ طرف نجات کی آؤ طرف نجات کی اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے نہین کوئی معبود برحق سوای اللہ کے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ بَلِيْغَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ التَّرْجِيْعَ فِي الْاَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوْعٌ وَّهُوَ الْعَوْدُ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَعْدَ قَوْلِهِمَا بِخَفْضِ الصَّوْتِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْكُوْفِيُّوْنَ لَا يَشْرَعُ التَّرْجِيْعُ عَمَلًا بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ فَاِنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَرْجِيْعٌ وَحُجَّةُ الْجُمْهُوْرِ هٰذَا الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ وَالزِّيَادَةُ مُقَدَّمَةٌ مَعَ اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ هٰذَا مُتَاَخِّرٌ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فَاِنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ سَنَةُ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ حُنَيْنٍ وَحَدِيْثُ ابْنِ زَيْدٍ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ وَانْضَمَّ اِلٰى هٰذَا كُلِّهٖ عَمَلُ اَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَسَائِرِ الْاَمْصَارِ یعنی اس حدیث مین ابی محذورہ کی بڑی حجت اور دلیل واضح ہی واسطے مذہب مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کے اسپر کہ اذان مین ترجیع ثابت اور جائز ہے اور پھر آنا طرف شہادتین کی دو دفعہ مرتبہ ساتھ بلند آواز کی بعد کہنے اون کے ساتھ آہستہ آواز کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ترجیع جائز نہین ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ حدیث عبداللہ بن زید کے اس لئے کہ اوس مین ترجیع کا ذکر نہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث صحیح ہی اور زیادتی مقدم ہے باوجود اس کے کہ حدیث ابی محذورہ کی متاخر ہے عبداللہ

کہے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی بلکہ دونون طرح سے جائز ہے کبھی اسطرح سے اور کبھی اوسطرح فرمادیا
ایک سے دوسرے طریق کی ممانعت ثابت نہین ہوتی ورنہ بلال کی حدیث سے بھی سترہ کلمے کی
ممانعت ثابت ہوجاویگی اور اس کا حنفی کچھ جواب نہین دے سکتے ہین انشاء اللہ تعالی ظاہر ہوجاویگا کم فہمو جانا
علاوہ ازین حدیث افراد اقامت کی نہایت درجے کی صحیح ہے اس لئے کہ متفق علیہ ہے اس لئے اسکو
ہر وجہ سے ترجیح ہے اور نیز اگر اوسی افراد اقامت کی ممانعت نکالی جاوے تو ترجیح اذان مین واجب ہوجاوے
گی اور بلال وغیرہ کی اذان جو سترہ کلمے کہنے مین بالکل ممنوع ہوجاویگی اس لئے کہ بلال وغیرہ کی حدیث
مین مثنیہ اذان کا بیان بھی افراد اقامت کے ساتھ ہی مذکور ہے دونون کا حکم ایک ہی سلسلہ مین
مسطور ہے پس اگر ممانعت ہوگی تو دونون کی ہوگی نہ فقط ایک کی پس دونون شقون مین سے حنفیہ جسکو
اختیار کرین گے سخت مشکل درپیش آویگی اور اہل حدیث کا مطلب ثابت ہوجاویگا و باللہ التوفیق **مسئلہ**
ہفتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث صحیح کے یہ ہے جو کہ ہدایہ مرقات وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ بول اور بائخانہ کیوقت قبلے کیطرف منہہ کرنا یا بیٹھہ دینا عمارتون کے اندر بھی جائز نہین
عمارتین اور میدان حرمت مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف
ہے ان چار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے قَالَ رَقِيتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ یعنی ابن عمر نے کہا کہ مین اپنے کسی کام
کے لئے حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا سو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلے کیطرف بیٹھہ کر شام کی
طرف منہہ کرکے پائخانہ پھرتے ہوئے دیکھا **دوسری حدیث** مسند امام احمد اور ابن ماجہ من عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ اَنَّ اُنَاسًا يَكْرَهُونَ اِسْتِقْبَالَ
الْقِبْلَةِ بِفُرُوجِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَقَدْ فَعَلُوهَا حَوِّلُوا بِمَقْعَدِي نَحْوَ الْقِبْلَةِ
یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی یہ بات کہ لوگ اپنے فرجون کے ساتھہ قبلے کیطرف منہہ کرنیکو
مکروہ جانتے ہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اونہون نے یہ کام کیا ہے اونہون نے میری بیٹھہ کو
قبلے کی طرف پھیر دیا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسناد اس حدیث کی حسن ہے **تیسری**
حدیث ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهَى رَسُولُ

ف ۱ کہ بول اور بائخانہ مین قبلے کیطرف منہہ کرنا یا بیٹھہ دینا عمارتون کے اندر بھی جائز نہین ہے

ف ۲ حدیث صحیح مسلم کی ہے ۱۲

ف ۳ حدیث صحیح مسلم کی ہے ۱۲

قَالَ ذِكْرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَ
اَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ یعنی انس نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آگ اور ناقوس کو ذکر کیا (یعنی اذان
شروع ہونے سے پہلی صحابہؓ نے آپسمین مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جسسے سب لوگ نماز کیوقت
جمع ہوجایا کرین سو کسی نے تو یہ کہا کہ نماز کیوقت آگ جلایا کرو اور بعضون نے کہا کہ نصاری کی طرح
ناقوس بناؤ اوس کی آواز سنکر لوگ جمع ہوجایا کرین گے اور بعضون نے کچھہ اور کہا یہانتک کہ اذان شروع
ہوگئی) پس حکم کیا گیا بلال کو کہ اذان کے کلمات کو دوہرا کر کہا کرے اور اقامت کو ایک ایک کلمہ کہا کرے

دوسری حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی مین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کَانَ
الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً
غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین اذان کے کلمے دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمے ایک ایک مرتبہ مگر وہ کہتے قد قامت
الصلوۃ کو دو مرتبہ **فائدہ** امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ مذہب شافعی اور احمد اور
جمہور علما کا یہہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہے اور
امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ حکمت اذان کے مکرر کہنے
اور اقامت کے ایکبار کہنے مین یہ ہے کہ اذان واسطے اطلاع دینے غایب لوگون کے ہے سو اس کے کلمات کو
دوبارہ کہا جاوے تاکہ دور والے لوگون کو اچھی طرح اطلاع ہوجاوے اور اقامت واسطے حاضر لوگونکے
ہے پس اس کے کلمات کو دوبارہ کہنے کی کچھہ حاجت نہین ہے انہی اور حاشیہ مشکوۃ مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيْلٌ
عَلٰى اَنَّ الْاِقَامَةَ فُرَادٰى وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَاِلَيْهِ
ذَهَبَ الزُّهْرِيُّ وَمَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَاَحْمَدُ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ
اقامت کا ایک ایک کلمہ ہے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین سے اور یہی مذہب ہے زہری
اور امام مالک اور امام شافعی اور اوزاعی اور احمد کا انتہی **تنبیہ** صفیہ جوان حدیثون کو نہین مانتے
تو وہ اس حدیث ابی محذورہ سے سند لاتے ہین جو اوپر گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو
اقامت کی سترہ کلمے تعلیم فرمائے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث سے ایک مرتبہ اقامت

اور عبداللہ بن عمر اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل وغیرہ کا اسی اور فتح الباری میں لکھا ہے وَاَوَّلُوْا اَنَّ حَدِیْثَ ابْنِ عُمَرَ دَلَّ عَلٰی تَخْصِیْصِ ذٰلِکَ بِالْاَبْنِیَۃِ لَقُلْنَا بِالْعُمُوْمِ لٰکِنَّ الْعَمَلَ بِالدَّلِیْلِ اَوْلٰی مِنْ اِلْغَاءِ اَحَدِھِمَا **تنبیہ** بعض حنفیہ ان حدیثوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہہ حدیثیں منسوخ ہیں یا واسطے کسی عذر کے تھا یا حضرت کا یہ خاصہ ہے دوسرے کو جائز نہیں یا بائخانہ سے کھڑے ہو کر قبلے کی طرف منہہ کیا ہوگا راوی نے زرخیال کیا کہ یا بخانے پھر رہے ہیں وغیرہ جوابات **سو جواب** اول اعتراض کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی نسخ کا مردود ہے اسپر کوئی دلیل نہیں ہے اور بیان اس کا مسئلہ اول میں گذر چکا ہے اور اس کا جواب امام نووی کی کلام میں بھی ابھی آچکا ہے اور حدیث جابر کی جو مذکور ہو چکی وہ بھی اس نسخ کے بطلان پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوسی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے نانوین سال تک یہی حکم جاری رہا پھر ممانعت کسوقت میں ہوئی اور نیز جب دعوی نسخ کا کیا تو اوس میں جواز کا اقرار خود آچکا اب دلیل نسخ مدعی نسخ کی ذمہ میں رہے اور نیز ابن عمر اگر حضرت کو نہی سے پہلے دیکھتے تو بھر خود عارفون میں قبلے کی طرف منہہ کرنیکو کیون جائز رکھتے **اور** دوم اور سوم اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہہ محض احتمال ہیں ان کی کوئی دلیل نہیں ہے پس انکا کچھہ اعتبار نہیں خاصکر حدیثون صحیحہ صریحہ کے مقابلہ میں تو بالکل کالعدم ہیں اور نیز حدیث عائشہ کی اور عبداللہ بن عمر کی جو مذکور ہو چکی ہیں وہ بھی اس خاصہ اور عذر کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہیں اس لئے کہ جب آپ خود لوگون کی قبلے کی طرف منہہ کرنے پر ناخوش ہوئے تو بھر یہہ عذر بدتر از گناہ میش لانے سے کیا فائدہ جب ناخوش ہوئے تو گویا لوگون کو حکم استقبال کا دیدیا پس خاصہ اور عذر سارا باطل ہوگیا اور اگر خاصہ ہوتا تو عبداللہ بن عمر قبلے کی طرف منہہ کرکے کیون پیشاب کرتے چہ جائیکہ اصول میں بالاتفاق مقرر ہو چکا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب اور حادثہ کا کما فی التلویح وغیرہ پس اگر ایسے احتمال بے دلیل سے خاصہ کا حکم لگا دیا جاوے تو کوئی فعل آنحضرت کا لائق عمل نہیں رہیگا سب خاصہ ہو جاوینگے اور یہہ بالاجماع باطل ہے اور نیز فتح الباری میں لکھا ہے وَدَعْوَی خُصُوْصِیَّۃِ ذٰلِکَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا دَلِیْلَ عَلَیْھَا اِذِ الْخَصَائِصُ لَا تُثْبَتُ بِالْاِحْتِمَالِ اور یہہ ہمارے اعتراض کا جواب ہے کہ ابن عمر سے خود صحیح مسلم میں موجود ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بائخانہ بیٹھے ہوئے دیکھا وہ حدیث یہہ ہے فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ الخ

ع

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یستقبل القبلۃ بغائط او بول اذا قعد او یقبض بعام یستقبلها
واسنادہ حسن یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے کہ منہ کریں ہم طرف قبلے کی
ساتھ بول کے پس دیکھا میں نے آپ کو سال سے ایک سال پہلے قبلے کی طرف منہ کئی ہوئے **چوتھی**
حدیث ابوداؤد و نسائی عبداللہ بن مروان سے روایت ہے قال رأیت ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اناخ راحلتہ مستقبل القبلۃ ثم جلس یبول الیها فقلت یا ابا
عبد الرحمن الیس قد نهی عن ذلک فقال بلی انما نهی عن ذلک فی الفضاء فاذا کان
بینک وبین القبلۃ شیء یسترک فلا بأس به یعنی دیکھا میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
کہ بٹھلایا سواری اپنی کو سامنے قبلے کے پھر اوسطرف پیشاب کرنے کو بیٹھ گیا سو میں نے کہا (مروان کا قول
ہے) ای ابا عبد الرحمن (ابن عمر کی کنیت ہی) کیا اسے منع نہیں کیا گیا اوس نے کہا ہاں اسی فقط
میدان ہی میں منع کیا گیا ہے اور جب کہ ہو تیرے اور قبلے کے درمیان میں کوئی ایسی چیز ہو جو تجھکو
پردہ کر رکھے تو اوسکیطرف منہ سامنا کرنیمیں کوئی ڈر نہیں ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح
مسلم میں لکھا ہے فهذه احادیث صحیحة صریحة بالجواز فی البنیان وحدیث ابی ایوب
وسلمان وابی هریرة وغیرهم وارد بالنهی فیحمل علی الصحاری لیجمع بین الاحادیث
ولا خلاف بین العلماء بانه اذا امکن الجمع بین الاحادیث لا یصار الی ترک بعضها
بل یجب الجمع بینها والعمل بجمیعها وقد امکن الجمع علی ما ذکرنا فوجب المصیر الیه
یعنی یہہ حدیثیں صحیحہ صریح کرنی میں ساتھ جائز ہونے کے عمارتوں کے اور حدیثیں ابو ایوب اور
سلمان اور ابوہریرہ وغیرہ کے مطلق نہی میں وارد ہوئی ہیں پس اون کو میدان پر محمول کیا جاویگا تاکہ
حدیثون میں تطبیق ہو جاوے اور سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ جب حدیثون میں تطبیق ممکن ہو تو بعض کو
ترک کرنا جائز نہیں ہے بلکہ سب میں تطبیق دینا اور سب پر عمل کرنا واجب ہے اور یہاں تطبیق ممکن ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے ہمنے پس واجب ہے پھرنا طرف اوس کی انتہی یا جواز کی حدیثیں ممانعت کی حدیثون کی
عموم کی مخصص ہو جاوینگی ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ چہارم میں مذکور ہو چکی ہیں پس یہہ صورت
ممانعت عمارتون کو شامل نہوگی اور عمارتون میں قبلے کیطرف سامنا کرکے بول یا پاخانے بیٹھنا جائز ہے
اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور عباس رضہ

یا فرماتے یا کوئی نکوئی صحابہ مین سے ہی کرتا پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کے بدلے اور کوئی لفظ

یعنی اللہ اکبر کہنے سے کلام وغیرہ سب کام دنیا کے حرام ہو جاتے ہین اور سلام کہنے سے سب کام حلال ہو جاتے ہین **فائدہ** اسی قسم کے اور بھی بہت حدیثین ہین ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تھے اللہ اعظم یا اللہ جل وغیرہ الفاظ تعظیم کے کبھی آپ نے نماز مین نہین کہے اور اصل اس مین توقیف ہی اوسی پر جو شارع علیہ السلام نے کیا اگر تکبیر کے بدلے اور کوئی لفظ کفایت ... کرتا اور آپنے فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی نماز پڑھو جیسے کہ مجکو نماز پڑھتے دیکھتے ہو امام نووی نے لکھا ہی کہ لفظ تکبیر کا اللہ اکبر ہے اور یہ بالاجماع جائز ہے اور ابو حنیفہ نے جائز نہ رکھا ہے ہر لفظ کو جسمین تعظیم ہو اور مخالف ہو گئے اوس کے جمہور علما سلف اور خلف کے انتہے ملخصاً

مسئلہ ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز مین دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے باندھے ناف سے اوپر نہ باندھے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَیَعْتَمِدُ بِیَدَیْہِ عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث کے جو کہ صحیح ابن خزیمہ مین وائل بن حجر سے روایت ہے قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ یعنی اوس نے کہا کہ نماز پڑھی مین نے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رکھا آپنے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائین ہاتھہ پر اوپر سینہ اپنے کے انتہی اور حدیث کے جو کہ بخاری مین سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی قَالَ کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ الْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ یعنی اوس نے کہا کہ آدمی حکم کیے جاتے تھے اس بات کا کہ رکھے مرد داہنی ہاتھ کو بائین کی ذراع پر نماز مین

فائدہ بخاری کی اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین ناف سے اوپر ہاتھ باندھے اس لئے کہ جب بائین ہاتھ کی ذراع پر داہنا ہاتھ رکھہ کر ناف کے نیچے رکھے گا تو قیام مین سیدھا کھڑا ہرگز نہین ہو سکے گا حالانکہ قیام قطعی فرض ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ رکھے دونون ہاتھون کو اپنے سینے سے نیچے ناف سے اوپر اور یہہ ہے مذہب مشہور ہمارا اور ساتھہ اسی کے قائل ہین جمہور علما انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لاتے ہین کہ اوسہون نے فرمایا کہ نماز مین ناف کے نیچے ہاتھہ باندھنے سنت سے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے

پس جب خود اس حدیث مین دو احتمال پیدا ہوے تو یہ کہنا موجود ہے تو پھر اس احتمال کے باطل ہونے مین کیا شک باقی ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر نماز مین تکبیر یعنی اللہ اکبر کے بدلے کوئی اور لفظ تعظیم کا کہہ لیوے تو جائز ہے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے فَاِنْ قَالَ بَدَلَ التَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَجَلُّ اَوْ اَعْظَمُ اَوِ الرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ اَوْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ غَیْرَہٗ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَجْزَاَہٗ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنے اگر تکبیر کو بدلے اللہ اجل یا اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ یا کوئی اور اسم اللہ تعالی کا کہہ لیوے تو جائز اور کافی ہے نزدیک ابحنیفہ کے انتہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے پیغمبر کی کئی صحیح حدیثون کے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تھے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور ترمذی مین ابو حمید رض سے روایت ہے ایک حدیث طویل مین بلفظ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ **دوسری حدیث** طبرانی وغیرہ سنن مین رفاعہ بن رافع رض سے روایت ہے فِیْ قِصَّۃِ الْمُسِیْءِ صَلٰوتُہٗ بِلَفْظِ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَکْبَرُ الحدیث یعنی پھر آپ نے کہا اللہ اکبر **تیسری حدیث** طبرانی وغیرہ مین حکم بن عمیر ثمالی رض سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَلَا یُخَالِفْ اَذْنَاکُمْ ثُمَّ قُوْلُوا اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ الحدیث **چوتھی حدیث** صحیح مسلم اور بزار مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الحدیث **پانچوین حدیث** بیہقی مین ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقُوْلُوا اَللّٰہُ اَکْبَرُ الحدیث **چھٹی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی وغیرہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چابی نماز کی پاک ہونا ہے اور حرام کرنا اُسکا اللہ اکبر کہنا ہے اور حلال کرنا اُسکا سلام کہنا ہے

اِسْتَ نَارِیکُمْ فَاشْتَرُوا فَقَطَعُوا لِیْ قَمِیْصًا مَا فَرِحْتُ بِشَیْءٍ فَرَحِیْ بِذٰلِکَ الْقَمِیْصِ یعنی ہم پانی کے مکان پر رہتے تھے جو آدمیون کی گذرنے کی جگہ تھی ہمارے پاس سوار آتے تھے ہم انکو لوگون کا حال پوچھتے تھے اور یہہ مرد یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہین پس وہ کہتے تھے کہ وہ مرد یعنی پیغمبر کہتا ہے کہ مجھکو اللہ نے رسول کرکے بھیجا ہے اوس کی طرف ایسا حکم آتا ہے اور اوسکی طرف ایسا حکم آتا ہے سو مین اوس کلام کو یاد رکھتا تھا پس گویا کہ وہ کلام میرے سینہ مین جم جاتی تھی اور عرب کے لوگ مسلمان ہونے مین فتح کی انتظار کر رہی تھی (یعنی جب اس کی فتح ہو جاویگی تو ہم بھی اسلام لے آویگے) اسکو اور اوس کی قوم کو چھوڑو اور آخر کار دیکھو کیا ہوتا ہے اگر اپنی قوم پر یہ غالب آگیا تو بیشک یہ نبی سچا ہے سو جب فتح مکے کی لڑائی ہوئی تو ہر قوم نے اسلام کیطرف جلدی کی اور مسلمان ہوگئے اور میری قوم مین سب سے پہلے میرا باپ اسلام لایا سو جب وہ پیغمبر کی پاس سے آیا تو اوس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین تمہارے پاس نبی کے نزدیک سے حق لایا ہون سو کہا کہ نماز پڑھو اسطرح ایسے ایسے وقت مین اور نماز ایسے فلان فلان وقت مین سو جب نماز کا وقت آوے تو ایک تمین سے اذان کہے اور چاہیئے کہ امامت کرادے تمہاری جو تم مین قرآن زیادہ جانتا ہو سو نظر کی اونہون نے پس مجھسے زیادہ تر قرآن جاننے والا کوئی نہین تھا اسواسطے کہ مین سوارون سے سیکھتا رہتا تھا سو اونہون نے مجھکو اسے آگے کیا یعنی امام بنایا اور مین اوسوقت چھ برس کا تھا یا سات برس کا اور مجھپر ایک چادر تھی کہ جب مین سجدہ کرتا تھا تو اکٹھی ہو جاتی تھی (بسبب چھوٹے ہونے اُس کے اور میرے چوتڑ ننگے ہو جاتے تھے) سو قوم مین سے ایک عورت نے کہا کہ کسواسطے نہین ڈھانپتے تم ہمسے چوتڑ اپنی امام کے سو اونہون نے میرواسطے کپڑا خرید کیا اور میرے لئے ایک کرتا بنایا پس نہین خوش ہوا ہون مین ساتھہ کسی چیز کے جیسا کہ خوش ہوا مین ساتھہ اوس کرتے کے انتہی

فائدہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے .....

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی تاویل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسپر اطلاع نہین ہوئی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ ظاہر یہی بات ہے کہ آپ کو اوسپر اطلاع ہوگئی ہی اس لئے کہ کبھی نہ کبھی تو کوئی اون مین سے مرد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہوگا اور اپنی قوم کا حال سناتا ہوگا یہہ کبھی نہین ہو سکتا ہے کہ کبھی کوئی بھی اُن مین سے حضرت کے پاس نہ آیا ہو پس حضرت کو اوسپر اطلاع ہونا ضرور ہے اور بالفرض نہ بھی ہوئی ہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا

وکیف یأتم الرجال بالصبی ولم یصح حدیث عمرو بن سلمۃ حال النزول الخ وقد صح حدیث ابن عباس الآتی قریبا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی الصحراء فصلی بالناس رکعتین فاحتج بہ الحنفیۃ علی ان الصبی لا یصلح للامامۃ فی الفرض وقد اجاب عنہ الشافعیۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم ان الصبی لا یصلح للامامۃ فی الفرض فلا یأتم بہ فلا یکون فی ذلک دلیل علی عدم جواز ائتمام البالغ بالصبی فی الفرض وقد ذہب الی ذلک جماعۃ من الصحابۃ والتابعین وہو الحق لان الاصل عدم الخصوصیۃ وقد ثبت ان الصبی یؤم فی النفل فیؤم فی الفرض ایضا لان النفل والفرض سواء فی الصلاۃ خلفہ

لائق حجت پکڑنے کے نہین ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَمَّا حَدِیْثُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ فَضَعِیْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِیْفِہٖ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ رِوَایَۃِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْوَاسِطِیِّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ انتہے یعنی لیکن حدیث علی کی پس ضعیف ہے اتفاق کیا گیا ہے اُس کے ضعیف کرنے پر روایت کیا ہے اوس کو دارقطنی اور بیہقی نے ابی شیبہ عبدالرحمن بن اسحاق واسطی سے اور وہ بالاتفاق ضعیف ہے انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنی جائز نہین ہوا اور بر تقدیر ثبوت اسکی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی ممانعت نہین نکلتی ہے فقط ادنی جواز ثابت ہوگا سو اوس کو ہم بھی قائل ہین کلام اوس کی سنیت اور استحباب مین ہے سو سنیت سینہ پر باندھنے ہی کی ثابت ہوتی ہے ورنہ وائل بن حجر رض کی حدیث مذکور سے بھی ممانعت غیر کی ثابت ہوجاویگی جیسے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے بالکل باطل ہوجاوین گے **مسئلہ دہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ لڑکے نابالغ کی امامت اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہین ہے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَلَا یَصِحُّ اِمَامَۃُ الصَّبِیِّ لِلرِّجَالِ اِلَّا فِی التَّرَاوِیْحِ بِاِمَامِ رَاَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ یعنی نہین جائز ہے واسطے مردون کے اقتدا کرنا ساتھ عورت کے اور لڑکے کے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عمرو بن سلمہ رض اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے قَالَ کُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَا الرُّکْبَانُ نَسْاَلُھُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَہٗ اَوْحٰی اِلَیْہِ کَذَا اَفَکُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِکَ الْکَلَامَ فَکَاَنَّمَا یَغِرُّ فِیْ صَدْرِیْ وَکَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِھِمُ الْفَتْحَ فَیَقُوْلُوْنَ اُتْرُکُوْہُ وَقَوْمَہٗ فَاِنَّہٗ اِنْ ظَھَرَ عَلَیْھِمْ فَھُوَ نَبِیٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا کَانَتْ وَقْعَۃُ الْفَتْحِ بَادَرَ کُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِھِمْ وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِھِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُکُمْ وَاللّٰہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَکْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّیْ لِمَا کُنْتُ اَتَلَقَّفُ مِنَ الرُّکْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ وَکَانَتْ عَلَیَّ بُرْدَۃٌ کُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا

ع۱ عبارت ہدایہ مطبوعہ احمدی دہلی کے ۷۵ ص ۱۲ ہے

ع۲ حدیث مشکوۃ کے باب الامامۃ مین ہے

ع۳ فی جواز امامۃ الصبی معجم الاوسط مادونہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتح قال ابن الصبی انتہی

والی کے نماز نفل پڑھنے والا کے پیچھے جائز ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اون کی یہ تاویل کرتے ہین کہ وہ حضرتؐ کے ساتھ نفل پڑھتے تھے یا حضرتؐ کو اوس کا حال معلوم نہین ہوا یا یہ حکم منسوخ ہے **سو جواب** اول کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مین صریح آچکا ہے کہ وہ معاذ کیواسطے نفل ہوتے تھے اور لوگون کیواسطے فرض ہوتی تھی اور پھر صحیح مسلم کے طریقون مین صریح موجود ہے کہ وہ حضرتؐ کیساتھ عشا پڑھکر آتے تھے اور جہان مین کون ایسا ذی شعور ہے کہ عشا سے سنت عشا کی یا نفل عشا کے سمجھے اور وہ کون ایسی لغت ہے اور کون ایسی اصطلاح ہے اور کون ایسی عرف ہے کہ اوسمین عشا کا اطلاق سنت یا نفل عشا پر بھی آیا ہو اور وہ کون ایسا عقلمند ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کیساتھ اپنے فرض ادا کرے اور نفل ادا کرے باوجودیکہ فرضون کی محافظت اور کامل کرنے کی نہایت ہی تاکید ہے کما مر اور نفلون کی کچھ بہت تاکید نہین اور نیز یہہ کس مذہب کا مسئلہ ہے کہ جس شخص نے ابھی اپنے فرض نہ پڑھے ہون وہ فرضون کی جماعت کی ہوتی ہوئے جماعت کی ساتھہ نفل شروع کر بیٹھے اور فرضون کو چھوڑ دے کے واسطے ذخیرہ رکھہ چھوڑے اور پھر اس کا یہ نفل جائز ہو جاوین بیشک انوکھا اور دوسری تاویل کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسپر اطلاع ہوگئی تھی اور آپ کو یہ حال معاذ کا معلوم تھا چنانچہ صحیح مسلم مین موجود کہ جب معاذ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی قوم مین جاکر نماز پڑھانے لگے تو سورہ بقرہ شروع کردی تب ایک شخص نے اپنی نماز توڑکر علیحدہ پڑھی اور حضرتؐ کے پاس آکر خبر دی اِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَکَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰی فَافْتَتَحَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ الحدیث یعنی ..... تحقیق معاذ رضؓ نے آپکے ساتھ عشا پڑھی پھر آیا اور سورہ بقرہ شروع کردی سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسپر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای معاذ کیا فتنہ اوٹھانیوالا ہے تو ای معاذ آخر حدیث تک دوسرا لفظ یہہ ہے صَلِّ بِهِمْ صَلٰوةَ اَخْفِهِمْ اب اس حدیث سے اس تاویل کے باطل ہونیمین کچھہ شک باقی نہین رہا اور اسیطرح نسخ کا دعوی بھی قطعًا باطل ہے جبتک کہ شرائط نسخ ثابت نہون جیسا کہ بیان اوسکا مسئلہ اول مین ہو چکا ہے حالانکہ یہان اسکا کوئی معارض بھی موجود نہین ہے پھر دعوی نسخ بنا فاسد علی الفاسد ہے اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث معاذ کی منسوخ ہے ساتھہ حدیث ابن عمر کے کہ ایک فرض کو ایک دن مین دو بار پڑھنا منع ہے تو جواب اس کا اولا یہہ ہے کہ یہ اوسوقت منع ہوگا جب

۱ یہہ حدیث صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۱۸۷ مین ہے ۱۲

۲ ورہان ہمیں بیان کیا ہے اسلم علیہ وسلم نے معاذ کو صلوۃ عشا مین قبل اصل صلوۃ عشا کے اور یہہ دلیل ہے اس بات پر کہ نفل پڑھنے والا کے پیچھے فرض پڑھنے والا کی صحیح ہے اور

قول بعمومکم اگر کم فرانا کا عموم اسپر صریح دلیل ہے اور صحابہ نے بھی اسی عموم سمجھا حالانکہ وہ اہل زبان تھے بس یہی عموم اسکو واسطے دلیل کافی ہے اور کوئی دلیل اس کی مخصص موجود نہین پس یہہ تاویل قطعاً باطل ہے **مسئلہ بازدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ و دیگر معتبر فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ فرض پڑہنے والا نفل پڑہنے والیکے پیچھے نماز پڑہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَلَا یَصِحُّ الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہمارے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَاْتِی قَوْمَہٗ فَیُصَلِّیْ بِھِمْ یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑہتے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اسی قوم مین آتے اور اونکو نماز پڑہاتے **دوسری حدیث** اوسی سے روایت ہے کَانَ مُعَاذٌ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی قَوْمِہٖ فَیُصَلِّیْ بِھِمُ الْعِشَاءَ وَھِیَ لَہٗ نَافِلَۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارَقُطْنِیِّ ھِیَ لَہٗ تَطَوُّعٌ وَلَھُمْ مَکْتُوْبَۃُ الْعِشَاءِ یعنی تھے معاذ نہ نماز پڑہتے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اپنی قوم کی طرف پہر جاتے اور اونکو نماز پڑہاتے اور وہ نماز اوس کو واسطے نفل ہوتی اور دار قطنی کی روایت مین ہے کہ یہہ نماز اوس کو واسطے نفل ہوتی اور مقتدیون کیواسطے فرض عشا کے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نماز خوف کے بیان مین فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی بِالطَّآئِفَۃِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَصَلّٰی بِکُلِّ طَآئِفَۃٍ رَکْعَتَیْنِ یعنی نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعتین اور پہر پڑہائی دوسری جماعت کو دو رکعتین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت نماز پڑہی اور ہر جماعت کو دو دو رکعت پڑہائی **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین یعنی معاذ کی حدیث مین دلیل ہے کہ فرض پڑہنے والے کی نماز نفل پڑہنے والے کے پیچھے جائز ہے اس لئے کہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نماز ساتھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑہ جاتے تھے پس اون کو فرض ہوتے تھے اور صحیح مسلم مین اور جگہہ صریح آچکی ہے اسی اور دوسری جگہہ اوسی مین لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نفل تھی اور اور لوگون کے فرض تھی اور ساتھہ حدیث خوف کے دلیل پکڑی ہے امام شافعی اور اون کے اصحاب نے کہ فرض پڑہنے پہر دوسری دفعہ اپنی قوم کو جاکر نماز پڑہاتے تھے اور وہ اوس کیواسطے نفل ہو جاتے تھے اور اون

جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ سجدہ مین دونون ہاتھون اور گھٹنون کا زمین پر رکھنا واجب نہین ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے[۱] وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ سُنَّةٌ عِنْدَنَا لِتَحَقُّقِ السُّجُوْدِ دُوْنَهُمَا یعنی رکھنا دونون ہاتھون اور گھٹنون کا سنت ہونزدیک ہمارے واسطے ثابت ہوجانے سجدہ کے سوا اوس کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[۲] اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہون مین یہہ کہ سجدہ کرون سات ہڈیون پر پیشانی پر اور دونون ہاتھون پر اور دونون گھٹنون پر اور پاؤن کی انگلیون کے اوپر اور یہ کہ نہ جمع کرون مین کپڑون کو اور نہ بالون کو انتہی **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ساتون عضوون پر سجدہ کرنا واجب ہے بغیر اس کے نماز نہین ہوتی ہے اور حنفیہ پاؤن کو زمین پر رکھنا جو فرض کہتے ہین تو اسی حدیث کی دلیل سے کہتے ہین کہ اس مین امر کا لفظ آگیا ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور ہاتھون اور گھٹنون کو زمین پر رکھنا واجب نہین کہتے حالانکہ یہان بھی وہی حدیث ہے اور وہی امر ہے اسی ایک ہی حدیث سے ایک عضو کے رکھنے کو فرض کہنا اور دوسرے کو فرض نہ کہنا کسی طرح سے ممکن نہین ہے اگر فرض ہونگے تو سبھی عضا ہونگے اور نہین ہونگے تو کل ہی نہین ہونگے **مسئلہ سیزدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز مین بھول کر کلام کرلے تو اوس کی نماز باطل ہوجاتی ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے[۳] وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ صَلٰوتِهٖ عَامِدًا اَوْ سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ بخاری[۴] اور مسلم مین ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا اُقْصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي

[۱] عبارت ہدایہ کی اور اسکے ترجمہ کی صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۰ سے ۱۲ تک مین ہے

[۲] حدیث کی صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۳ سے ۱۵ تک مین ہے

[۳] عبارت ہدایہ کی اور اسکے ترجمہ کی صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۶ سے ۱۸ تک مین ہے

[۴] حدیث کی صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۹ سے ۲۱ تک مین ہے

کوئی اپنی دوسری نماز کو فرض سمجھ کر پڑھے اور جب اوسکو نفل سمجھکر پڑھیگا تو اوس کی نفل اس حدیث ابن عمر سے نہین ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اوس مین فرضی نماز کی ممانعت ہے نفلی کی نہین ہے اور خصم بھی نفلی کو جائز کہتا ہے ثانیاً دعوی نسخ باطل ہے ساتھہ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہین اور نیز تاخر نا سخ کا ثابت نہین ہوتا ہے پھر نسخ کیسے ثابت ہوسکتا ہے بلکہ یہہ دعوی برعکس ہوسکتا ہے اس لیے کہ حدیث معاذ سے اوس کی مداومت ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ یہان مضارع کان کے بعد واقع ہوا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے پس دعوی نسخ باطل ہوا ثالثاً ابن عمر رض سے خود ثابت ہے کہ اونھون نے ایک شخص کو دوبارہ جماعت کے ساتھہ فرض پڑھنے کی اجازت دی چنانچہ مشکوۃ مین یہہ حدیث موجود ہے پس ابن عمر کی حدیث نہی سے استدلال کرنا باطل ہے بلکہ احتمال ہے کہ یہہ حدیث جواز کی متاخر ہو پس یہہ ناسخ ہوگی واسطے اوس حدیث کے جو نہی مین وارد ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا رابعاً حنفیہ ابن عمر رض کی حدیث نہی کو خود محمول کرتے ہین اوس شخص کے حق مین جو پہلے جماعت کے ساتھہ فرض پڑھ چکا ہو اور اگر پہلی بار اکیلے پڑھی ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھہ پڑھنے کو حنفیہ بھی جائز رکھتے ہین پس جب حنفیہ خود دوبارہ جماعت کے ساتھہ فرض پڑھنے کو جائز رکھتے ہین تو پھر دعوی نسخ اپنے نفس ناپاک کی تکذیب ہے اور اپنے قول پر بول ہوا اور پہلی نماز کے نفل ہونے کو ہم پہلے باطل کر چکے ہین اور دونون نمازون کی جماعت کے ساتھہ پڑھنے کو نفل کہنا بھی محض مہمل بات ہے اس لیے کہ جماعت کے ساتھہ تو ایک نماز پڑھنی سے بھی ستائیس نمازون کا ثواب ملتا ہے پھر دوسری جماعت کے ساتھہ ثواب معلق کرنیکا کیا معنے اور دونون کو نفل کہنے کا کیا مطلب غرض کہ یہہ تاویلات سب کے سب باطل ہین اور ظاہر حدیث کے سراسر مخالف ہین اسی وجہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَكُلُّ هٰذِهِ التَّاوِيلَاتِ دَعَاوِيَ لَا أَصْلَ لَهَا فَلَا يُتْرَكُ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ بِهَا یعنی یہہ کل تاویلات محض دعوی ہین ان کی کچھہ اصل نہین پس ظاہر حدیث کا اسکی وجہ سے ترک نہین کیا جاویگا انتہی اور امام شوکانی نے سیل الاوطار مین لکھا ہے وَرُدَّ بِأَنَّ النَّهْيَ عَنْ فِعْلِ الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُمَا فَرِيضَةٌ فِي كُلِّ مَرَّةٍ كَمَا جَزَمَ بِذَلِكَ الْبَيْهَقِيُّ جَمْعًا بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ قَالَ فِي الْفَتْحِ بَلْ لَوْ قَالَ قَائِلٌ إِنَّ هٰذَا النَّهْيَ مَنْسُوخٌ بِحَدِيثِ مُعَاذٍ لَمْ يَكُنْ بَعِيدًا وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا الحديث وَكَانَ ذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي أَوَاخِرِ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انتہی **مسئلہ دوازدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے

کے ساتھ ثابت کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ اور دوسری جگہ امام نووی نے لکھا ہے اَمَّا التَّاسِعُ فَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُہٗ بِالْکَلَامِ الْقَلِیْلِ عِنْدَنَا وَبِہٖ قَالَ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْہُوْرُ وَدَلِیْلُنَا حَدِیْثُ ذُوالْیَدَیْنِ **مسئلہ چہاردہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کا یہ ہے جو کہ مرقات وغیرہا وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز میں تین قدم پے در پے چلنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس لئے کہ عمل کثیر ہے ھٰذَا اِذَا لَمْ یُحْتَجْ اِلَی الْمَشْیِ الْکَثِیْرِ کَثَلٰثِ خُطُوَاتٍ مُتَوَالِیَاتٍ **فائدہ** عمل کثیر اسکو کہتے ہیں جسکو غیر آدمی دیکھکر یہہ خیال کرے کہ یہہ شخص نماز میں نہیں ہے اور یہہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثوں کے.....

پہلی حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ نَفَرًا جَاءُوْا اِلٰی سَہْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِی الْمِنْبَرِ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ وَمَنْ عَمِلَہٗ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ یَوْمٍ جَلَسَ عَلَیْہِ قَالَ فَقُلْتُ لَہٗ یَا اَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی امْرَاَۃٍ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ اِنَّہٗ لَیُسَمِّیْھَا یَوْمَئِذٍ اُنْظُرِیْ غُلَامَکِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَکُلِّمُ النَّاسَ عَلَیْھَا فَعَمِلَ ھٰذِہِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوُضِعَتْ ھٰذَا الْمَوْضِعَ فَمِنْ ثَمَّ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَیْہِ فَکَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ وَرَاءَہٗ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَھْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ فِیْ اَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ ھٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِیْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلٰوتِیْ یعنی چند آدمی جھگڑا کرتے ہوئے اس بات میں کہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس لکڑی سے بنا ہوا تھا سہل بن سعد کے پاس آئے سو اوس نے کہا کہ تحقیق میں البتہ پہچانتا ہوں جس لکڑی سے منبر بنا تھا اور جس شخص نے اوسکو بنایا تھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اول اُس دن جس میں آپ منبر پر بیٹھے تھے سو میں نے کہا ای ابا عباس پس بیان کر ہمسے سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو ایک عورت کی طرف بھیجا ابو حازم کہا نے کہ سہل اوس دن اوس کا نام لیتے تھے کہ اپنے غلام کو تو کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنائے جنپر میں بیٹھکر لوگوں سے کلام کروں سو بنا اوس نے یہہ تین درجے منبر کے پھر

القوم ابو بکر و عمر فهابا ان یکلماه وفی القوم رجل فی یدیه طول فقال له ذو الیدین یا رسول الله انسیت ام قصرت الصلوٰة فقال لم انس ولم تقصر فقال اما کما یقول ذو الیدین فقالوا نعم فتقدم فصلی ما ترک ثم سلم الحدیث

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑہائی ہمکو رسول اللہ صلعم نے ایک نماز زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ابن سیرین (راوی) نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اوسکو نام رکہا تہا ولیکن مین اوسکو بہول گیا ہون اوس نے کہا کہ پس آپنے ہمکو دو رکعت نماز پڑہائی پہر آپنے سلام پہیر دی پہر آپ ایک لکڑی کی طرف کہڑی ہوئی جو مسجد مین رکہی ہوئی تہی پس آپنے اُسپر تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے مین تہے اور آپنے اپنے داہنے ہاتہہ کو اپنے بائین پر رکہا اور اپنی ہاتہون کی انگلیون کو آپسمین ڈالا اور اپنے داہنے رخسارے کو اپنی بائین ہاتہہ کی ہتہیلی پر رکہا اور جلد باز قوم کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو اونہون نے کہا کہ کیا نماز چہوٹی کر دی گئی ہے ..... اور قوم مین حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تہے پس خوف کیا اونہون نے اسے کہ کلام کرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قوم مین ایک مرد تہا لمبے ہاتہ اوسکا اوسکو لوگ ذوالیدین کہتے تہے اوس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے ہو یا کہ نماز چہوٹی کی گئی ہے سو آپنے فرمایا کہ نہ مین بہولا ہون اور نہ نماز چہوٹی کی گئی ہے پہر آپنے لوگون سے پوچہا کہ ایسے ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے لوگون نے عرض کی کہ ہان سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑہے ..... یعنی نماز کہولے پس آپنے نماز پڑہی جو چہوڑی تہی پہر سلام کہی آخر حدیث تک یعنی جب کہ نماز دو رکعت ابہی باقی رہی تہی تو سب لوگ نماز کے اندر تہے اور یہہ سب کلام حضرتؐ اور صحابہ کی نماز کے اندر واقع ہوئی بہول کر اس خیال سے کہ ہم نماز مین نہین ہین **فائدہ** امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ حدیث ذوالیدین سے ایک یہ فائدہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین بہول کر کلام کرنے سے نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علماء سلف اور خلف کے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر اور عروہ اور عطا اور حسن اور شعبی اور قتادہ اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور تمام محدثین راضی ہو اللہ اون سے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ یہہ حدیث منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ حدیث منسوخ نہین ہے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس کا منسوخ نہونا بڑی بسط و تفصیل

اسپر کہ عمل کثیر اور کئی قدم چلنا جب نماز مین بھول کی ہو جاوے تو اوسکو باطل نہین کرتا ہے جیسے کہ بھول
کر کلام کرنے سے نماز باطل نہین ہوتی ہو اور اس مسئلہ مین ہمارے اصحاب کیواسطے دو وجہین ہین
زیادہ صحیح اون مین یہہ ہے کہ نماز باطل نہین ہوتی ہو واسطے اس حدیث کے اس لیے کہ صحیح مسلم مین
ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کی طرف چلے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکلے اور ایک
روایت مین ہے کہ آپ حجرہ مین داخل ہوئے پھر نکلے اور سب لوگ پھرے اور اپنی نماز پر بنا کی
اور دوسری وجہ مشہور مذہب مین یہہ ہے کہ نماز اس کی باطل ہو جاتی ہے اور یہ مشکل ہے اور تاویل
اس حدیث کی دشوار ہے اُس شخص پر جو اس صورت مین نماز کو باطل کرتا ہے انتہی دیکھو انصاف
اسی کا نام ہے باوجودیکہ یہہ مسئلہ امام نووی کے مذہب کا مخالف تھا پھر بھی صاف کہدیا کہ اس حدیث
کوئی تاویل نہین ہو سکتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ
یہہ قدم پے در پے نہین تھے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ عائشہ کی حدیث اور ذوالیدین کی حدیث
مین تو یہہ تاویل ممکن نہین ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیواسطے جو دروازہ کھولنے کو
حضرت چلے تھے تو وہان آکر کھڑے نہین ہو رہے تھے بلکہ فی الفور پلٹ کر چلے گئے تھے اور سہل بن
سعد کی حدیث مین بھی یہ تاویل نہین ہو سکتی ہے اس لیے کہ منبر کے تین درجے تھے وہ بھی آپ اترے
اور پھر جب آپنے منبر کی جڑہ مین سجدہ کیا تو دو قدم اور بھی منبر سے اوتر کر چلے ہونگے ورنہ منبر کی
جڑہ مین سجدہ کیسے ہو سکوگا اور ذوالیدین کی حدیث مین تو یہ تاویل ممکن ہی نہین ہے جیسے کہ امام
نووی نے فرمایا ہے وہو الحق الذی لا یحول الوہم حولہ **مسئلہ پانزدہم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ سب سے اول زیادہ
تر لائق امامت کے وہ شخص ہے جو سنت کو زیادہ تر جانتا ہو عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَاَوْلَی النَّاسِ
بِالْاِمَامَۃِ اَعْلَمُہُمْ بِالسُّنَّۃِ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو
حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ابی مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ
بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ
سِنًّا وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سو کہا گیا پس وہ غابہ کی جاہو کی لکڑی سے ہے اور تحقیق دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اُس پر کھڑے ہوئے سو اپنے تکبیر کہی اور تکبیر کہی لوگوں نے پیچھے آپ کے اور حضرت منبر پر بہت پھرا و ٹھایا (یعنی سر کو رکوع سے) پس اوترے اور چلے پیچھے کی طرف یہانتک کہ سجدہ کیا آپ نے منبر کی جڑہ میں پھر اسی طرح لوٹا یا یہانتک کہ اپنی آخر نماز سے فارغ ہوئے پھر حضرت لوگوں پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے یہ نماز اسواسطے پڑھی ہے تاکہ تم میری نماز کا طریقہ جان لو اور میری تابعداری کرو **دوسری حدیث** ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَیْہِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِیْ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مُصَلَّاہُ وَذَکَرَتْ اَنَّ الْبَابَ کَانَ فِی الْقِبْلَۃِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھتے اور دروازہ آپ پر بند ہوا ہوا تھا سو میں آئی اور طلب کی میں نے دروازہ کھولنے کی سو حضرت چلے اور دروازہ کو کھولا پھر اپنی نماز پڑھنے کی جگہہ میں پھر گئے اور عائشہ نے ذکر کیا کہ دروازہ قبلے کی طرف تھا **تیسری حدیث** ذوالیدین کی ہے جو مسئلہ سیزدہم میں گذر چکی ہے **فائدہ** ان حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمل کثیر کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ حضرت کا کئی بار منبر سے اوترنا اور چڑہنا فعل کثیر ہے اور اسی طرح حضرت کا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیواسطے چل کر دروازہ کھولنا اور پھر اپنی جگہہ پر پلٹ کر چلے جانا عمل کثیر ہے اور اسی طرح ذوالیدین کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذع لکڑی کیطرف چلے جانا اور لوگوں کا مسجد سے نکل جانا اور پھر آکر نماز کو اوسی پر بنا کرنا عمل کثیر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حجرہ میں گئے پھر نکلے حالانکہ ان سب صورتوں میں سب کے نماز صحیح ہوگئی کسی کی نماز بھی فاسد نہوئی اسی وجہ سے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْعَمَلَ الْکَثِیْرَ وَالْخُطُوَاتِ اِذَا کَانَتْ فِی الصَّلٰوۃِ سَھْوًا لَا تُبْطِلُھَا کَمَا لَا تُبْطِلُھَا الْکَلَامُ سَھْوًا وَفِیْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ وَجْھَانِ لِاَصْحَابِنَا اَصَحُّھُمَا لَا یُبْطِلُھَا لِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَاِنَّہٗ ثَبَتَ فِیْ مُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَشٰی اِلَی الْجِذْعِ وَخَرَجَ السِّرْحَانُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ دَخَلَ الْحُجْرَۃَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَجَعَ النَّاسُ وَبَنٰی عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَالْوَجْہُ الثَّانِیْ وَھُوَ الْمَشْھُوْرُ فِی الْمَذْھَبِ اَنَّ الصَّلٰوۃَ تَبْطُلُ بِذٰلِکَ وَھٰذَا مُشْکِلٌ وَتَاْوِیْلُ الْحَدِیْثِ صَعْبٌ عَلٰی مَنْ اَبْطَلَھَا یعنی اس حدیث ذوالیدین میں دلیل ہے

امام اعظم کا یہ سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابوداؤد اور ترمذی مین طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوٰۃ فلینصرف فلیتوضأ ولیعد الصلوٰۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیوضو ہووے ایک تمہارا نماز مین تو چاہئے کہ پہر جاوے یعنی نماز کو چہوڑ دے اور چاہئے کہ وضو کرے اور جاہے کہ اعادہ کرے نماز کو **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین جس کا وضو ٹوٹ جاوے وہ اپنی نماز کو نئے سرے سے پہر پڑہے اور ابتدا سے اوس کا اعادہ کرے جو نماز پہلے پڑہ چکا تہا اوس کا کچہہ اعتبار نہین ہے

مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ نماز مین ہاتہہ کے اشارہ سے بہی سلام کا جواب نہ دے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے ولا یرد السلام بلسانہ ولا بیدہ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اون دو حدیثون کے

پہلی حدیث ترمذی اور نسائی مین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال قلت لبلال کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرد علیہم حین کانوا یسلمون علیہ وہو فی الصلوٰۃ قال کان یشیر بیدہ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے بلال کو کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مین ہوتے ہوئے لوگ باہر سے آکر سلام کہتے تہے تو آپ اون کو سلام کا جواب کس طرح دیتے تہے اوس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتہہ سے اشارہ کرتے تہے یعنی ہاتہہ سے سلام کا جواب لوگون کو دیتے تہے

دوسری حدیث موطا امام مالک مین نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال ان عبید اللہ ابن عمر مر علی رجل وہو یصلی فسلم علیہ فرد الرجل سلاما فمر عبید اللہ بن عمر فقال لہ اذا سلم علی احدکم وہو یصلی فلا یتکلم ولیشر بیدہ یعنی تحقیق عبید اللہ بن عمر ایک مرد پر گذرے اور حالانکہ وہ نماز پڑہ رہا تہا سو عبید اللہ بن عمر نے اوس پر سلام کہی سو جواب دیا اوس مرد نے ساتہہ کلام کے پس عبید اللہ بن عمر اوس کی طرف پہرے اور اوسکو کہا کہ جب تمہارے ایک پر سلام کہی جاوے اور وہ نماز پڑہتا ہو پس نہ کلام کرے اور چاہئے کہ اپنے ہاتہہ سے اشارہ کرے

فائدہ ان دو حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر نماز پڑہتے ہوئے آدمی کو کوئی شخص باہر سے آکر سلام کہے تو اپنے ہاتہہ کے اشارہ سے سلام کا جواب دیدے

اور جو حدیث کہ حنفیہ جواز مین پیش کرتے ہین وہ ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکہا ہے

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کرائی قوم کی وہ شخص جو قرآن کو زیادہ پڑھا جانتا ہو پس اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جو سب سے سنت کا زیادہ عالم ہو پس اگر سنت میں برابر ہوں تو سب سے پہلے ہجرت والا اور اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے زیادہ ہو اور نہ امامت کرائے کوئی مرد کسی مرد کی اوس کے مکان میں اور نہ بیٹھے اوسکی نشست گاہ میں مگر ساتھ اذن اوس کے **دوسری حدیث** اوسی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانوا ثلثۃ فلیؤمھم احدھم واحقھم بالامامۃ اقرأھم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تین آدمی ہوں تو ایک اون کی امامت کرائے اور زیادہ تر حقدار امامت کا وہ ہے جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سب سے زیادہ لائق امامت کے وہ شخص ہے جو قرآن کی قرأت اچھی طرح پڑھ سکے عمدہ قاری کی ہوتے ہوئے امامت سنت زیادہ تر جاننے والے کا نہیں ہے **مسئلہ شانزدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ غلام کی امامت مکروہ ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے ویکرہ تقدیم العبد اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثوں کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال لما قدم المھاجرون الاولون المدینۃ کان یؤمھم سالم مولی ابی حذیفۃ وفیھم عمر وابو سلمۃ ابن عبد الاسد یعنی جب پہلے مہاجرین مدینہ میں آئے تو امامت کرواتا تھا اون کی سالم غلام ابی حذیفہ کا اور اون میں عمر اور ابو سلمہ بھی موجود تھے **دوسری حدیث** مسند امام شافعی میں ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے انھم کانوا یأتون عائشۃ فیؤمھم ابو عمرو مولی عائشۃ وابو عمرو غلامھا حینئذ لم یعتق وناس کثیر فیھم ابن عمر وابن عباس والمسور بن مخرمۃ **فائدہ** اندوختہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے **مسئلہ ہفدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ومن احدث فی رکوعہ او سجودہ فوضأ وبنی اور جو شخص کہ بیوضو ہوا رکوع میں یا سجود میں تو وضو کرے اور بنا کرے یعنی ایک شخص نے مسافر کی چار فرضوں میں سے دو پڑھے تھے تو اوسکا وضو ٹوٹ گیا تو اب وہ شخص وضو کرکے جہاں سے نماز چھوڑی تھی اوسی جگہ سے آکر شروع کرے اور جو دو رکعت اوس کی باقی رہ گئی تھی فقط وہی ادا کرے اور یہ مذہب

یہانتک کہ آپ نے سورہ کو ختم کیا پھر آپ ایک مشک کی طرف کھڑے ہوئے سو کھولا سر بند اوس کا
پھر پانی کو ایک لگن مین ڈالا پھر سوت اچھی طرح وضو کیا درمیانہ نہ زیادہ کیا پانی کو اور پہونچایا
طرف اعضا کی سو آپ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی پس مین کھڑا ہوا اور وضو کیا اور آپ کی بائین طرف
کھڑا ہو گیا سو آپ نے میرے کان کو پکڑا اور مجھکو پھیر کر اپنے داہنے طرف کیا پس تمام ہوئی نماز آپ
کی تیرہ رکعت پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہانتک کہ کھرائی لینے لگے پس خبر دی آپ کو بلال نے
سو آپنے نماز پڑھی یعنی صبح کی اور وضو نکیا آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا اور مہینے مین بھی وتر جماعت کے ساتھ پڑھنے جائز ہین اس لئے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کے ساتھ وترون کی جماعت کرائی غیر رمضان مین **علاوہ** ازین
فضیلت جماعت کی باب مین جو احادیث وارد ہوئی ہین کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلی نماز پڑھنے
سے ستائیس حصہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اون کا عموم بھی اسپر دلالت کرتا ہے کہ وترون کی جماعت
غیر رمضان مین بھی جائز ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ کا مخالف حدیث
کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے[۱] ولو خطب ناعدا او علی غیر طہارۃ اجزاہ
یعنی اگر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ بیٹھکر پڑھے یا بیوضو پڑھے تو جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظمؒ کا ہے
و امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت[۲] ہے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب قائما ثم
یجلس ثم یقوم فیخطب قائما فمن نبأک انہ کان یخطب جالسا فقد کذب فقد
واللہ صلیت معہ اکثر من الفی صلوۃ یعنی اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر
خطبہ پڑھتے تھے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہو جاتے پھر خطبہ پڑھتے کھڑے ہوکر پس جو خبر دے تجھکو کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیٹھکر پڑھتے تھے تو تحقیق اوس نے جھوٹ کہا پس تحقیق قسم ہے اللہ کی مین نے
آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے **دوسری حدیث** اوسی مین کعب بن عجرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت[۳] ہے انہ دخل المسجد وعبد الرحمن بن ام الحکم یخطب قاعدا
فقال انظروا الی ھذا الخبیث یخطب قاعدا وقد قال اللہ تعالی واذا رأوا تجارۃ
او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما یعنی تحقیق وہ مسجد مین داخل ہوا اور

[۱] عبارت ہدایہ کی یہ ہے مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۴۲ سطر ۱۲

[۲] حدیث جابر بن سمرہ کے باب الخطبۃ و الصلوۃ مین ہے ۱۲

[۳] کعب بن عجرہ کی حدیث کے باب الخطبۃ و الصلوۃ مین ہے ۱۲

[۴] عبد الرحمن بن ام الحکم تابعی ہیں عدل اہل العلم من علماء التابعین و ہو من اصاغر التابعین ۱۲ منتہی الخلاصہ ۱۲ سطر ۱۲

اور زبان سے نہ بولے **تنبیہ** اگر کوئی شخص ہمارے تقلید پر یہ اعتراض کرے کہ یہ حکم ابتداء اسلام
مین تھا پھر بعد کو جب کلام کرنا نماز مین منسوخ ہوا تو یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا **سو جواب** اس کا یہ ہے
کہ دعوی نسخ بالکل مردود ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کی جو اول مسئلہ کے بیان مین مذکور ہوچکے ہین یہان
پائے نہین جاتے ہین **اور** نیز نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے نہ اشارہ کرنا ہاتھ سے اشارہ کی
ممانعت کسی حدیث مین صریح موجود نہین ہے اور نسخ کلام نسخ اشارہ کو مستلزم نہین ہے **اور**
نیز عبداللہ ابن عمر رض کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے ہاتھ
سے اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینا منسوخ نہین ہوا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسخ
کلام کی بعد اشارہ سے سلام کا جواب دینا صحابہ مین جاری تھا **مسئلہ نوزدہم** اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا
یُصَلِّی الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِی غَیْرِ رَمَضَانَ یعنی مہینے رمضان کے سوا اور تمام برس مین جماعت کے ساتھ
وتر نہ پڑھے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے **قَالَ** بِتُّ عِنْدَ خَالَتِی مَیْمُونَةَ لَیْلَةً وَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً
ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَی السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِی خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَآیَاتٍ لِأُولِی الْأَلْبَابِ حَتَّی خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ
إِلَی الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِی الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا حَسَنًا بَیْنَ الْوُضُوءَیْنِ
لَمْ یُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلَّی فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِی فَأَدَارَنِی
عَنْ یَمِینِهِ فَتَمَّتْ صَلٰوتُهُ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّی نَفَخَ فَأَذَنَهُ بِلَالٌ
بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ الحدیث یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ کی پاس
ایک رات گذاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اون کی پاس تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
اہل کے ساتھ ایک ساعت بات کرتے رہے پھر آپ سو گئے پس جب کہ آخر رات کا تیسرا حصہ رہا یا بعض
اوس کا اوٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی پس پڑھا اس آیت کو تحقیق آسمان اور زمین کے
پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آنے جانے مین البتہ نشانیان ہین واسطے عقل والون کے

جمعہ کے دن دو خطبے پڑھے جاوین اس لئے کہ حضرت دو خطبے پڑہتے تھے اور امام شافعی کہتے ہین کہ جمعہ دو
دو خطبون کے سوا جائز نہین اور صاحبین کہتے ہین کہ سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا اوسکو کوئی خطبہ نہین
کہتا ہے تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو یہہ آیت سند لاتے ہین فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کہتے ہین اس مین
مطلق ذکر اللہ ہے تہوڑا ہو یا بہت ہو **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ آیت مجمل ہی اور فعل پیغمبر کا اُسکا
مفسر ہے پس مراد اس سے وہی خطبہ طویل ہے جو ذکر اللہ اور تشہد اور درود اور وعظ وغیرہ کو شامل
ہو **اور** نیز جب یہہ آیت اوتری اوس نے اس سے یہ بات نہین سمجھی اور کبھی ایسا خطبہ نہین پڑہا جسکو
امام نے جائز رکھا ہے بلکہ ہمیشہ خطبہ طویل پڑہتے رہے پس معلوم ہوا کہ رسول نے اس آیت کو نہین سمجھا
امام اعظم نے سمجھا **اور** نیز اس ذکر اللہ مین جمعہ کی نماز بھی داخل ہے بلکہ اصل مراد وہی نماز ہے پس
اس سے لازم آویگا کہ نماز ہی فقط الحمد للہ یا سبحان اللہ کہنے سے ادا ہو جاوے اور فقط اتنا ہی ذکر
اللہ نماز کی جگہہ کافی ہو جاوے پس وضو کیا اور مسجد مین آکر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا پس اسی مین
نماز ادا ہو چکی پس گہر کو روانہ ہوئے حالانکہ یہ بات کتاب وسنت واجماع امت باطل ہے پس
ذکر اللہ سے فقط سبحان اللہ وغیرہ مراد اور کہنا بھی قطعاً باطل ہوا **مسئلہ بست و دوم** اور ایک
مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ جمعہ کے دن
جب امام خطبہ پڑہتا ہو تو اوسوقت تحیۃ مسجد پڑہنی جائز نہین ہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ سُلَیْکُ الْغَطَفَانِیُّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَہٗ یَا سُلَیْکُ قُمْ فَارْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا ثُمَّ قَالَ اِذَا
جَاءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا یعنی سلیک غطفانی
جمعہ کے دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تھے سو وہ بیٹہہ گیا پس حضرت نے فرمایا
ای سلیک کہڑا ہو اور دو رکعت ہلکی پڑہہ لیوے پہر فرمایا جب آوے کوئی تمین سے جمعہ کے دن اور امام
خطبہ پڑہتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتین ہلکی پڑہہ لیوے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکہا ہے کہ یہ تمام حدیثین صریح دلیل مین واسطے مذہب شافعی اور احمد اور اسحاق اور فقہا محدثین
کے اس بات مین کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو مستحب ہے

عبدالرحمن بن ام حکم بیٹھہ کر خطبہ پڑھ رہا تھا سو اوس نے کہا کہ اس خبیث کی طرف دیکھو بیٹھہ کر خطبہ پڑھ رہا ہے اور حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جب دیکھتے ہین کسی تجارت کو یا کھیل کو چلے جاتے ہین اوس کی اور چھوڑ دیتے ہین تجھکو کھڑے ہوئے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھکر خطبہ پڑھنا کافی نہین ہے ورنہ کعب بن عجرہ اوس خطیب کو خبیث نہ کہتے یا حضرت ہی کبھی بیٹھکر پڑھتے خاصکر اخیر عمر مین جبکہ نقلون کو اکثر اوقات بیٹھکر پڑھا کرتے تھے پس خطبہ بیٹھکر پڑھنا مخالف فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین و من بعدھم کے ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور اکثرون کے کہ خطبہ جمعہ کا نہین صحیح ہے بیٹھکر اُسکو جو طاقت قیام کی رکھتا ہو اور نہین صحیح ہے مگر ساتھ دو خطبون کے کہا قاضی نے کہ عام علما کا مذہب یہہ ہے کہ جمعہ بغیر دو خطبہ کے صحیح نہین ہوتا ہے اور ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے اجماع علما کی اسپات پر کہ جو شخص کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو اوس کو بیٹھکر خطبہ پڑھنا جائز نہین ہے

مسئلہ بست و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جمعہ کے دن منبر پر کھڑا ہوکر اگر فقط ذکر اللہ یعنی سبحان اللہ یا اللہ اکبر خطبہ کی جگہہ کہہ لیوے تو بس کافی اور جائز ہے دو خطبہ پڑھنے کی کچھہ حاجت نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ بَیْنَہُمَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیُذَکِّرُ النَّاسَ فَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُہٗ قَصْدًا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے دو خطبے تھے اون کی درمیان آپ بیٹھتے تھے خطبون مین قرآن پڑھتے تھے اور لوگون کو وعظ فرماتے تھے پس آپکے نماز درمیانہ تھی اور آپکا خطبہ بھی درمیانہ تھا **دوسری حدیث** ابوداؤد مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ کَانَ یَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَجْلِسُ فَلَا یَتَکَلَّمُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے جب منبر چڑھتے تھے تو بیٹھہ جاتے تھے یہانتک کہ موذن فارغ ہوتا اذان سے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے پھر بیٹھہ جاتے اور نہ کلام کرتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ

عہ مضمون صحیح مسلم ج ۱ کے صفحہ ۲۸۲ مین ہے ۱۲

کیا فائدہ اور کیا حاصل ہے اگر ارادہ خطبہ کیوقت نماز پڑھنی امام صاحب کے نزدیک جائز ہوتی تو یہ تاویل کچھ مفید ہوتی واذلیس فلیس پھر باوجود ان تمام وجوہات کے ایسا کون عاقل ہے کہ ان تاویلات فاسدہ سے ظاہر حدیث کو چھوڑ دے اور ایسا کون ذی شعور ہے کہ یخطب کا معنے ارادہ خطبہ پڑھنے کا کرے

مسئلہ بست وسوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیُصَلِّی الْاِمَامُ بِالنَّاسِ رَکْعَتَیْنِ یُکَبِّرُ فِی الْاُوْلٰی لِلْاِفْتِتَاحِ وَثَلٰثًا بَعْدَهَا ثُمَّ سَتَدِلُّ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثَلٰثًا بَعْدَهَا یعنی عید کی نماز پڑھانی امام لوگون کو دو رکعت تکبیر کہے پہلی رکعت مین واسطے شروع کرنے نماز کے اور تین تکبیرین بعد اوس کے پھر دوسری رکعت مین قرات پڑھے پھر بعد اوس کے تین تکبیرین کہے یہ رو مسئلے ہین پہلا مسئلہ تین تکبیر کا دوسرا مسئلہ دوسری رکعت مین قرات سے بعد تکبیر کہنے کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کے یہہ دونون مسئلے مخالف ہین ان دو حدیثون کے

پہلی حدیث ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ مین کثیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے وہ اوس کے دادا سے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ فِی الْعِیْدَیْنِ فِی الْاُوْلٰی سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِی الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونون عیدون مین اول رکعت مین قرات سے پہلے سات تکبیرین کہتے تھے اور دوسری رکعت مین قرات سے پہلے پانچ تکبیرین کہتے تھے

دوسری حدیث مسند امام شافعی مین جعفر بن محمد سے مرسل روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ کَبَّرُوْا فِی الْعِیْدَیْنِ وَاَرَاهُ اسْتَسْقٰی سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دونون عیدون اور استسقا کی نماز مین سات اور پانچ تکبیرین کہین اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور قرات کو پکار کر پڑھا

فائدہ ان حدیثون سے صاف ثابت ہوا کہ پہلی رکعت مین سات تکبیرین ہین اور دوسری مین پانچ ہین اور یہہ بھی ثابت ہے کہ دونون رکعتون مین تکبیرین قرات سے پہلے ہین پس ثابت ہوا کہ امام اعظم کے یہ دونون مسئلے ان حدیثون کی مخالف ہین

تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث سے سند لاتے ہین جو ابوداؤد مین سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مینے ابوموسیٰ اور حذیفہ سے پوچھا

اوس کے واسطے دو رکعتین تحیۃ المسجد اور اون کے پڑھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے انہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کی یہ تاویلات کرتی ہین کہ یہہ قصہ کلام منع ہونے سے پہلے واقع ہوا ہے یا یہ قصہ اسی شخص کے ساتھہ خاص تہا یا ابہی آپ خطبہ مین شروع نہین ہوئے تہے یا یہہ خطبہ جمعہ کا نہین تہا **سو جواب** انکا یہہ ہے کہ پہلے دونون تاویلون کے باطل ہونے پر تو خود یہی حدیث صریح دلالت کرتی ہی اس لئے کہ اوس مین صاف عام طور سے ارشاد فرمادیا ہے کہ جب کوئی جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑھ لیوے **اور** تیسری تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ حدیث مین صریح موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تہے اگر خطبہ نہ پڑہتے ہوتے تو سلیک آکر بیٹہہ کیون جاتے بلکہ جمعہ کی سنت پڑہتے جو بالاتفاق پڑہی جاتی ہین اونکا آکر بیٹہہ جانا صریح دلیل ہی اسپر کہ حضرت خطبہ پڑہ رہے تھے ومع ذلک یہ تاویل ظاہر حدیث کے برخلاف ہی پس مردود ہوگی اور چوتہی تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ جابر کی حدیث مذکور مین صریح موجود ہے کہ وہ جمعہ کا دن تہا اور خطبہ بہی جمعہ کا تہا **اور** نیز جب عام طور سے ارشاد ہو چکا کہ جب کوئی جمعہ کے دن جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑہ لیوے تو پھر اس تاویل فاسد کا کہان ٹہکانا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول والامام یخطب مین یہ تاویل کرنا کہ مراد اوسے ارادہ خطبہ کا ہے نہ پڑہنا خطبہ کا یہہ تاویل بہی قطعًا باطل ہے اس لئے کہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہی اور جب کہ تاویل صحابی کی ظاہر حدیث کے مخالف قابل صحت نہین ہی تو پھر ایسے ویسے کٹ ملاؤن کی تاویل تو کس گنتی شمار مین ہوا اور جن احادیث مین خطبہ کے وقت عموماً چپ کرنے کا حکم آیا ہے اون حدیثون کی یہ حدیث جابر کی مخصص ہے اور یہ حکم تحیۃ المسجد خطبہ کیوقت مستحب ہونے کا عموم امر انصات سے مخصوص ہے ساتھہ اونہین وجوہات کے جو مسئلہ چہارم مین مذکور ہو چکے ہین **اور** نیز خطبہ کیوقت فوت شدہ نمازون کا پڑہنا حنفیون کے نزدیک جائز ہے اندریصورت ممانعت کی حدیثون کا عموم مخصص ہوگیا پس تخصیص اون کی بالاتفاق جائز ہوگی پھر باوجود اس کے یہ تاویل کسی جائز ہے **اور** نیز امام اعظم کے نزدیک تو مجرد خروج امام سے نماز پڑہنی منع ہو جاتی ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ مِنْ غَیْرٍ فَصْلٍ حالانکہ خطبہ کا ارادہ تو بعد خروج ہوتا ہے جب مؤذن اذان دے چکے پہر اس حدیث مین ارادہ کی تاویل کرنے سے

یعنی اوس نے کہا کہ کفن دے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون سفید خاص مین روئی سے نہین تہا اون مین کرتہ اور نہ عمامہ **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اسیطرح تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور جمہور علما نے وہ کہتے ہین مستحب یہہ ہے کہ کفن مین کرتہ اور دستار نہو اور یہی ٹہیک بات ہے جسکو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ عمامہ اور قمیص اون تین کپڑون مین سے نہین تہا بلکہ وہ تینون کے علاوہ تہا **سو** جواب اسکا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ لکہا ہے وَهٰذَا ضَعِيْفٌ فَلَمْ يَثْبُتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ قَمِيْصٍ وَّعِمَامَةٍ یعنی یہہ تاویل ضعیف ہے اس لئے کہ حضرتؐ کا قمیص اور عمامہ مین کفن دیا جانا ثابت نہین ہوا انتہی **مسئلہ بست و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ یعنی مستحب ہے روشن کرنا ساتہہ فجر کے یعنی صبح کی نماز اوسوقت پڑہے جب کہ آسمان روشن ہو جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چند حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہے نماز پڑہتے صبح کی پس پلٹ جاتین عورتین اپنی چادرون کو لپیٹی ہوئی نہین پہچانی جاتی تہین اندہیرے سے **دوسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَ وَالْعِشَاءَ اِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ یعنی محمد بن عمرو بن حسن بن علی کہتے ہین کہ ہمسے جابر بن عبداللہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال پوچہا اوس نے کہا کہ تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑہتے اول وقت سخت گرمی مین اور پڑہتے نماز عصر کی جب کہ آفتاب خوب روشن ہوتا اور مغرب کو جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور عشا کو جب آدمی بہت ہو جاتے تو جلدی پڑہتے اور جب آدمی کم ہوتے تو دیر کرتے اور پڑہتے نماز صبح کی اندہیرے مین **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالی عنہ

کہ حضرت دونون عیدون مین کس طرح تکبیر کہتے تھے ابوموسی نے کہا کہ چار تکبیرین کہتے جنازہ کی تکبیرون کی طرح حذیفہ نے کہا کہ اوس نے سچ کہا ہے **سو** جواب اسکا اس حدیث سے سات تکبیرین کہنے کے ممانعت نہین نکلتی ہے ورنہ کثیر بن عبداللہ اور جعفر بن محمد کے حدیث سے بہی تین کی ممانعت ثابت ہو جاوے گی پس تین تکبیرین کہنا بالکل ناجائز ہو جاویگا بلکہ اسسے فقط اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ کبہی تین بہی کبہی ہونگی سو اسکا ہم انکار نہین کرتے کبہی سات بہی کہہ لیوے اور کبہی تین بہی کہہ لیوے دونون ام جائز ہین ہم ستسات ہین کو جائز کہتا ہون اور دوسرے کو ناجائز یا مکروہ۔۔۔۔۔ ٹھہرا نا بیشک ان حدیثون کے مخالف ہے جو کثیر اور جعفر کی حدیث گذر چکی ہے **مسئلہ بست و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یُسَرِّحُ شَعْرَ الْمَیِّتِ وَلَا لِحْیَتَہٗ یعنی نہ شانہ پہیرا جاوے میت کے بالون کو اور نہ اوس کی ڈاڑہی کو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَ اِغْسِلْنَھَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا قَالَتْ اُمُّ عَطِیَّۃَ مَشَطْنَاھَا ثَلٰثَۃَ قُرُوْنٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہلانے والی عورتون کو فرمایا (جب آپ کی صاحبزادی زینب نے انتقال کیا) کہ اوس کے نہلانے مین طاق کر دو تین بار یا پانچ بار یا سات بار ام عطیہ نے کہا کہ ہمنے اوس کے بالون کو کنگہی سے صاف کر کے تین جگہہ گوندا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ میت کے بالون کو کنگہی کی جاوے اور گوندا جاوے اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور اسحاق اور امام احمد اور اوزاعی اور ظاہر بات یہہ ہے کہ یہ حضرت کے اذن سے کیا گیا ہے جیسے کہ اور سب غسل کے طریق مین حضرت سے اذن لیا گیا انتہی **مسئلہ بست و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ میت کو کفن مین کرتہ بہی دیا جاوے عبارت ہدایہ کی یہ ہے اَلسُّنَّۃُ اَنْ یُّکَفَّنَ الرَّجُلُ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ اِزَارٍ وَّقَمِیْصٍ وَّلِفَافَۃٍ یعنی سنت یہ ہے کہ کفن دیا جاوے مرد تین کپڑون مین تہ بند اور کرتہ اور لفافہ مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ

یہ عن ابی موسی ھو ابو عائشۃ ولا یعرف اسمہ ورواہ البیہقی من روایۃ مکحول عن رسول ابی موسی و حذیفۃ عنہما قال

التغلیس حتی مات ثم لم یعد الی ان یسفر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھے اور پھر ایک مرتبہ زردی مین پڑھی پھر بعد اوس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اندھیرے مین صبح کی نماز پڑھتی رہے یہانتک کہ آپنے استقال فرمایا اسفار مین پھر کبھی نہ پڑھی **آٹھوین حدیث** موطا امام مالک مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے عاملون اور ابی موسی اشعری کی طرف لکھ بھیجا ان صلوا الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ یعنی صبح کی نماز پڑھو اس حال مین کہ ستارے ظاہر اور آپس مین ملے ہوئے ہون **نانوین حدیث** موطا امام مالک مین ہے ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ صلی الصبح فقرأ فیہما بسورۃ البقرۃ فی الرکعتین کلتیہما یعنی تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی **دسوین حدیث** اوسی مین ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عن عمر انہ قرأ فیہا بسورۃ یوسف والحج قراءۃ بطیئۃ قیل لہ اذا لقد کان یقوم حین یطلع الفجر قال اجل یعنی تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ یوسف اور حج پڑھی بہت آرام کی قراءت سے **گیارہوین حدیث** محلی شرح موطا مین ہے وردی ابن ابی شیبہ کان الناس یغلسون الفجر من زمن عثمان ما یعرف بعضہم بعضا یعنی ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے مین لوگ فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھتے تھے ایک دوسرے کو کوئی پہچان نہین سکتا تھا **بارہوین حدیث** محلی مین ہے وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا یغلسون یعنی ابوموسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھا کرتے تھے **تیرہوین حدیث** صحیح بخاری مین عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے قال خرجت مع عبد اللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا فصلی الصلوتین کل صلوۃ وحدہا باذان واقامۃ والعشاء بینہما ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر یعنی مین عبد اللہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا سو ہم مزدلفہ مین آئے پس اُس نے دونون نمازین پڑھین ہر نماز تنہا ساتھ اذان اور اقامت کے اور عشا دونون کے درمیان پھر پڑھی نماز صبح کی جب کہ صبح نکلے بعضے کہتے تھے کہ صبح نکلی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ صبح نہین نکلی **چودہوین حدیث** موطا امام مالک مین فرانصہ

سے روایت ہے انّ نبیّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحّرا فلمّا فرغا من سحورھما قام نبیّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلّی فقلنا لانس کم کان بین فراغھما من سحورھما ودخولھما فی الصلوٰۃ قال قدر ما یقرأ الرجل خمسین اٰیۃ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کھائی پس جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی سو ہمنے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اون دونوں کی سحری سے فارغ ہونے مین اور نماز مین داخل ہونے مین کتنی دیر ہوئی اوس نے کہا کہ جتنی دیر مین آدمی پچاس آیتین پڑھ لیوے **چوتھی حدیث** صحیح بخاری مین ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انّہ سمع سھل ابن سعدٍ یقول کنت اتسحّر فی اھلی ثمّ یکون سرعۃ بی ان ادرک صلوٰۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اوس نے سنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے تھے مین سحری کھاتا تھا اپنے اہل مین پھر مجھکو جلدی ہوتی کہ مین فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤن **پانچوین حدیث** ابو داؤد مین ہے کان یصلّی الصبح وما یعرف احدٌ جلیسہ الذی کان یعرفہ فکان یقرأ فیھما بستّین الی مائۃ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے اور نہین پہچانتا تھا کوئی ہمسے اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو جسکو پہچانتا تہا پس تھے پڑہتے اوس مین ساٹھ آیتین سو آیت تک **چھٹوین حدیث** ابن ماجہ مین ہے حدّثنا مغیث بن سمیٍّ قال صلّیت مع عبد اللہ بن الزبیر الصبح بغلس فلمّا سلّم اقبلت علی ابن عمر فقلت ما ھذہ الصلوٰۃ قال ھذہ صلوٰتنا کانت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرٍ وعمر فلمّا طعن عمر اسفر بھا عثمان یعنی حدیث بیان کی ہمسے ابن سمی نے اوسنے کہا کہ مین نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑھی سو جب اوس نے سلام کہی تو مین ابن عمر کی طرف متوجہ ہوا مین نے کہا کہ یہہ نماز کیسی ہے اوس نے کہا کہ یہہ نماز ہماری وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہم پڑہا کرتے تھے سو جب عمر زخمی کیے گئے تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشن کرکے صبح پڑہی **ساتوین حدیث** ابو داؤد مین ہے انّہ صلّی اللہ علیہ وسلم صلّی الصبح مرّۃً بغلس ثمّ صلّی مرّۃً اخری فاسفر بھا ثمّ کانت صلوٰتہ بعد ذلک

---

۵ یہ حدیث شکوہ کے باب الصلوٰۃ مین بحوالہ ابو داؤد و ابن ماجہ کے قریب لفظ معنی کے لکھی ہے ۱۲ منہ

۶ صحیح بخاری و صحیح مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ کی قریب لفظ معنی کے لکھی ہے ۱۲ منہ

اپنے وقت معتاد سے پہلے پڑھے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عبداللہ بن مسعود کی ہرگز ہرگز ناسخ نہین ہوسکتی ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کے یہان پائے نہین جاتے ہین تاخر ناسخ کا منسوخ سے ثابت نہین ہے اور تطبیق بھی بوجہ احسن ممکن ہے اسلئے کہ عبداللہ بن مسعود کی روایت کے یہہ معنی ہین کہ اُسدن بعد شروع وقت کے مطلق تاخیر نکی بلکہ بجز طلوع صبح صادق بلا تاخیر نماز پڑھے جیسا کہ عبدالرحمن کی حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن ایسے وقت مین آپنے صبح کی نماز ادا کی کہ بعضے لوگ کہتے تھے کہ ابھی صبح صادق نہین نکلی پس اوس کا یہہ مطلب ہے کہ غلس مین جو آپ کا ہمیشہ کا وقت معتاد تہا اوسدن آپنے اوسوقت معتاد سے صبح کی نماز پہلے ادا کی اور وقت معتاد آپکا غلس تاخیر یسیر تہا یعنی بعد طلوع صبح صادق کے آپ ہمیشہ ذرا تاخیر کیا کرتے ہین اُسدن مطلق کچھہ تاخیر نہ کی اس حدیث سے یہہ ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ آپکا وقت معتاد اسفار تہا بلکہ مسلم کی ایک روایت مین قبل وقتہا بالغلس صاف آگیا ہے یعنی غلس مین جو آپکا وقت معتاد نہا اوسدن اوسوقت سے پہلے ادا کی

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ اِسْتِحْبَابُ الصَّلٰوةِ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ فِيْ كُلِّ الْاَيَّامِ وَلٰكِنْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اَشَدُّ اِسْتِحْبَابًا وَّلَيْسَ فِيْ زِيَادَةِ التَّبْكِيْرِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَاَجَابَ اَصْحَابُنَا عَنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ بِاَنَّ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ يُؤَخِّرُ مِنْ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَحْظَةً اِلٰى اَنْ يَّاْتِيَهُ بِلَالٌ وَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ لَمْ يُؤَخِّرْهُ لِكَثْرَةِ الْمَنَاسِكِ فَيَحْتَاجُ اِلَى الْمُبَالَغَةِ فِي التَّبْكِيْرِ لِيَتَّسِعَ الْوَقْتُ لِفِعْلِ الْمَنَاسِكِ انتہے یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا مستحب ہونا فجر کی نماز کا اول وقت مین تمام دنون مین ولیکن اس دن مین سب سے زیادہ مستحب ہے اور اسدن مین اور دنون سے جلدی کرنی سنت ہے اور جواب دیا ہے ہمارے اصحاب نے ان روایتون سے باینطور کہ معنی اُسکا یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسدن کے سوا اور دنون مین طلوع فجر کے بعد ایک لحظہ دیر کرتے تھے یہانتک کہ آپکے پاس بلال آتا اور آپنے اسدن مین طلوع صبح صادق کے بعد مطلق کچھہ دیر نہین کی ساتھہ بہت ہونے عبادات حج کی پس حاجت پڑی طرف مبالغہ کی اول وقت مین تاکہ وقت فراخ ہوجاوے اور سب کام حج کے ادا ہوجاوین انتہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ غلس کا وقت دراز اور طویل ہوتا ہے بہت دیر تک رہتا ہے اول یا آخر یا وسط اوس کی جس جزء مین صبح کی نماز ادا ہوگی سب کو غلس ہی مین کہا جاویگا پس حدیث عبداللہ بن

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ یُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِیَّاهَا فِی الصُّبْحِ مِنْ کَثْرَةِ مَا کَانَ یُرَدِّدُهَا یعنی نہیں پکڑی میں نے سورہ یوسف مگر قرأت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوسکو صبح کی نماز مین جو کثرت سے اوس کو مکرر پڑہا کرتے تھے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف صاف صریح طور ثابت ہوتا ہے کہ غلس مین صبح کی نماز پڑہنا مستحب ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات صبح کی نماز غلس مین پڑہا کرتے تھے بلکہ ابوداؤد کی حدیث جو اوپر مذکور ہوچکی ہے اوسسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر مین فقط ایک ہی مرتبہ اسفار کرکے صبح کی نماز ادا کی ہے اور بعد اوس کے باقی عمر ہمیشہ آخری دم تک غلس مین پڑھتے رہے اور ساتھہ اسی کے قائل ہین ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابوہریرہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ **اور** ترمذی مین کہا ہے وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهُ عَمَلُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ یَسْتَحِبُّوْنَ التَّغْلِیْسَ بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ انتہی یعنی اسی تغلیس کو اختیار کیا ہے بہت اہل علم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے اونمین سے ہین ابوبکر اور عمر اور جو اون کے بعد ہین تابعین مین سے اور ساتھہ اسی کے قائل ہین شافعی اور اسحاق اور احمد مستحب جانتے ہین اندھیرے مین صبح کی نماز پڑہنے کو **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اِسْتِحْبَابُ التَّغْلِیْسِ بِالصُّبْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُوْرِ انتہی یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے صبح کی نماز غلس مین پڑہنے کی مستحب ہونے پر اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ تغلیس کی حدیثین منسوخ ہین اور وہ اپنی سند یہ حدیثین لاتی ہین **پہلی حدیث** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوةً اِلَّا لِمِیْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّی الْفَجْرَ بَوَّاهُ بَعْدَ مِیْقَاتِهَا یعنی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ کبھی نماز پڑھی ہو مگر اپنے وقت پر مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی مزدلفہ مین اور اوس دن صبح کی نماز

پہچانی نہین جاتی تہین اتقدر غلس کا اندھیرا باقی ہوتا تھا یہہ غلس و اسفار حنفیہ مین کہان متصور ہے
اور نیز اس حدیث اسفار مین یہہ حکم ہے کہ جتنا اسفار کرو اتنا ہی ثواب زیادہ ہے پس اسی لازم آویگا
کہ آخر فرد اسفار جو طلوع آفتاب کے عین متصل ہے اوس مین بہی ثواب زیادہ ہو حالانکہ ایسے وقت مین
نماز پڑہنے والے کو منافق فرمایا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین صاف موجود ہے تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ
يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ
فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنی یہہ نماز منافق کی ہے بیٹہکر آفتاب کی انتظار کرتا ہے یہانتک کہ جب زرد ہوجاوے
اور شیطان کے دونون قرنون مین ہووے کہڑا ہوتا ہے اور چار ٹہونگے مارتا ہے **دوم** باین
طور اس کی تطبیق ہوسکتی ہے کہ شروع نماز غلس مین ہو اور تطویل قرارت اسقدر ہو کہ اختتام
نماز تک وقت اسفار آجاوے کما ھو مذھب الطحاوی **سوم** تطبیق باین طور ہوسکتی ہے جو امام
خطابی نے لکہی ہے کہ اسفار کا حکم چاندنی راتون مین ہے اس لئے کہ اون مین صبح کی سفیدی اور چاند
کی روشنی مشتبہ رہتا ہے اور نیز یہہ بہی ممکن ہے کہ اسفار کا حکم ابر کی راتون مین ہو اس لئے کہ اون
مین بہی روشنی صبح دیر کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے پس باوجود ضعیف ہونے اسناد کے اور عدم علم
تاخر ناسخ کے اور امکان تطبیق کے دعوی نسخ قطعًا باطل اور فاسد ہے اور مردود ہے مدعی نسخ کے
منہ پر **علاوہ** ازین غلس کی حدیثون کو بخاری اور مسلم اور دیگر اصحاح صحیحہ نے روایت کیا ہے اور
اسفار کی حدیثون کو بخاری و مسلم نے روایت نہین کیا ہے پس صحیحین کی حدیثون کو بالاتفاق
ترجیح ہوگی **تیسری** دلیل حنفیہ یہہ لاتے ہین جو امام طحاوی کا قول ہے مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِثْلَ مَا اَجْمَعُوْا عَلَى التَّنْوِيْرِ یعنی جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم وسلم کے اجماع کیے
سنے پر جمع نہین ہوئی جیسے کہ صبح کے روشن کرنے پر جمع ہوئے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے
کہ اگر مراد اون کی یہہ ہے کہ وہ کل صحابہ یا اکثر صحابہ کا مذہب نقل کرتے تو یہہ بات صحیح نہین اس لئے
کہ اونکو جمہور صحابہ سے ملاقات نہین ہوئی بلکہ فقط ایک دو صحابی سے اون کی ملاقات ثابت ہے چنانچہ
تقریب مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے اور اس طبقے والے وہ لوگ ہین جنکو وسط اکثر صحابہ
سے ملاقات ہوئی ہے اور بعضون کو اون مین سے سماع کسی صحابی سے ثابت نہین ہے میزان الاعتدال
مین لکہا ہے کہ ابن مسعود سے ارسال اون کا عجب نہین ہے **اور** نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

مسعود سے تطبیق ہوگئی **علاوہ** ازین اور حدیثون سے مداومت تغلیس کی ثابت ہوتی ہو جیساکہ
ساتوین حدیث سے صاف ثابت ہو چکا ہے پھر نسخ کا دعوی کہان گیا **دوسری حدیث**
حنفیہ اپنی سند یہ لاتے ہین اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ یعنی صبح کو روشن کرکے پڑھو اوس مین
زیادہ تر ثواب ہے **سو جواب** ، یہ ہے کہ یہہ حدیث بلحاظ سند کے صحیح نہین ہوسکتی ہو اس لئے کہ یہ
حدیث ضعیف ہو اس لئے کہ اس کے نسائی والی اسناد مین دو راوی ضعیف ہین اول ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی
مذہب ہے دوسرا راوی ابن مریم ضعیف اور مختلط ہے چنانچہ تقریب مین لکھا ہے ابو یعلی ابن عبد اللہ بن ابی
ابی مریم الغسانی الشامی وقد ینسب الی جدہ قیل اسمہ بکیر وقیل عبد السلام ضعیف وکان
قد سرق بیتہ فاختلط انتہی یعنی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی شامی ہے اور کبھی اپنے دادا
کی طرف نسبت کیا جاتا ہے بعضے کہتے ہین نام اوسکا بکیر ہے اور بعضے کہتے ہین عبد السلام ہے ضعیف ہے اور
اوس کے گھر مین چوری ہوگئی تھی پس اُس کی حدیث رل مل گئی تھی انتہی اور نیز اسکا متاخر ہونا بھی ثابت
نہین ہوتا ہے اور نیز بہت حدیثون سے تغلیس کی مداومت ثابت ہوتی ہے جو اس ناسخ کے بطلان پر دلالت کرتی
ہے اگر منسوخ ہوتی تو پھر آخر دم تک تغلیس مین نماز پڑہنے کی کیا معنے ہوئے **اور** نیز اس حدیث کے حسب تغلیس
کو ساتھ تطبیق بھی کئی طور سے ممکن ہے **اول** باین طور کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے ایسی طرح
پر کہ صبح مین کسی کو شک باقی نہ رہے اور یقین کامل ہو جاوے اور اس اسفار مین بمعنی تیقن طلوع صبح صادق
کا ہو فی الجملہ امتداد بھی موجود ہے جس مین افراد متعدد فرض ہوسکین اس لئے کہ ایک تیقن وقت کا وہ ہے
کہ خاص اون لوگون کو جنکو معرفت تامہ وقت طلوع صبح کے ہے تیقن طلوع صبح ہو اور ون کو نہو پھر
اوس کے بعد ایک فروزمانہ کا وہ ہے کہ جو لوگ اون سے کم ملکہ معرفت وقت رکھتے ہین اون کو بھی تیقن
ہو جائے وعلی ہذا القیاس بہت سے افراد اسیطرح نکل سکتے ہین پھر رفتہ رفتہ ایک فرد زمانہ کا وہ ہے
کہ ہر ایک شخص کو دخول وقت صبح صادق کا تیقن ہو جاوے اور یہہ تمام افراد غلس ہی مین نکل سکتے
ہین اب یہہ حدیث اسفار جو بمعنی تیقن طلوع صبح صادق ہو اور درحقیقت غلس کے ساتھہ جمع ہو بے تکلف
صادق ہے کسی طرح کی اس مین منافات نہین ہے اور جس غلس کا استحباب حدیث سے ثابت ہے وہ
ایسا غلس ہے کہ نمازین بقدر سو آیتون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرأت پڑھتے تھے اور دیگر ارکان
نماز بھی بطمانینت اور تعدیل ادا فرماتے تھے اور بعد تمام نماز جو عورتین گھرون کو پلٹ جاتین تھین

لہ قال الشافعی واحمد واسحاق الاستدلال بہذا الحدیث علی ان المراد بالاسفار التاخیر ضعیف ۱۲ تنویر

جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تصحیح کسی محدث نے نہین کی ہے بلکہ محلی مین اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے پس معارض روایات صحیحہ تغلیس کے نہین ہو سکتی ہے **اور** نیز صحیحین کی حدیثون کو ترجیح دیجاویگی **اور** نیز تیرہ دیکھنے کیوقت تو بہت سخت زردی ہو جاتی ہے اور وہ وقت بالاتفاق مکروہ ہے اس لیے کہ آفتاب زرد کر کے نماز پڑہنے کی ممانعت آچکی ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا ہے **اور** نیز بہت حدیثون مین عام طور سے اول وقت مین نماز ادا کرنے کی تاکید آچکی ہے **از انجملہ** یہہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتَ اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَآءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اَوْ یُؤَخِّرُوْنَھَا عَنْ وَّقْتِھَا قُلْتُ مَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا فَاِنْ اَدْرَکْتَھَا مَعَھُمْ فَصَلِّ فَاِنَّھَا لَکَ نَافِلَۃٌ یعنے کس طرح حال ہوگا تیرا اوسوقت جبکہ تجھپر حاکم ہونگے جو نماز کو مار دینگے یا اپنے وقت سے اوسکو اخیر کرینگے مین نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہو (یعنی مین ایسے وقت مین کیا کرون) فرمایا نماز اپنی وقت پڑہ لی پس اگر اون کے ساتھ تو اوسکو پاوے تو پڑھ لے پس تحقیق وہ واسطے تیرے نفل ہے انتہی اور ظاہر بات ہے کہ اول وقت صبح کا غلس ہوتا ہے پس اب ان حدیثون کے مقابلہ مین اوسکا کچھہ عمل باقی نہین ہوگا اور اگر کوئی حنفی اس مسئلے مین صاحب انتصار کی تاویلات فاسدہ سے دلیل لاوے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اختیار الحق کا ذرا مطالعہ کر لیوے بعد اوس کے انتصار کا نام اپنی زبان پر لاوے **مسئلہ لبث و مفتح** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِاَنْ یُّجَصَّصَ الْمَسْجِدُ بِالْجِصِّ وَالسَّاجُ وَمَاءِ الذَّھَبِ یعنی نہین ڈر ہے اس بات مین کہ مسجد کو چونہ اور ساج اور سونے کے پانی سے نقش کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابوداؤد مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّھَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا گیا مین ساتھ پختہ کرنے مسجدون کے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا البتہ زینت کروگے تم مسجدون کی جیسے کہ زینت کی ہے یہود اور نصاری نے انتہی اور ایک حدیث یہہ ہے جو کہ کتاب ہدایہ مین لکھا ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قِیْلَ لَہٗ لَا

علم یہہ صحت منکر ہے باب تعجیل الصلوۃ فی اول الوقت

لہ یعنی ابن ماجہ

لہ یعنی ترمذی

لہ یعنی ابن ماجہ

اور عمر فاروق وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تغلیس صبح کی ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا
پھر یہہ قول اونکا کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے شرح موطا مین لکھا ہے وَبِمَا
یَقْطَعُ بِعَدَمِ النَّسْخِ کِتَابَۃُ عُمَرَ اِلٰی عُمَّالِہٖ وَاَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ اَنْ صَلُّوا الصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِیَۃٌ
مُشْتَبِکَۃٌ کَمَا سَیَجِیْئُ فِی الْکِتَابِ فَلَوْ کَانَ التَّغْلِیْسُ مَنْسُوْخًا لَمَا خَفِیَ عَلٰی عُمَرَ وَاَبِیْ مُوْسٰی
وَلَا نْکَرَ عَلَیْہِ الصَّحَابَۃُ وَلٰذٰلِکَ وَاَیْضًا سَیَجِیْئُ فِی الْکِتَابِ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ کَانَ یَقْرَأُ
بِالْبَقَرَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَھُوَ یَقْضِیْ بِتَغْلِیْسٍ بِالصُّبْحِ یعنی اوس چیز سے جو کہ تغلیس کے نہ
منسوخ ہونے کا یقین دلاتی ہے لکھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے طرف اپنے عاملون کے
اور طرف ابی موسیٰ اشعری کی یہہ کہ صبح کی نماز پڑھو اوس حال مین کہ ستارے ظاہر اور آپسمین
ملے ہون جیسے کہ کتاب مین آویگا پس اگر تغلیس منسوخ ہوتی تو حضرت عمر اور ابو موسیٰ پر پوشیدہ
نرہتی اور البتہ صحابہ اوسپر انکار کرتے اس بات کا اور نیز کتاب مین آویگا کہ تحقیق ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی اور وہ تغلیس صبح پر دلالت کرتی
ہے پھر بعد اوس کے شیخ سلام اللہ صاحب نے تغلیس صبح کی اثبات مین بہت آثار صحابہ سے نقل
کیے ہین پھر اوس کے آخر مین جا کر لکھتے ہین وَاِذَا ثَبَتَ التَّغْلِیْسُ مِنْ ھٰؤُلَآءِ الصَّحَابَۃِ الْکِبَارِ
فَمَا رُوِیَ عَنِ النَّخَعِیِّ مَا اجْتَمَعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مَا اجْتَمَعُوْا
عَلَی التَّنْوِیْرِ لَا حَتْمٌ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَنْ اَدْرَکَہُ النَّخَعِیُّ مِنَ الصَّحَابَۃِ مِنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ انتہی یعنی
جب کہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھنی ان صحابہ کبار سے ثابت ہو چکی تو اب جو کہ ابراہیم نخعی سے مروی
ہے اگر صحیح ہو تو اوسپر محمول ہوگا جن صحابہ کے ساتھہ ابراہیم نخعی نے ملاقات کی ہے اہل عراق سے انتہے
یعنی ابراہیم نخعی کے قول مین کل صحابہ مراد نہین ہو سکتے کہ ان کبار صحابہ سے تغلیس ثابت ہو چکی پس
لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگے اور نیز اوس کی صحت مین کلام ہے اور نیز تنویر سے مراد تیقن صبح ہی
ہو سکتی ہے جیسے کہ اسفار مین مذکور ہو چکا ہے پس باوجود ان وجوہ قویہ اور دلائل صریحہ کے جو نسخ
کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہین دعوی نسخ کرنا بڑا ہی سخت تعصب ہے یا غایت درجے کی جہالت ہے

چوتھی حدیث حنفیہ سے سند لاتے ہین یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ
مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ یعنی روشن کر ای بلال صبح کو اتنا قدر کہ دیکھین لوگ جگہہ اپنے تیر گرنے کی کو سو

عہ یہ عبارت صحابہ الخ من فقہ کی ہے عہ یہ عبارت بھی صحابہ الخ سے تغلیس ثابت ہوتی ہے

سے سوا امام اعظم کا یہہ کہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں
نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال صلی اللہ تعالیٰ عنہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام
حیال رأسہ ثم جاء ہ جنازۃ امرأۃ من قریش فقالوا یا ابا حمزۃ ھذہ جنازۃ فلانۃ
حیال وسط السریر فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا رأیتہ یصلی علی الجنازۃ
قام علی الجنازۃ مقامک منھا ومن الرجل مقامک منہ قال نعم فلما فرغ قال احفظوا
عجزۃ المرأۃ ترجمہ اوس نے کہا کہ میں نے اس پر مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک
کے جنازے کی نماز پڑھی سو اس اوس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے پھر لوگ قریش کی ایک
عورت کا جنازہ لائے سو اوسنوں نے کہا ای ابا حمزہ اس پر جنازہ کی نماز پڑھو پس کھڑے ہوئے
اس تخت کے وسط کے برابر یعنی درمیان اوس کے پس اوسکو علاء بن زیاد نے کہا ای
طرح دیکھا ہے تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر کھڑے ہوتے جگہہ کھڑے ہوئے
مرد کی اوس عورت سے اور مرد پر جگہہ کھڑے ہوئے تیرے کی اوس نے کہا ہاں اور
ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کے سر کے برابر کھڑے ہوئے **مسئلہ ۴۰** اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شہید
کا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے الشہید من قتلہ المشرکون او وجد فی المعرکۃ
وبہ اثر اوقتلہ المسلمون ظلما ولم یجب بقصاص ولا یغسل یعنی شہید وہ ہے جسکو
مشرکین قتل کر ڈالیں یا معرکہ میں پایا جاوے اور اوس سے ساتھ نشانی ہو یا مسلمان اوس کو
ظلم کے ساتھہ قتل کر ڈالیں اور اوس پر قصاص نہ ہو اور اوس کا جنازہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے
اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو صحیح بخاری
میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین
الرجلین من قتلی احد فی ثوب واحد ثم یقول ایھم اکثر اخذا للقرآن فاذا
اشیر لہ الی احدھما قدمہ فی اللحد وقال انا شہید علی ھؤلاء یوم القیمۃ وامر
بدفنھم بدمائھم ولم یصل علیھم ولم یغسلوا یعنی جمع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دو دو مردوں کو احد کے شہیدوں سے ایک کپڑے میں پھر فرماتے کہ اون میں زیادہ

انصرم مسجدہ ثم بنیتہ قال لا اعرش کعرش موسیٰ وکان سقف مسجدہ من الجرید وکان
تکث فاداموظہ اور ایک حدیث اوسی سے یہ ہے لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد ذلک من اشراط
الساعۃ قال یزخرف المساجد وتطول المنابر اور ایک حدیث اوسی میں سے یہ ہے وعلی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال مر بنا مسجد مزخرف لیس علیہ الیعۃ انتہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
اگر کبھی ہم اپنی مسجد کو گراکر نئی بنائیں فرمایا نہیں سرس مثل عرش موسیٰ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے قیامت کی نشانیاں میں سے ایک یہ بیان کیا کہ مسجدیں زینت کی جاویں گی اور حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک مسجد زینت والی پر گذرے تو فرمایا یہ کسی ٹھاکر دوارہ ہے
مگر صاحب کہا یہ نے ان حدیثوں کی سند بیان نہیں کی ہے **مسئلہ بست و ہشتم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے واذا
خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام یعنی جب امام منبر پر چڑھنے کے واسطے نکلے تو نہ نماز پڑھے اور
نہ کلام کرے یعنی جسوقت امام نکلے اوسی وقت سے کلام کرنی منع ہو جاتی ہے خواہ ابھی خطبہ
بھی شروع نہ کیا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث
کے جو کہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے تو اپنے بھائی کو جمعہ کے دن چپ رہو اور حالانکہ امام
خطبہ پڑھتا ہو پس تحقیق تو نے لغو کیا **فائدہ** اس حدیث کے تحت میں امام نووی نے شرح صحیح
مسلم میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول والامام یخطب دلیل ہے اسپر کہ واجب ہونا
سکوت کا اور منع ہونا کلام کا فقط اوسی حالت میں ہے جب کہ امام خطبہ پڑھتا ہو (یعنے امام کے نکلنے کے
بعد قبل شروع خطبہ کے کلام کرنا جائز ہے) اور یہی ہے مذہب ہمارا اور امام مالک اور جمہور علما
کا اپنے **مسئلہ بست و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ویقوم الذی یصلی علی الرجل والمرأۃ بحذاء الصدر
یعنی اور کھڑا ہووے جو نماز جنازے کی پڑھے مرد اور عورت پر برابر سینے کے یعنی امام جنازے
کی نماز میں سینہ کے برابر کھڑا ہووے خواہ جنازہ مرد کا یا عورت کا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے

تو وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین چالیس سے کم مین زکوۃ دینے کی نفی نہین نکلتی **سو جواب** اس کا
یہہ ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل نصاب زکوۃ اونٹون کی بیان کردی ہے اگر چالیس سے
کم مین زکوۃ واجب ہوتی تو پھر استیناف کرنا فرمادیتے یا ہر پانچ مین بکری فرمادیتے یا پچیس مین بنت
مخاض فرمادیتے پھر ان دو عددون اسفل کو ترک کرکے تیسرے عدد اعلے کو ذکر کیون کیا یا ترتیب
اول سے شروع کیون نہین کیا اور سیز السکوت فی معرض البیان اصول کا قاعدہ مقرر
ہو چکا ہے یعنی بیان کرنے کی جگہہ چپ کرجانا یہ بھی بیان ہوتا ہے پس یہ سکوت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا بیان ہے کہ چالیس سے کم مین زکوۃ نہین ہے **مسئلہ سی و دوم** اور ایک
مسئلہ امام اعظم مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اِذَا کَانَتِ
الْخَیْلُ سَائِمَۃً ذُکُوْرًا وَّاِنَاثًا فَصَاحِبُھَا بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ اَعْطٰی عَنْ کُلِّ فَرَسٍ دِیْنَارًا
وَاِنْ شَاءَ قَوَّمَھَا وَاَعْطٰی عَنْ کُلِّ مِائَتِیْ دِرْھَمٍ خَمْسَۃَ دَرَاھِمَ یعنے جب گھوڑے چرنے والے
نر اور مادہ ہون تو مالک اونکا مختار ہے خواہ ہر گھوڑے کی زکوۃ ایک دینار دیوے اور خواہ اوس کے
قیمت ڈالکر ہر دو سو درہم سے پانچ درہم زکوۃ دیوے انتہی مطلب یہہ ہے کہ گھوڑون مین زکوۃ واجب ہے
اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی**
حدیث ابو داؤد اور ترمذی مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ فَھَاتُوْا صَدَقَۃَ الرِّقَّۃِ مِنْ کُلِّ
اَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا وَلَیْسَ فِیْ تِسْعِیْنَ شَیْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَیْنِ فَفِیْھَا خَمْسَۃُ دَرَاھِمَ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق معاف کیا ہے مین نے زکوۃ گھوڑون کی اور غلامون
کی پس لاؤ صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم مین ایک درہم اور ایک سے نوے تک کوئی چیز واجب
نہین پس دو سو کو پہونچے تو اوس مین پانچ درہم ہین **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم
مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی
الْمُسْلِمِ صَدَقَۃٌ فِیْ عَبْدِہٖ وَلَا فِیْ فَرَسِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے
مسلمان پر زکوۃ اوس کے غلام مین اور نہ اوس کے گھوڑے مین **تیسری حدیث** دارقطنی
مین علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِی

قرآن پڑھا ہوا کون ہے پس آپکے واسطے دونون سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اوسکو پہلے
قبر مین داخل کرتے پھر فرماتے کہ مین انپر گواہ ہون قیامت کے دن اور آپنے حکم فرمایا اون کے دفن
کرنے کا اپنے خونون کے ساتھ اور نہ نماز پڑھے آپنے اونپر اور نہ اون کو غسل دیا۔ **فائدہ** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ شہید پر نماز نہ پڑھی جاوے .... اور نہ اُسکو غسل دیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ
جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ
اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز پڑھی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ثابت نہین ہوئی بلکہ کل طرقون
سے ضعیف ہے کما بسط فی التخریج پس اس حدیث بے سند سے دلیل پکڑنا جائز نہین ہے اور بفرض
محال صحیح بھی ہو تو جب بہی بخاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی اس لئے کہ بعد قرآن کے وہ سب کتابون سے زیادہ
ترصحیح ہے کما ہو معلوم **مسئلہ سی و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ اِذَا زَادَتْ عَلٰی مِائَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ تُسْتَأْنَفُ
الْفَرِیْضَۃُ فَیَکُوْنُ فِی الْخَمْسِ شَاۃٌ مَعَ الْحِقَّتَیْنِ وَفِی الْعَشْرِ شَاتَانِ یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے
زیادہ ہو جاوین تو زکوۃ پہر نئے سرے سے شروع کی جاوے پس ہر پانچ مین ایک بکری دی
جاوے اور دس مین دو بکری اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے
اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی
عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ یعنی جب ایک
سو بیس سے زیادہ ہوون تو ہر چالیس اونٹون مین بنت لبون ہے (یعنی جو تیسرے برس مین داخل ہوا ہو)
اور ہر پچاس مین حقہ ہے (یعنی جو چوتھے برس مین داخل ہوا ہو) **فائدہ** مطلب اسکا
یہہ ہے کہ امام اعظم کہتے ہین کہ اگر ایک سو بیس سے پانچ اونٹ زیادہ ہو جاوین تو اوسمین ایک
بکری دینی واجب ہے اور اگر دس زیادہ ہو جاوین تو دو بکری واجب ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس
پس اون کے نزدیک ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم اونٹون مین زکوۃ واجب ہے اور
اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم مین زکوۃ واجب
نہین بلکہ جب چالیس پورے ہون تو بنت لبون اور ہر پچاس مین حقہ دیا جاوے اور جو اس
سے کم ہو تو اوس مین زکوۃ دینا واجب نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے

یعنی صدقہ فطر کا آدھا صاع ہے گیہون سے ہو یا آٹے سے یا ستو وغیرہ سے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ یعنی ہم نکالا کرتے تھے زکوۃ فطر کی ایک صاع طعام یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع منقے سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ صدقہ فطر کا ایک صاع ہر نفس پر واجب ہے اگر گیہون دیوے تو یہی ایک صاع دیوے اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور کا اور دلیل جمہور کے یہہ حدیث ابو سعید کی ہے اور اس کی دلالت اسپر دو وجہ سے ہے اول یہہ کہ اہل حجاز کی لغت مین طعام خاص کر کے گیہون ہی کا نام ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ اور باقی چیزون کے ساتھہ اسکو بیان کیا ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزون مختلف کا ذکر فرمایا ہے جنکی قیمت مختلف ہے اور اون سے ہر قسم مین صاع واجب فرمایا پس معلوم ہوا کہ معتبر ایک صاع پورا ہے ہر قسم سے اُس کی قیمت کی طرف خیال نہین ہے پھر فرمایا وَلَیْسَ لِلْقَائِلِیْنَ بِنِصْفِ صَاعٍ حُجَّۃٌ لِاَنَّ الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ وَصَرِیْحٌ وَسَیُجِیْبُ عَنْہُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاعْتَمَدُوْا اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃً ضَعَّفَہَا اَھْلُ الْحَدِیْثِ وَضُعْفُہَا بَیِّنٌ یعنی نہین ہی واسطے نصف صاع کہنے والون کی کوئی دلیل مگر حدیث معاویہ کی اور ہم قریب ہے کہ اوس کا جواب دینگے اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور اعتماد کیا ہے اونہون نے ضعیف حدیثون پر جنکو اہل حدیث نے ضعیف کیا ہے اور ضعف اونکا ظاہر ہے انتہی راقم الحروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ایک یہ وجہ بھی ہے کہ اس حدیث مین طعام اور چیزون کی مقابلہ مین واقع ہوا ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہین ہے جسکو طعام کہا جاوے اس لئے کہ اور سب چیزین اوس مقابلہ معدود ہو چکے ہین پس لامحالہ اوسی گیہون ہی مراد ہوگی پس گیہون مین بھی ایک صاع پورا واجب ہوگا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو اون کی سند وہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان زندہ تھے اوسوقت ہم زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سو ایک ایک صاع طعام وغیرہ سے نکالا کرتے تھے سو ہمیشہ اوسی کو نکالتے رہے یہانتک کہ معاویہ ہمارے پاس آیا (یعنی حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ کو جاتا تھا) سو اوس نے منبر پر لوگون کو

۴ صحیح مسلم ص ۳۲۱ ج ۱ مین ہے

۵ یہ مضمون صحیح مسلم ص ۳۲۱ ج ۱ مین ہے

الخضراوات صدقة ولا في الرمان صدقة ولا في اقل من خمسة اوسق صدقة ولا
في العوامل صدقة ولا في الجبهة صدقة قال الصقر الجبهة الخيل والبغال والعبيد
یعنی بتحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہے سبزیون مین صدقہ اور نہین ہے عطا کی ہوئی
کھجورون مین صدقہ اور نہین ہے پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور نہین ہے عوامل مین زکوۃ
اور نہین ہے جبہ مین زکوۃ صقر راوی نے کہا کہ جبہ گھوڑا اور خچر اور غلام ہین **فائدہ** امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اصل اس باب
مین ہے کہ گھوڑے اور غلام جب تجارت کیواسطے نہون تو اون مین زکوۃ نہین ہے اور ساتھہ ہی
کے قائل ہین تمام علما سلف اور خلف کے لیکن ابوحنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جب زیادہ ملی ہون
تو اون مین زکوۃ ہے اور اونکے پاس اس بات مین کوئی دلیل نہین ہے اور یہہ حدیث صریح
ہے اونکے رد مین انتہی ملخصا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ تاویل
کرتے ہین کہ مراد اسسے گھوڑا غازی کا ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ تاویل ظاہر حدیث کی
برخلاف ہے کسی قسم کے گھوڑے کی اس مین قید نہین بلکہ ہر قسم کے گھوڑے کو عام ہے
پس نہ جائز ہوگی تخصیص اوس کی بغیر کسی دلیل کے **مسئلہ سی و**
سوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا
ہے ولا یخرج عن مماليكه للتجارة یعنی نہ نکالے صدقہ فطر کا اپنے غلامون سے جو واسطے تجارت
کے خریدے ہون اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث
کے جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ليس في عبده صدقة الا صدقة الفطر یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہین ہے مسلمان کے غلام مین صدقہ لیکن صدقہ فطر کا **فائدہ** امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین کہ یہہ حدیث صریح ہے صدقہ فطر کے واجب ہونے مین مالک پر اپنے غلام کی طرف سے
برابر ہے کہ خدمت کیواسطے ہو یا تجارت کے واسطے ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علما
کا انتہی **مسئلہ سی و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے صدقة الفطر نصف صاع من بر او دقيق او سويق

کلام سے اوپر ثابت ہو چکا ہے **مسئلہ سی و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ولا تدفع المرأۃ الی زوجہا یعنی نہ زکوۃ دیوے عورت اپنے خاوند کو اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین زینب بیوی ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی سے روایت ہے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدقن یا معشر النساء ولو من حلیکن قالت فرجعت الی عبد اللہ فقلت انک رجل خفیف ذات الید وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنا بالصدقۃ فاتہ فاسئلہ فان کان ذلک یجزی عنی والا صرفتہا الی غیرکم قالت فقال لی عبد اللہ بل ائتیہ انت قالت فانطلقت فاذا امرأۃ من الانصار ببا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجتی حاجتہا قالت وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ألقیت علیہ المہابۃ فقالت فخرج علینا بلال فقلنا لہ ائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ ان امرأتین بالباب تسألانک اتجزی الصدقۃ عنہما علی ازواجہما وعلی ایتام فی حجورہما ولا تخبرہ من نحن قالت فدخل بلال علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہما قال امرأۃ من الانصار وزینب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الزیانب قال امرأۃ عبد اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہما اجران اجر القرابۃ واجر الصدقۃ واللفظ لمسلم یعنی زینب نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای گروہ عورتون کی صدقہ دو اگرچہ اپنے زیورون سے ہو اوس نے کہا کہ مین ... عبد اللہ (یعنی اپنے خاوند) کی طرف لیٹ گئے پس مین نے اوسکو کہا کہ تحقیق تو مرد فقیر ہو اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے پس تو حضرت کے پاس جا اور اوسکو پوچھ پس اگر تجھکو صدقہ دینا جائز اور کافی ہو تو تجھکو دیدون ورنہ تمہارے سوا اور کسی غیر کو دیدون اوس نے کہا کہ مجھکو عبد اللہ نے کہا بلکہ تو ہی حضرت کے پاس جا اوس نے کہا پس چلی مین طرف حضرت کی پس اگاہ ان انصار کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے مین کھڑی ہوئی تھی جو میری حاجت تھی وہی اوس کی حاجت تھی اوس نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو ہیبت ہیبت آتی تھی خوف سے

خطبہ سنایا اور وعظ کہا اوس مین ایک یہہ بات بہی اوس نے لوگون کو کہی کہ میری رای مین یہ آتا ہی
کہ آدہا صاع شام کی گیہون کا کہجور وغیرہ کی ایک صاع بوری کی برابر ہوجاتا ہے (یعنی کہجور وغیرہ
کی ایک صاع کے بدلے اگر گیہون آدہا صاع دیدیوے تو کافی ہے) پس لوگون نے اسی کو لے لیا
ابو سعید کہتے ہین لیکن مین تو ہمیشہ ایک صاع پورا گیہون کا دیتا رہون گا جب تک کہ زندہ
رہون گا جیسے پہلے دیا کرتا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکہا ہے وَالْجُمْهُورُ يُجِيبُونَ عَنْهُ بِأَنَّهُ قَوْلُ صَحَابِيٍّ وَقَدْ خَالَفَهُ أَبُو سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ أَطْوَلُ
صُحْبَةً وَأَعْلَمُ بِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا اخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ
بِأَوْلَى مِنْ بَعْضٍ فَيُرْجَعُ إِلَى دَلِيلٍ آخَرَ وَجَدْنَا ظَاهِرَ الْحَدِيثِ وَالْقِيَاسَ مُتَّفِقَةً عَلَى
اشْتِرَاطِ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ لِغَيْرِهَا فَوَجَبَ اعْتِمَادُهُ وَقَدْ صَرَّحَ مُعَاوِيَةُ بِأَنَّهُ رَأْيٌ رَآهُ
لَا أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ حَاضِرِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ
مِنَ الْحِنْطَةِ عِلْمٌ مِنْ مُوَافَقَةِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَذَكَرَهُ لَمَا جَرَى لَهُمْ
فِي غَيْرِ هَذِهِ الْقَضِيَّةِ یعنی تمہو علما اس حدیث معاویہ کا یہہ جواب دیتے ہین کہ یہہ قول ایک صحابی کا
ہی اور بتحقیق مخالف ہوگئے ہین اوس کو ابو سعید وغیرہ صحابہ جنکی حضرت کی ساتہہ بہت دراز صحبت ہے
اور جو زیادہ تر جاننے والے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو اور جب کہ صحابہ ایسے ہین مخالف ہوجاوین
تو بعضون کا قول بعض سے اولی نہین ہے پس دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جاویگا اور پایا ہمنے
ظاہر حدیث کو اور قیاس کو متفق اوپر شرط ہونے ایک صاع گیہون کی مثل غیر اوس کی کے پس واجب
ہوگیا۔۔۔ اوسپر اعتماد کرنا اور تحقیق معاویہ نے اس بات کی خود تصریح کردی ہی کہ یہہ فقط میری رای
ہے اوسنے اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا ہی اور باوجود کثرت ہونے اوس کے حاضرون
مجلس کے اگر کسی کے پاس اس گیہون کا علم ہوتا موافق معاویہ کے تو اوسکو ذکر کردیتا جیسے کہ اور بہت معاملون
مین اوسنے ایسا واقع ہوا ہے انتہی اور قطع نظر اسسے اگر حدیث یہی نہوتی تو جب یہی صحابی کا قول حجت
نہین ہے اور یہان تو حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہی پس یہان تو سنت کے مقابلہ مین قول صحابی کا
بالاتفاق حجت نہین ہوگا **ابن ہمام** حنفی نے لکہا ہے قَوْلُ الصَّحَابِيِّ لَيْسَ حُجَّةً عِنْدَنَا مَا لَمْ يَثْبُتْ بِهِ
مِنَ السُّنَّةِ انتہی اور حنفیہ جن حدیثون کی نسبت کہتے ہین وہ سب کی سب ضعیف ہین جیسا کہ امام نووی کی

سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْ رَجُلٍ اَوِ امْرَأَۃٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہر زکوۃ فطر کی رمضان سے ہر نفس پر مسلمانون سے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے **فائدہ** اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نفس پر مسلمانون سے صدقہ واجب کیا ہے کسی قسم کی اس مین قید نہین مالک نصاب کا ہو یا نہو سب پر صدقہ واجب ہے امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ صدقہ فطر کا واجب ہے اوسپر جو اپنی قوت اور اپنے گھر والون کی قوت سے زیادہ کا مالک ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور جمہور کا انتہی اور صاع کہتے ہین انگریزی حساب سے پونے تین سیر کو **مسئلہ سی و ھفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیُؤَدِّی الْمُسْلِمُ الْفِطْرَۃَ عَنْ عَبْدِہِ الْکَافِرِ اور ادا کرے مسلمان فطر کا صدقہ اپنے غلام کافر کی طرف سے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ مسئلہ سی و ششم مین ابھی گذر چکی ہے اس لئے کہ اس مین صریح موجود ہے کہ کہ مسلمان ہی پر صدقہ واجب ہے کافر پر واجب نہین ہے چنانچہ مین بیانیہ اسپر صاف دلالت کرتا ہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ صریح ہے اسبات مین کہ صدقہ فطر کا نہ نکالا جاوے مگر مسلمان سے پس نہین لازم اوسپر صدقہ اپنے غلام اور بیوی اور اولاد کی طرف سے اگر کافر ہون اگرچہ واجب ہے اون پر نفقہ اون کا اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ سی و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ الشَّکِّ اِلَّا تَطَوُّعًا **ترجمہ** اور نہ روزہ رکھین لوگ دن شک کے مگر نفلی روزہ یعنی جس دن شک ہو کہ رمضان کا چاند ہوا ہے یا نہین تو نفلی روزہ اوسدن رکھنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ

کوئی آپکے سامنے نہین ہوسکتا تہا اُس نے کہا کہ پس بلال رض ہمپر نکلے سو ہمنے اوسکو کہا کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور اونکو خبر دی اس بات کی کہ آپکے دروازے مین دو عورتین کہڑی پوچہتے ہین کہ کیا اپنی خاوندون پر اور جو یتیم اون کی گودون مین ہین اونپر صدقہ کردینا اونکو کفایت کرتا ہی اور نہ خبر کراؤ اونکو اس بات کی کہ وہ کون ہین سو بلال رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوے اور آپسے پوچہا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونون عورتین کون ہین بلال رض نے کہا کہ ایک تو انصار کی عورت ہے اور ایک زینب ہے آپنے فرمایا کونسی زینب ہے اوس نے کہا عبداللہ کی بیوی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونکے واسطے دوگنا ثواب ہے ایک ثواب قرابت والون پر خرچ کرنے کا اور ایک ثواب صدقہ کا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے خاوند کو زکوۃ اور صدقہ وغیرہ دینا جائز ہے بلکہ اور غیر لوگون کو دینے سے اس مین دوگنا ثواب ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ صدقہ سے یہان مراد صدقہ نفلی ہے زکوۃ مراد نہین سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات کون ذی شعور کہہ سکتا ہی اور یہہ کس دین کی بات ہے کہ ایک شخص کو صدقہ نفلی دینا جائز ہو اور اوسکو صدقہ فرضی یعنی زکوۃ دینی جائز نہو جسکو صدقہ نفلی دینا جائز ہے اوسکو زکوۃ دینی بہی جائز ہے قرآن شریف مین صریح موجود ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ یعنی ہر قسم کے صدقات فرضی ہون یا نفلی واسطے فقرا اور مساکین کے ہین آخر آیت تک اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فقیرون کو ہر قسم کے صدقات دینے جائز ہین فرضی ہون یا نفلی بلکہ جہان نفلی صدقہ دینا جائز ہی وہان زکوۃ دینی بطریق اولی جائز ہے اور نیز زینب نے عبداللہ کو یتیمون کے ساتہہ ملا کر کہا ہی اور یتیمون کو زکوۃ دینی بالاتفاق جائز ہے پس جو اونکے ساتہہ مذکور ہے اوسکو بہی جائز ہوگی **مسئلہ سی و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِمِقْدَارِ النِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَسِلَاحِهٖ وَعَبِيْدِهٖ یعنی صدقہ فطر کا واجب ہونا اوپر آزاد مسلمان کے جب کہ مالک ہو واسطے مقدار نصاب کے جو اوس کے گہر سے اور کپڑے سے اور گہر کے اسباب سے اور گہوڑے سے اور ہتہیار سے اور غلام سے زیادہ ہو مطلب یہہ کہ جو شخص نصاب سے کم کا یعنی مثل چالیس روپے کا مالک ہو اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو

بھی وارد نہین ہوتا **دوم** اگر مراد اس سے روزہ رمضان کا کہا جاوے تو استثنا صحیح نہین ہو سکیگا
اس لئے کہ اسصورت مین معنی اسکا یہہ ہو جاویگا کہ رمضان کے روزہ کو اپنے وقت سے کوئی شخص
مقدم نکرے مگر وہ شخص رمضان کو مقدم کر لیوے جسکی ہمیشہ روزہ رکھنے کی عادت ہو اور اس صورت مین
خواہ مستثنی منہ مستثنی کی جنس قریب نکالی جاوے یا جنس بعید نکالی جاوے کسی صورت سے اس کا معنے
صحیح نہین ہو سکتا ہے حالانکہ مستثنی مفرغ مین مستثنی منہ کا جنس قریب ہونا لازم ہے پس لامحالہ یہان
سے مراد روزہ نفلی ہوگا یا عام روزہ ہوگا **سوم** شیخ عبدالحق حقی نے لمعات شرح مشکوۃ مین کہا ہے
وَالْمَشْهُوْرُ فِيْ تَعْلِيْلِهٖ كَمَا صَرَّحَ بِهِ التِّرْمِذِيُّ التَّقَوِّيْ بِالْفِطْرِ لِرَمَضَانَ لِيَدْخُلَ فِيْهَا بِنَشَاطٍ
وَقِيْلَ الْحِكْمَةُ فِيْهِ خَشْيَةُ اخْتِلَاطِ النَّفْلِ بِالْفَرْضِ انتہی یعنی اس کی علت بیان کرنے مین مشہور
وجہ یہہ ہے جیسے ترمذی نے اس کی تصریح کی ہے کہ قوت حاصل کرنا ہے ساتھہ فطر کے واسطے رمضان کے
تاکہ اوس مین خوشی کے ساتھہ داخل ہووے اور بعضون نے کہا حکمت اسمین یہہ ہے کہ نفل فرض کے ساتھہ
مل نجاوے انتہی اس علت کے بیان کرنیسے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد اسسے روزہ نفلی ہے فرضی روزہ
مراد اوس سے نہین پس ان وجوہ سے یہ تاویل باطل ہوئی **چہارم** رمضان کے روزے رمضان کو دیکھنے
سے پہلے تو کسیطرح سے ادا ہو ہی نہین سکتے ہین اس لئے کہ سبب وجوب کا چاند دیکھنا ہے جب چاند
دیکھا جاویگا تو اوسوقت روزے واجب ہونگے ابھی قبل چاند سے تو واجب نہین ہوئے ہین پھر قبل وجوب
کے ادا کیسے جائز ہو سکتے ہے ایسا ہو تو گرمی کے روزے قبل وجوب جاڑے کی موسم مین جائز ہو جاوین
حالانکہ یہہ بات بالاجماع باطل ہے اور جبکہ قبل وجوب کے ادا جائز ہی نہین ہے تو پھر یہہ نہی کس چیز
سے واقع ہوئی اور اس ممانعت کا کیا معنے ہوا شعبان کے دنون مین رمضان کا روزہ ادا کرنا تو سرے
سے جائز ہی نہین ہے **مسئلہ سی و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ صَوْمُ يَوْمِ النَّحْرِ اَفْطَرَ وَقَضٰى وَاِنْ
صَامَ فِيْهِ يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ یعنی اگر کہا کہ مجھپر اللہ کے واسطے بقرعید کے دن کا روزہ ہے افطار کرے
اور قضا کرے اور اگر اوسمین روزہ رکھہ لیوے تو جائز ہے ذمہ سے نکل جاویگا مطلب یہہ کہ اگر کوئی شخص
یہ نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام مثلا ہو جاویگا تو مین اللہ کیواسطے بقرعید کے دن روزہ رکھون گا تو یہہ
نذر اوس کی صحیح ہے اور اوسدن روزہ رکھنا جائز ہے اگر اوسدن نہ رکھیگا تو اوس کی قضا واجب

اَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ الْیَوْمَ یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ مقدم کرے کوئی رمضان سے روزہ ایک دن کا یا دو دن کا مگر وہ شخص جس کی عادت روزہ رکھنے کی ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسدن کا **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارمی وغیرہ میں عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اوس نے کہا کہ جس شخص نے شک کے روز روزہ رکھا اوس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو وقت دیکھنے چاند کے اور افطار کرو وقت دیکھنے چاند کے پس اگر ابر کیا جاوے تمپر تو شعبان کی تیس دن پورے کرو **فائدہ** ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شک کے دن کوئی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے نہ فرضی اور نہ نفلی مگر جسکی ہمیشہ عادت ہو امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ان حدیثوں میں دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور مالک اور جمہور کے یہہ کہ نہیں جائز ہے روزہ رکھنا دن شک کے اور نہیں جائز ہے روزہ رکھنا تیسوین شعبان کی رمضان کا جب کہ تیسوین کو دن ابر ہو انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثوں کو نہیں مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہیں لَا یَصُوْمُ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ اِلَّا تَطَوُّعًا یعنی نہ روزہ رکھے دن شک کے مگر نفل روزہ **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے نہیں صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھہ اوس کے اور اگر بفرض محال صحیح بھی ہو تو معارض ہوگی ان حدیثوں کے جو صحیح متفق علیہ ہیں پس صحیحین کی حدیثوں کو ترجیح دیجاویگی اور حدیث لایتقدمن رمضان کی حنفیہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اسسے روزہ رمضان کا ہے اس لیے کہ تقدم اوسی صورت میں ثابت ہوگا نفلی میں تقدم ثابت نہیں ہوگا کیونکہ شعبان تو کل مہینے میں نفلی روزہ جائز ہے اوسمیں تقدم رمضان صادق نہیں آویگا **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہہ کہ اسکا یہ معنی نہیں ہے کہ خود رمضان کا روزہ اپنے وقت سے مقدم کرے بلکہ اسکا معنی یہہ ہے کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے مقدم کرے پس اندریصورت کوئی بھی استحالہ لازم نہیں آتا اور تقدم رمضان کا ثابت

کرنا بالاجماع حرام ہے اس لیئے کہ وہ مثل نذر کی ہے جب ضرورت ہو اور نفس موجود نہو تو اوسوقت
قیاس کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے جیسے کہ ہدایہ شریف مین لکھا ہے والقیاس فی مقابلۃ النص
المنقول غیر مقبول انتہی **اور** نیز یہہ دلیل روزہ کفارہ اور نذر غیر معین اور نفلی مین بھی جاری ہے
پھر اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بھی اسدن مین رکھنا جائز ہو جاوے حالانکہ اوسکا رکھنا اسدن مین تمہارے
نزدیک بھی جائز نہین ہے **اور** نیز ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ یہہ روزہ اوس کے حق مین مشروع
ہے اس لیئے کہ نذر معین گو فی نفسہ جائز اور مشروع ہے ولیکن چونکہ اوس نے اسکو ایسے وقت کے
ساتھ مقید کیا ہے جسمین روزہ رکھنا مطلق حرام ہے اس وجہ اور اس سبب سے وہ بھی ممنوع ہو گیا مشروع
نرہا جیسے کہ مذہب جمہور علما کا ہے کما مر **مسئلہ چہلم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ دَخَلَ فِیْ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ اَوْ فِیْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ ثُمَّ
اَفْسَدَہٗ قَضَاءُ مَتَنْ جمہ اور جو شخص داخل ہوا نفلی نماز مین یا نفلی روزہ مین پھر اوسکو توڑ دیا
تو اوسکو قضا کرے اس کا مطلب یہہ ہے کہ جو شخص نفلی روزہ رکھکر توڑ ڈالی اوس کی قضا اوسپر واجب
ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**
صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّیْ اِذًا صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا
یَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُھْدِیَ لَنَا حَیْسٌ فَقَالَ اَرِیْنِیْہِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا
فَاَکَلَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ لَحِیْسٌ فَخَبَّاْتُ لَہٗ فَقَالَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ ذٰلِکَ بِمَنْزِلَۃِ
الرَّجُلِ یُخْرِجُ الصَّدَقَۃَ مِنْ مَالِہٖ فَاِنْ شَاءَ اَمْضَاھَا وَاِنْ شَاءَ اَمْسَکَھَا یعنی اوس نے
کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز
ہے یعنی کچھ کسی قسم کا کھانا ہے پس ہمنے کہا نہین فرمایا پس اب مین روزہ دار ہون پھر دوسرے روز
ہمارے پاس آپ تشریف لائے سو ہمنے کہا ای رسول اللہ کسیکو کھجور کا حلوا ہمارے پاس ہدیہ بھیجا گیا ہے
سو آپ نے فرمایا وہ مجھکو دکھاؤ پس تحقیق مین آج صبح کو روزہ دار تھا سو آپنے کھایا طلحہ (راوی)
کہتے ہین کہ مین نے یہہ حدیث مجاہد کے پاس بیان کی پس اوس نے کہا کہ یہہ روزہ نفلی بمنزلہ صدقہ
کے ہے جسکو آدمی اپنے مال سے نکالتا ہے اگر جی چاہا تو دیدیا اور جی چاہا تو اپنے پاس روک رکھا

ہوگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثوں کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والاضحی یعنی منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے عید فطر کے دن اور بقر عید کے دن **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال ان ھذین یومین نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صیامھما یوم فطرکم من صیامکم والآخر یوم تاکلون فیہ من نسککم یعنی یہہ دونون دن ہین کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین روزہ رکھنے سے ایک دن تمہارے افطار کا روزے سے دوسرا دن جس مین تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن صیام یومین یوم الاضحی ویوم الفطر من رمضان یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو دن کے روزہ رکھنے سے بقر عید کے دن اور عید فطر کے دن **چوتھی حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صومین یوم الفطر ویوم الاضحی یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزہ رکھنے سے عید فطر کے دن اور عید اضحی کے دن

فائدہ ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے خواہ کوئی روزہ ہو۔ نذر کا ہووے یا نفلی ہووے یا کفارہ کا ہووے یا نذر معین کا ہووے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ولو نذر صومھما متعمدا بعینھما قال الشافعی والجمھور لا ینعقد نذرہ ولا یلزمہ قضاءھما وقال ابو حنیفۃ ینعقد ویلزمہ قضاؤھما قال فان صامھما اجزأہ وخالف الناس کلھم فی ذلک یعنی اگر خاص کر انہین دو دن کے روزے کی نذر مانی تو امام شافعی اور جمہور علما کے نزدیک یہہ نذر منعقد نہین ہوتی ہے اور نہ اوس کی قضا لازم آتی ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نذر صحیح ہے اور اوسپر قضا لازم ہے اور اگر خاص عیدون کے دن مین روزہ رکھ لیوے تو اوسکو کفایت کرتا ہے اور مخالف کی ہے امام ابو حنیفہ نے تمام جہان کی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اون کے مقابلہ مین قیاس کو پیش کرتے ہین یا یہ طور کہ اوسنے جائز روزے کی نذر مانی ہے اور یہی غیر چیز کی وجہ سے ہے پس نذر صحیح ہوجاویگی اخ ولیکن نفس کی مقابلہ مین قیاس

اوس کے موافق لوگون کے اسپر کہ روزہ نفلی کا توڑنا اور دن کو درمیان کہا لینا جائز ہے اور روزہ باطل ہو جاتا ہے قضا اوس کی واجب نہین ہوتی ہے اُس مین آدمی مختار ہے ابتدا مین بھی اور بعد رکھنے کے بھی اور ساتھ اسی کے قائل ہے ایک جماعت صحابہ کی اور احمد اور اسحاق اور دوسرے لوگ اصل کلام اون کی یہہ ہے وَفِي الْوَقَائِعِ الثَّانِيَةِ التَّصْرِيحُ بِالدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّ صَوْمَ النَّافِلَةِ يَجُوزُ قَطْعُهُ وَالْأَكْلُ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ لِأَنَّهُ نَفْلٌ فَهُوَ إِلَى خِيَرَةِ الْإِنْسَانِ فِي الِابْتِدَاءِ وَكَذَا فِي الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِهَذَا جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند مین کئی چیز پیش کرتے ہین **پہلی** سند ان دونون آیتون کو لاتے ہین لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو دوسری آیت فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا یعنی نہ نگاہ رکھی اونہون نے حق نگاہ رکھنے کا اوس کو کہتے ہین اس مین خدا تعالی نے اون کی مذمت کی ہے اسپر کہ یہود و نصاری نے ایسی عبادتون کو اختیار کیا جو اللہ تعالی نے اون پر نہین لکھی تھین پھر اون کی اونہون نے رعایت نہ کی جو حق رعایت کا تھا سو جواب **اول** اس کا یہہ ہے کہ اس کو نفلون پر قیاس کر لینا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ نفل تو ہم مین مشروع امر ہے بلکہ موجب ثواب عظیم ہے اور جس رہبانیت کو اونہون نے اختیار کیا تھا وہ اصل مین مشروع نہین تھے بلکہ در اصل وہ عبادت بدعت اور ناجائز تھی جیسے کہ اول آیت سے صاف ثابت ہے رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ یعنی ایسی فقیری اونہون نے بدعت نکالی جو ہمنے اون پر نہین لکھی تھی اور جب کہ اصل مین وہ رہبانیت اون کی بدعت ٹھہری اور التزام مالا یلزم کا ہوا تو پھر اوسکا تمام کرنا یا اوس کی قضا کا واجب ہونا کیسے جائز ہوگا جواب **دوم** اس کا یہہ کہ یہہ آیت اون کی رعایت نکرنے کی مذمت کے باب مین نہین ہے بلکہ ظاہر یہہ آیت اون کی اس رہبانیت اور عبادات شاقہ کی ایجاد کرنی اور اس نئی بدعت کے نکالنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہے اس لیے کہ وہ رہبانیت التزام مالا یلزم کا تھا پھر اوس کی رعایت کا کیسے حکم ہوتا اور اوس کی نہ رعایت رکھنے کا یہہ مطلب ہے کہ جب اونھون نے اکثار عبادت اور اعمال شاقہ اختیار کیے تو وہ اوس مین تھک گئے اور تھک کر اصل عبادت بھی رہنے اور تھوڑی عبادت جو مشروع تھی اوس کے ادا کرنے سے بھی عاجز آئے نہ یہ کہ رہبانیت مبتدعہ کی رعایت نکرنے کی وجہ سے اون کی مذمت ہوئی

ص ۱۲ عبارت صحیح مسلم دہلی کی جلد اول ص ۳۶۱ سطر ۱۲

یعنی نفلی روزے کا بھی یہی حال ہے آدمی کو اُس میں اختیار ہے خواہ رکھکر تمام کرے خواہ توڑ ڈالے
کسی قسم کا اس میں مواخذہ نہیں ہے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی اور مسند
امام احمد میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قالت کان یوم الفتح فتح مکۃ جاءت فاطمۃ
جلست علی یسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وام ہانی عن یمینہ فجاءت الولیدۃ
باناء فیہ شراب فناولتہ فشرب منہ ثم ناولتہ ام ہانی فشربت منہ فقالت یا رسول
اللہ لقد افطرت وکنت صائمۃ فقال ہل کنت تقضین شیئا قالت لا قال فلا یضرک
ان کان تطوعا وفی روایۃ لاحمد والترمذی نحوہ وفیہ فقالت یا رسول اللہ انی
کنت صائمۃ فقال الصائم المتطوع امیر نفسہ ان شاء صام وان شاء افطر
یعنی اوس نے کہا کہ جسدن مکہ فتح ہوا آئین فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بائین طرف بیٹھ گئین اور ام ہانی آپ کی داہنی طرف تھی پس لڑکی پانی کا برتن لائی سو مین نے آپ
کو پکڑا دیا سو آپ نے اوس مین سے پیا پھر ام ہانی کو پکڑا دیا سو اُس نے اوس مین سے پیا پس اُسنے کہا ای
رسول اللہ کے البتہ مین نے روزہ توڑ ڈالا ہے اور مین روزہ دار تھی سو آپنے اُسکو فرمایا کیا تو کوئی روزہ
قضا کر رہی تھی (یعنی تیرا کوئی فرض یا واجب روزہ پہلے کا قضا ہوا ہوا تھا جس کے بدلہ آج روزہ
رکھا تھا) اوس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اگر نفلی روزہ تھا تو تجھکو نقصان نہیں دیتا اور ایک
روایت مین ترمذی اور احمد کے یہہ ہے کہ ام ہانی نے کہا ای رسول اللہ کے خبردار ہو تحقیق مین نے روزہ
رکھا ہوا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفلی روزہ رکھنے والا اپنی جان کا امیر اور مختار
ہے اگر جی چاہا تو روزہ تمام کر لیا اور جی چاہا تو توڑ دیا **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے نفلی روزہ رکھا ہو اوسکو اختیار ہے خواہ تمام کرے خواہ توڑ ڈالے اوسپر
اوس کی قضا واجب نہین ہوتی ہے اس لئے کہ حدیث مین صاف موجود ہے کہ یہہ تجھکو نقصان اور ضرر
نہین پہونچاتا پس اگر قضا واجب ہوتی تو پھر یہہ ضرر ہے اسی طرح دوسری روایت مین ہے
کہ نفل روزہ رکھنے والا اپنی جان کا سردار ہے پس اگر اوسکا تمام کرنا واجب ہو گیا اور قضا اوس کی اُسپر
لازم ہو گئی تو پھر اپنے نفس کا امیر کیسے ہوا امیر ہونے کی حالت مین قضا کا واجب ہونا ممکن نہین ہے **اور**
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین صریح دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان رضہ انتہی"

لائق حجت کے نہین چنانچہ شرح نخبہ کے حاشیہ مین لکھا ہے اِعْلَمْ اَنَّ کَوْنَ الْمُرْسَلِ حَدِیْثًا ضَعِیْفًا مَرْدُوْدًا لَا یُحْتَجُّ بِہٖ مَذْھَبُ جَمَاھِیْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَکَذَا الشَّافِعِیُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْفُقَھَاءِ وَاَصْحَابُ الْاُصُوْلِ یعنی جان رکھہ تو کہ تحقیق مرسل حدیث جمہور محدثین اور اکثر فقہا اور اصول والون کی ضعیف اور مردود ہے لائق حجت پکڑنے کی نہین ہے اور امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ثُمَّ مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اَوْ جُمْھُوْرِھِمْ وَجَمَاعَۃٍ مِّنَ الْفُقَھَاءِ اَنَّہٗ لَا یُحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام شافعی اور جمہور یا تمام محدثین اور جماعت فقہا کا یہ مذہب ہے کہ مرسل حجت پکڑنے کی لائق نہین ہی انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنا جائز نہوگا خاصکر صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثون کے مقابلہ مین تو بطریق اولی لائق حجت نہین رہے گی اور بر تقدیر صحت اس امر کو استحباب پر محمول کیا جاویگا یعنی پہر قضا کرکے رکھنا مستحب ہے اور موجب اس عمل کردہ حدیثین صحیحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑدینے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین پس اسے سب حدیثون مین بوجہ احسن تطبیق ہوجاویگی فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالنِّیَّاتِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی التَّلْوِیْحِ پس باوجود امکان تطبیق کی ایک حدیث کو رد کردینا کسی مسلمان کو کب جائز ہے اور اس سے شیخ ابن ہمام کا قول بھی مردود ہوگیا جو اس نے کہا ہے کہ اس امر کو استحباب پر حمل کرنے کا کوئی موجب نہین ہے اس قول ابن ہمام کی یہ ہے کہ موجب اس حمل کی وہ حدیثین صحیحہ صریحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑنے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین اتنی زیادہ تر موجب کس جابر کا نام ہے **اور** نیز یہہ بھی احتمال ہے کہ یہہ روزہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نذر کا ہو یا قضا کا ہو اس وجہ سے اونکو قضا کا حکم فرمایا ہو جیسے کہ علماء شافعیہ کا مذہب ہے **تیسری سند** حنفیہ یہہ لاتے ہین کہ نفلی حج اور عمرہ توڑنے سے اوس کی قضا واجب ہوجاتی ہے پس یہان بھی نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب ہوگی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ ایک امر نفلی توڑنے سے قضا کا واجب ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ تمام ہر قسم کے نوافل توڑنے مین اوس کی قضا واجب ہوجاوے ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے ہوسکتا ہے کہ یہان ہو اور وہان نہو خاصکر یہان باحناف مین تو نصوص صحیحہ صریحہ موجود ہین جو نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب نہونے پر دلالت کرتے ہین **اور** ایک عذر حنفیہ یہہ پیش کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر سے افطار کردیا ہوگا **سو جواب** اس کا

۱ نووی کی کلام سے یہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مذمت اون لوگون کی اکثار عبادت پر ہوئی ہے اس لئے کہ پہلے امام نووی نے یہہ لکھا ہے وَحَاصِلُ الْحَدِيثِ النَّهْيُ عَنِ التَّعَمُّقِ وَالْإِكْثَارِ مِنَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي خَافَ تَكْلِيمُ الْمَلَلِ بِهَا أَوْ تَرْكُهَا أَوْ تَرْكُ بَعْضِهَا پھر بعد اوس کے یہہ لکھا ہے وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا أَكْثَرُوا الْعِبَادَةَ ثُمَّ تَرَهَّبُوا فِيهَا یعنی تحقیق مذمت کی ہے اللہ تعالی نے اُس قوم کی جنہون نے بہت عبادت اختیار کی پھر اوس مین قصور کیا یعنی تھک کر عبادت کرنے سے عاجز آگئے پس امام نووی کا اس آیت کو اس حدیث کے تحت مین لانا صریح دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہہ مذمت اون کی اکثار عبادت و اعمال شاقہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہوئی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس مین اعمال متروکہ کی قضا کا حکم نہین کیا ہے پس اسکے قضا ثابت نہین ہو سکے گی **پھر جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ دونون آیتین مخصوص البعض ہین اس لئے کہ عیدین کے دن نفلی روزہ رکھکر توڑنا حنفیہ کے نزدیک بھی جائز ہے اور اوسپر قضا بھی نہین آتی ہے موافق قول امام اعظم کے پس یہہ روزہ اون کی عموم سے مخصوص ہوا پس یہہ دونون آیتین اس تخصیص کی وجہ سے ظنی ہو گئین اب تخصیص اون کی ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے اور یہ صورت تخصیص ان کی ساتھ ان حدیثون مذکورہ کے جن سے نفلی روزہ مین اختیار ثابت ہوتا ہے بالاتفاق جائز ہوگی وقد مر بیانہ پس نفلی روزے کے توڑنے کا اختیار ان آیتون کے عموم ممانعت سے خارج رہیگا یہہ ممانعت اوس کو شامل نہین ہو سکے گی پس ان آیتون سے استدلال کرنا باطل ہو گیا **دوسری سند** حنفیہ یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین زہری سے روایت ہے وہ عروہ سے روایت کرتا ہے وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتا ہے قَالَتْ كُنْتُ وَأَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ **سو** جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ مرسل ہے چنانچہ مشکوۃ مین لکھا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا أَصَحُّ یعنی روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی نے اور ذکر کیا ہے اوس نے حافظون کی ایک جماعت کو جنہون نے روایت کیا ہے زہری سے وہ روایت کرتا ہے عائشہ سے مرسل طور پر اور نہین ذکر کیا ہے انھون نے اوس مین عروہ کا واسطہ اور یہہ مرسل ہونا زیادہ تر صحیح ہے انتہی اور حدیث مرسل

عائشہ رضہ کسی حال مین صحیح نہین انتہی قال الحافظ اتفقوا علی ارسالہ وقوارہ الحفاظ علی الحکم بضعفہ وضعف احمد والبخاری الخ اھ مرسل اھ وروی عن ابن جریج قال سألت الزہری ثلثۃ احادیث عن عائشۃ قال لم اسمع من عروۃ فی ہذا شیئا انتہی مختصرا نیل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ الْبِرَّ يُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ یعنی اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھے پھر اعتکاف کی جگہہ مین داخل ہوتے اور جب آپنے رمضان کے عشرہ مین اعتکاف کا ارادہ کیا تو ایک پردہ کھڑا کرنے کا حکم فرمایا پس کھڑا کیا گیا اور زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے واسطے پردہ کھڑا کرنیکا حکم کیا پس گاڑا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیویون نے بھی اپنا اپنا پردہ کھڑا کرنے کا حکم کیا پس گاڑا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح کی نماز نہ پڑھی تو آپنے کئی پردے کھڑے ہوئے دیکھے فرمایا نیکی کا ارادہ کرتے ہین سو آپنے اپنے پردے کے اوکھاڑنے کا حکم فرمایا سو اوکھاڑا گیا اور اس رمضان مین اعتکاف ترک کردیا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ الْاِعْتِكَافَ لَا يَصِحُّ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ وَأَصْحَابَهُ إِنَّمَا اعْتَكَفُوا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمَشَقَّةِ فِي مُلَازَمَتِهِ فَلَوْ جَازَ فِي الْبَيْتِ لَفَعَلُوهُ وَلَوْ مَرَّةً لَا سِيَّمَا النِّسَاءُ لِأَنَّ مَاجَتَهُنَّ إِلَيْهِ فِي الْبُيُوتِ أَكْثَرُ وَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ اخْتِصَاصِهِ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي غَيْرِهِ هُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ سَوَاءٌ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ **یعنی** ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ اعتکاف نہین صحیح ہوتا ہے مگر مسجد مین اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بیوبیین اور آپکے اصحاب سوا اسکے نہین اعتکاف کیا ہے اونہون نے مسجد مین باوجود مشقت اور تکلیف کی اُس کی ملازمت مین پس اگر گھر مین اعتکاف کرنا جایز ہوتا تو اوسکو لوگ کرتے اگرچہ ایک ہی مرتبہ سہی خاصکر عورتین کہ اونکی حاجت طرف اُس کے گھر دن مین بہت ہے اور یہہ جو ذکر کیا ہے اُس کا مسجد کے ساتھہ خاص ہونا اور دوسری جگہہ صحیح نہونا یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علما کا خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو انتہی **مسئلہ چہارم دوم** اور ملیک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے بِخِلَافِ مَا إِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّهُ يُبَاحُ لَهَا الْخُرُوجُ إِلَى الْحَاجِّ دُونَ السَّفَرِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ یعنی بخلاف اسکے کہ ہو درمیان مکے اور عورت کے کم سفر تین دن سے اس لیے کہ مباح ہے اُس کے واسطے نکلنا طرف الیسے سفر کی بغیر محرم کے یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دو دن رات یا ایکدن رات کا سفر عورت کو بغیر محرم کے کرنا جایز ہے حج ہو یا غیر حج

عبارت صحیح مسلم دہلی کے ۱۶ صفحہ ۲۷۱ مین ہے ۱۲ منہ

عبارت مصون ہدایہ مطبوعہ دہلی کے جلد اول کے صفحہ ۱۵۷ مین ہے ۱۲ منہ

یہہ ہے کہ یہہ عذر بھی بحسب لغو اور باطل ہے اس لئے کہ حدیث مین عموم طور سے صریح موجود ہے کہ نفلی روزہ والا اپنے نفس کا امیر ہے وہ عذر اس عموم حدیث مین کیسے چل سکے گا **اور** ایک عذر حنفیہ یہہ پیش کرتے ہین کہ اس حدیث مین قضا یا عدم قضا کا ذکر کچھہ نہین ہے پس احتمال ہے کہ قضا کر لیا ہوگا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس کا امیر ہے اس عذر کے باطل ہونے پر صریح دلالت کرتا ہے اس لئے کہ مجرد شروع سے نفلی روزے ہمارے نزدیک واجب و لازم ہو جاتے ہین اونکا توڑنا ممنوع ہو جاتا ہے پھر اندریصورت اوس روزہ دار کا اپنے نفس پر امیر ہونا کیسے ممکن ہے پس حنفیون کی سب تاویلین باطل ہوگئین اور کوئی عذر اون کا اب باقی نرہا بعضے حنفی اس حدیث سے سند لانے نہین جسمین ذکر ہے کہ حضرتؐ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپنے فرمایا کھانے کو لیجاؤ مین روزہ دار ہون **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اوسکا وجوب ثابت نہین ہوتا ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہین کبھی ایسا بھی کیا ہوگا کبھی توڑ دیا اور کبھی نہین توڑا سمین مناقات ہی کیا ہے مذہب اور استحباب کا یہی شان ہے کبھی کر لیا اور کبھی نہین کیا دونون طرف کا اختیار ہوتا ہے پس اس مین یہہ کہنا صحیح نہین ہے کہ اس نے یہ کام کیون نہین کیا یا کیون کیا علاوہ ازین اوس کے مستحب ہونے کے ہم بھی قائل ہین مستحب یہی ہے کہ اوسکو تمام کرے اور یہی اس حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے **اور** نیز اگر آپ کے نہ توڑنے سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے تو یہہ اسی طرح آپکے توڑ دینے سے اوس کی حرمت ثابت ہو جاویگی فھو جوابکم

مسئلہ چہل و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کہتے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اَلْمَرْاَۃُ تَعْتَکِفُ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِھَا وَھُوَ الْمَوْضِعُ الْمُھَیَّاُ لِصَلٰوتِھَا ترجمہ اور عورت اپنے گھر کی مسجد مین اعتکاف بیٹھے اور گھر کی مسجد وہ ہے جو گھر مین ایک جگہہ نماز کے واسطے مقرر کی ہوتی ہے اور یہہ مذہب اعظم کا ہے سو یہہ مذہب امام اعظم کا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَہٗ وَاِنَّہٗ اَمَرَ بِخِبَآءٍ فَضُرِبَ لَمَّا اَرَادَ الْاِعْتِکَافَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَاَمَرَتْ بِخِبَآئِھَا فَضُرِبَ وَاَمَرَ اللّٰہُ غَیْرُھَا مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخِبَآئِھَا فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

احرام مین اسواسطے کہ کیا جاتا ہے ساتھہ اوس کے جو کیا جاتا ہے ساتھہ حلال کے اوس کا سر اور منہہ ڈھانکنا
ساتھہ کفن کے مطلب اس کا یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے احرام کی حالت مین مرجاوے تو اوس کا سر اور منہہ کفن
کے ساتھہ ڈھانک دیا جاوے جیسے کہ اور سب لوگون کو کفن دیا جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی اَنَّ
رَجُلًا وَقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهُ وَلَا رَأْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا یعنی ایک
مرد کو اوس کی سواری نے روندڈالا اور حالانکہ وہ احرام مین تہا پس مرگیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ پانی اور بیر کے پتون کے ساتھہ اوسکو غسل دو اور اوسی کے دونون کپڑون مین اوسکو کفن دو اور
اوسکے منہہ اور سر کو مت ڈھانکو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اوٹھایا جاوے گا **فائدہ**
فِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَمُوَافِقِيْهِمْ فِيْ اَنَّ الْمُحْرِمَ اِذَا مَاتَ
لَا يَجُوْزُ اَنْ يُلْبَسَ الْمَخِيْطَ وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ وَلَا يُمَسَّ طِيْبًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ظاہر ہے واسطے مذہب
شافعی اور احمد اور اسحاق اور اون کے موافق لوگون کی اس بات مین کہ محرم جب مرجاوے تو نہین جائز ہے
اوسکو سلا ہوا کپڑا پہنانا اور اوس کا سر ڈھانکا جاوے اور اوسکو خوشبو نہ لگائی جاوے انتہی **تنبیہ**
حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ وہ اوسی شخص کے ساتھہ خاص تھا اوسکو احرام کے ساتھہ دفن
کرنے کی خصوصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوئی تھی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ محض دعوی
ہی اوسپر کوئی دلیل نہین اور دعوی بلا دلیل مردود ہوتا ہی خاصکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو احرام
کے ساتھہ دفن کرنے کی یہہ علت بیان کی کہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اوٹھایا جاویگا پس یہہ علت صریحًا عموم
پر دلالت کرتی ہی اور ایک حدیث بھی اس باب مین حنفیہ سند لاتے ہین لیکن وہ حدیث نہایت ہی ضعیف اور
بے سند ہے پس اس حدیث صحیح کے مقابلہ مین اوس کو ساتھہ حجت پکڑنا جائز نہین ہوگا **مسئلہ چہل**
و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
اِذَا دَخَلَ مَكَّةَ ابْتَدَاَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلٰثِ الْاُوَلِ مِنْهَا وَيَسْعٰى بَعْدَهَا
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهٰذَا اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ ثُمَّ يَبْدَاُ بِاَفْعَالِ الْحَجِّ فَيَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ
سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَسْعٰى بَعْدَهُ مطلب اسکا یہہ ہے کہ جو شخص قارن ہو یعنی حج اور عمرہ کو جمع کرکے دونون

اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف حدیث ہے ان تین حدیثوں کے پہلی
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رض سے روایت ہے لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا
وَمَعَهَا مَحْرَمٌ یعنی ہرگز سفر نکرے عورت بغیر محرم کے **دوسری حدیث** بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رض
سے روایت ہے لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی نہ سفر کرے کوئی عورت
بقدر چلنے ایک دن کے **تیسری حدیث** ابن عباس رض سے روایت ہے لَا تَحُجَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا
مَحْرَمٌ یعنی نہ حج کرے کوئی عورت سوا محرم کے **چوتھی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رض
سے روایت ہے لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا یعنے
نہیں حلال ہے کسی عورت کو کہ اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتی ہو کہ سفر کرے دو دن کا
بغیر اپنے خاوند کے **فائدہ** ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ عورت کو بغیر محرم کے دو دن بلکہ ایک
دن کا سفر کرنا بھی جائز نہیں اور شیخ عبدالحق نے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے لَيْسَ الْمُرَادُ
التَّحْدِيدَ بَلْ كُلَّمَا يُسَمَّى سَفَرًا فِي الْمَرْأَةِ بِدُونِ ثَلَاثَةٍ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ
مِنَ الشَّارِعِ لِلسَّفَرِ وَأَحْكَامِهِ حَدٌّ مُعَيَّنٌ بَلْ يَشْمَلُ كُلَّ مَسَافَةٍ قَصِيرَةٍ وَطَوِيلَةٍ كَمَا وَرَدَ
فِي الْأَحَادِيثِ السَّفَرُ مُطْلَقٌ انْتَهَى مُلَخَّصًا یعنی مراد حد مقرر کرنا نہیں بلکہ جسقدر مسافت کا
نام سفر رکھا جاوے اُسمیں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں اور محدثین کے نزدیک شارع
علیہ السلام کیطرف سے سفر اور اُسکے احکام کیواسطے کوئی حد معین ثابت نہیں ہوئی بلکہ شارع
نے ہر قدر سفر کو تھوڑا ہو یا بہت ہو اور حدیثوں سے فقط سفر مطلق ثابت ہوتا ہے انتہے
پس شیخ صاحب کی کلام سے ثابت ہوا کہ دو دن رات اور ایک دن رات کے چلنے کو
بھی سفر کا عموم شامل ہے اور سفر کی کوئی حد مقرر نہیں تھوڑا ہو یا بہت ہو سب کو سفر کہا
جاتا ہے بلکہ اگر ایک دن رات سے بھی کم ہو تو اُسمیں بھی عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا
جائز نہیں ہے پس اگر مکہ ایک دن یا دو دن کی راہ پر ہو تو کسی عورت کو بغیر محرم حج کرنا جائز
نہیں ہے **مسئلہ چہل و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ کفایہ شرح ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہے وَقَدْ جَاءَ عَلَى خِلَافِ حُكْمِ هَذَا الْحَدِيثِ فِي مُحَرِّمٍ مَاتَتْ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ
مِنْ تَغْلِيظِ رَأْيِهِ وَجَهْلِهِ بِالْكُفْرِ عِنْدَنَا یعنی مذہب ہمارا اس حدیث کے برخلاف ہے محرم میں جو مر جاوے اپنے

کیا اوسپر اور نہ قربانی کی اور حلق کیا اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے جو اوسپر حرام ہوئی تھی یہانتک
کہ قربانی کا دن آیا سو قربانی کی اوس نے اور حلق کیا اور جانا کہ حج اور عمرہ کا طواف پہلے طواف کے
ساتھ پورا کر چکا ہون یعنی دونونکے واسطے فقط پہلا طواف ہی کافی ہوگیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کہا کہ اسیطرح کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى اَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيْهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ عَنْ طَوَافِ الرُّكْنِ وَاَنَّهٗ يَقْتَصِرُ عَلٰى اَفْعَالِ الْحَجِّ وَ
تَنْدَرِجُ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ كُلُّهَا فِيْ اَفْعَالِ الْحَجِّ وَبِهٰذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ
وَعَائِشَةَ وَمَالِكٍ وَّاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَدَاوٗدَ وَفِيْهِ اَيْضًا فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ لِّمَا قُلْنَا
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَارِنًا وَّاَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيْهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَسَعْيٌ وَّاحِدٌ
یعنی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ قارن کو طواف رکن کے بدلے فقط ایک طواف کفایت کرتا ہے اور اس پر
کہ وہ افعال حج پر بس کرے اور افعال عمرہ کے سب حج کے کامون مین ادا ہو جاتے ہین اور ساتھ اسی کے
قائل ہین شافعی اور یہی مذہب حکایت کیا گیا ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور مالک اور احمد اور اسحاق
اور داؤد سے اور اوسی ہین دوسری جگہ ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے واسطے اسکے جو ہمنے پہلے لکھا ہے
کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے (یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ جمع کیا ہوا تھا) اور اسپر کہ قارن کو فقط
ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے انتہی اور یہی مذہب جمہور کا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض طواف
کے بارے مین نقل کرتے ہین تو وہ ثابت نہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُو الْمُنْذِرِ لَمْ يَثْبُتْ
هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ انتہی **تنبیہ** جو یہ حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین
کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے علیحدہ ایک ایک طواف کیا ہے یا مراد یہ ہے کہ بعد وقوف عرفہ کے
تھا ایک ہی طواف کیا **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہے اس لئے کہ اس
حدیث مین کلمہ انما کا موجود ہے جو صریح دلالت کرتا ہے حصر پر اس سے دو طواف مراد لینی اس حصر کے صریح
خلاف ہین **اور** نیز دوسری حدیث مین بھی صریح موجود ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان فقط ایک ہی
طواف کیا اس حدیث مین وہ تاویل کہان چل سکے گی اور صفا اور مروہ کا ذکر اس تاویل کو باطل کیون نہین کریگا
والفرق الا متثنا یہ اس تاویل کو کسطرح صحیح دے دیگا اور یہ حدیث اس باب مین حنفیہ سند لاتے ہین وہ
ضعف سے قابل حجت نہین ہے خاصکر صحیحین کی حدیثون کے مقابلہ مین تو بطریق اولی حجت نہین ہو سکتی ہے

کے ساتھ نیت کی ہو وہ شخص دو طواف کرے اور دو ہی سعی کرے ایک طواف اور ایک سعی حج کی واسطے
اور ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کیواسطے کرے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف
ہے ان تین حدیثون کے پہلی حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت
ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَانُوْا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی لیکن جن لوگون
نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تہا یعنی قران کیا تہا پس سوا اس کے نہین کہ اونہون نے فقط ایک ہی طواف کیا
دوسری حدیث صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ لَمْ یَطُفِ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَصْحَابُہٗ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی اس نے کہا
نہین طواف کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے صفا اور مروہ کے درمیان مگر ایک
طواف تیسری حدیث صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہٗ خَرَجَ فِی الْفِتْنَةِ
مُعْتَمِرًا فَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْنَا کَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَخَرَجَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰی اِذَا ظَهَرَ عَلَی الْبَیْدَاءِ اِلْتَفَتَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا
اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا جَاءَ الْبَیْتَ طَافَ لَهُمْ
سَبْعًا وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ یَزِدْ عَلَیْہِ وَرَاٰی اَنْ قَدْ اَجْزَاَ عَنْہُ وَاَهْدٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ
ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَطَافَ بِالْبَیْتِ
وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ یَرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحْلِقْ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْہُ حَتّٰی
کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِہِ الْاَوَّلِ وَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ
کَذٰلِکَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی ابن عمر حجاج کے فتنہ کے دنون مین عمرہ کی نیت سے
نکلے اور اور کہا کہ اگر ہمین بیت اللہ سے روکا گیا تو کرینگے ہم جیسا کہ کیا ہے ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو نکلا اور احرام باندہا ساتہہ عمرہ کے اور چلے یہانتک کہ جب بیدا پر پہونچے اپنے یارون کی طرف دیکہا اور
کہا نہین ہے حال اون دونون کا مگر ایک گواہ کرتا ہون مین تمکو اس بات پر کہ مین نے واجب کیا ہے حج کو
ساتہہ عمرہ کے پس چلے یہانتک کہ جب بیت اللہ مین پہونچے تو اوس کے گرد طواف کئے اور صفا مروہ مین
سات مرتبہ دوڑے اسپر کچہہ زیادہ نہ کیا اور دیکہا اوس نے کہ وہ اوسکو کافی ہو گیا ہے اور قربانی کی اور ایک
روایت مین ہے کہ دونون کیواسطے فقط ایک طواف اور ایک سعی کی اور ایک روایت مین ہے اور نہ زیادہ

اور امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے وَاَجَابُوْا
مِنْ اَحَادِیْثِ الْبَابِ بِاَجْوِبَةٍ مُتَعَسِّفَةٍ مِنْهَا مَاسَلَكَ مِنَ
الطَّحَاوِیِّ عَلٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ وَ مِنْهَا جَوَابُهٗ عَنْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ
بِاَنَّهَا اَرَادَتْ بِقَوْلِهَا جَمَعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمْعَ مُتْعَةٍ لَا جَمْعَ
قِرَانٍ وَهٰذَا مِمَّا یَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَاِنَّ حَدِیْثَ عَائِشَةَ مُصَرِّحٌ بِفَصْلِ
مَنْ تَمَتَّعَ مِمَّنْ قَرَنَ وَمَا یَفْعَلُهٗ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَمَا فِیْ
حَدِیْثِ الْبَابِ الْمَذْكُوْرِ فَاِنَّهَا قَالَتْ فَطَافَ الَّذِیْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا
بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَتْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ جَمَعُوا الخ وَاسْتَدَلُّوْا عَلٰی مَاذَهَبُوْا
اِلَیْهِ بِمَا اَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَغَیْرُهُمَا عَنْ عَلِیٍّ عَلَیْهِ
السَّلَامُ اَنَّهٗ جَمَعَ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَطَافَ لَهُمَا طَوَافَیْنِ وَسَعٰی
لَهُمَا سَعْیَیْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ الْحَافِظُ وَطُرُقُهٗ ضَعِیْفَةٌ وَكَذَا رُوِیَ نَحْوُهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
بِاِسْنَادٍ ضَعِیْفٍ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ فِیْهِ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ وَ
هُوَ مَتْرُوْكٌ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا یَصِحُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِیْ ذٰلِكَ شَیْءٌ اَصْلًا وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ اِنْ
ثَبَتَتِ الرِّوَایَةُ اَنَّهٗ طَافَ طَوَافَیْنِ فَیُحْمَلُ عَلٰی طَوَافِ الْقُدُوْمِ
وَطَوَافِ الْاِفَاضَةِ وَاَمَّا السَّعْیُ مَرَّتَیْنِ فَلَمْ یَثْبُتْ اِنْتَهٰی عَلٰی اَنَّهٗ
ضُعِّفَ مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَا فِی الْفَتْحِ مِنْ اَنَّهٗ
قَدْ رَوٰی اَهْلُ بَیْتِهٖ عَنْهُ مِثْلَ الْجَمَاعَةِ قَالَ جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ
عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ كَانَ یَحْفَظُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لِلْقَارِنِ طَوَافًا
وَاحِدًا خِلَافَ مَا یَقُوْلُ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَمِمَّا یُضَعِّفُ مَا رُوِیَ عَنْهُ
مِنْ تَكْرَارِ الطَّوَافِ اَنَّ اَمْثَلَ طُرُقِهٖ عَنْهُ رِوَایَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْهُ وَقَدْ ذَكَرْنَا اَنَّهٗ كَانَ یَمْنَعُ مِنِ ابْتِدَاءِ الْاِهْلَالِ

حاشیہ: ۱ یہ حدیث امام زہری کی روایت سے ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے ہیں ۱۲
۲ بلوغ المرام صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۵ صفحہ ۲۰۳

علاوہ ازین جس حدیث مین دوسرے طواف کا ذکر ہی اوس مین دوسری طواف کو استحباب پر حمل کیا جاویگا تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہوجاوے پس اگر کوئی دوسرا طواف کرلے تو مستحب ہے اُس مین اوس کو ثواب ہے **مسئلہ چہل و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا بَأْسَ بِاَنْ یَّدْخُلَ اَھْلُ الذِّمَّۃِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ یعنی کچھہ خوف نہین ہی اسمین کہ اہل ذمہ کافر مسجد حرام مین داخل ہوجاوین مطلب یہہ ہے کہ اگر کافر ذمی مسجد حرام مین داخل ہووے تو کچھہ ڈر نہین ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس آیت کے اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا یعنی سوا اس کے نہین کہ مشرک لوگ ناپاک ہین پس نزدیک ہووین مسجد حرام کے اور مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْحَجَّۃِ الَّتِیْ اَمَّرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْھَا قَبْلَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ فِیْ رَھْطٍ اَمَّرَہُ اَنْ یُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ اَنْ لَّا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَّلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ یعنی بھیجا مجھکو ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس حج مین جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو امیر کیا تہا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ایک جماعت مین اوسکو حکم فرمایا کہ لوگون مین پکار کر کہدیوے خبردار ہو نہ حج کرے بیچے اس سال کے کوئی مشرک اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی اما قولہ تعالی اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ فَھُوَ خَاصٌّ بِالْحَرَمِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَا یَجُوْزُ دُخُوْلُہٗ الْحَرَمَ یعنی لیکن یہہ قول اللہ تعالی کا کہ سوا اس کے نہین مشرک ناپاک ہین پس مسجد حرام مین داخل نہووین پس یہہ آیت حرم کے ساتھہ خاص ہی اور ہم کہتے ہین کہ مشرک کا حرم مین داخل کرنا جائز نہین ہے انتہی **مسئلہ چہل و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ قَدَّمَ الرَّمْیَ فِی الْیَوْمِ الرَّابِعِ قَبْلَ الزَّوَالِ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنے اگر چوتھے روز نحر کے مقدم کرے رمی کو پہلے زوال کے تو جائز ہے **فائدہ** حج کے دنون مین گیارہوین اور بارہوین اور تیرہوین دن کی زوال کے بعد پہاڑیون کو کنکریان مارتے ہین سو اگر تیرہوین کے دن زوال سے پہلے کنکر مارلیوے تو حنفیہ کے نزدیک جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان تین حدیثون کے پہلے حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَمَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ یعنی اوسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پہلے یہہ فرمایا کہ طواف کیا اونہون
نے جنہون نے عمرہ کا احرام باندہا ہوا تھا پہر فرمایا اور لیکن جن
لوگون نے اپنے مذہب کے واسطے ساتھہ اوس چیز کے جو روایت کیا
ہے اوس کو عبد الرزاق اور دار قطنی وغیرہ نے حضرت علی رضہ سے
کہ اونہون نے حج اور عمرہ کو جمع کیا اور دونون کے واسطے دو طواف
کئے اور دو سعی کین پہر کہا کہ مینے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کو دیکہا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہین
اور ابن مسعود رضہ سے بہی اسناد ضعیف کے ساتھہ ایسی ہی روایت
آئی ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بہی ایسی ہی مروی ہے
ولیکن اوس کی اسناد مین حسن ابن عمارہ ہے اور وہ اہل حدیث کے
متروک ہے ابن حزم نے کہا کہ اس باب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ
سلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ہرگز کوئی چیز ثابت نہین
ہوئی امام بیہقی نے کہا کہ اگر دو طوافون کی روایت ثابت بہی ہو جاوے
تو مراد اُس سے طواف القدوم اور طواف الافاضہ رکھا
جاوے گا اور لیکن دو بار سعی کرنا تو ہرگز ثابت نہین ہوا ہے علاوہ
اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے برخلاف اس کے
ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ فتح الباری مین اون کے اہل بیت نے
مثل جماعت کی اون سے روایت کی ہے جعفر بن محمد صادق
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ واسطے قارن کے
فقط ایک ہی طواف ہے برخلاف قول اہل عراق کے پس
معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث دو طواف والی
ضعیف ہے اور نیز اون کی حدیث تکرار طواف کے ضعیف ہونے

حج اور عمرہ کو جمع کیا تہا اور دو طواف کئے حضور نے ۱۲

بِالْحَجِّ بِاَنْ يُدْخِلَ عَلَيْهِ عُمْرَةً وَاَنَّ الْقَارِنَ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ
وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ وَالَّذِيْنَ احْتَجُّوْا بِحَدِيْثِهٖ لَا يَقُوْلُوْنَ بِامْتِنَاعِ
اِدْخَالِ الْعُمْرَةِ عَلَى الْحَجِّ فَاِنْ كَانَ الطَّرِيْقُ صَحِيْحًا عِنْدَهُمْ لَزِمَهُمُ
الْعَمَلُ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ وَاِلَّا فَلَا حُجَّةَ فِيْهِ وَيُضَعِّفُ اَيْضًا مَا
رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مِنْ تَكْرَارِ الطَّوَافِ اَنَّهٗ قَدْ
ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ الْاِكْتِفَاءُ بِطَوَافٍ
وَاحِدٍ وَقَدِ احْتَجَّ اَبُوْ ثَوْرٍ عَلَى الْاِكْتِفَاءِ بِطَوَافٍ وَاحِدٍ لِلْقَارِنِ
بِحُجَّةٍ نَظَرِيَّةٍ فَقَالَ قَدْ اَجْزَنَا لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ مَعًا سَفَرًا
وَّاحِدًا وَّاِحْرَامًا وَّاحِدًا وَّتَلْبِيَةً فَكَذٰلِكَ يُجْزِءُ عَنْهُمَا طَوَافٌ
وَّاحِدٌ وَّسَعْيٌ وَّاحِدٌ حَكٰى هٰذَا عَنْهُ اِبْنُ الْمُنْذِرِ وَمِنْ جُمْلَةِ
مَا يُحْتَجُّ بِهٖ عَلٰى اَنَّهٗ يَكْفِي لَهُمَا طَوَافٌ وَّاحِدٌ حَدِيْثُ دَخَلَتِ
الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ صَحِيْحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذٰلِكَ
لِاَنَّهَا بَعْدَ دُخُوْلِهَا فِيْهِ لَا تَحْتَاجُ اِلٰى عَمَلٍ اٰخَرَ غَيْرِ عَمَلِهٖ وَالسُّنَّةُ
الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى مَا خَالَفَهَا
اِنْتَهٰى یعنی حنفیون نے ان حدیثون کے کئی جوابات
واہیات دیئے ہین بعض وہ ہین جو طحاوی سے ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث پر گذرے ہین اور بعض اون مین سے
یہہ ہے جو طحاوی نے کہا ہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی
عنہا کی قول جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ الخ سے جمع متعہ ہے....
یعنی اونہون نے تمتع کیا تہا نہ قران اور یہہ جواب تعجب سے
ہے اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے
مغایرت مین متمتع کی قارن سے اور دونون کے احکام علیحدہ علیحدہ
ہونے مین جیسے کہ حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے

سلم نے بحر یعنی دسوین کے دن پہاڑی کو کنکر مارے ضحی کے وقت اور لیکن نحر کے دن سے پیچھے پس جب آفتاب ڈھل جاوے **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قالت افاض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آخر یومہ حین صلی الظہر ثم رجع الی منی فمکث بھا لیالی ایام التشریق یرمی الجمرۃ اذا زالت الشمس کل جمرۃ بسبع حصیات یکبر مع کل حصاۃ ویقف عند الاولی والثانیۃ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر دن نحر کے ظہر کی نماز پڑھی تو طواف زیارت کیا پھر آپ منا کی طرف پھر گئے پھر تشریق کے دنون مین وہین ٹھہرے رہے کنکر مارتے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا ہر پہاڑی کو سات کنکریان ہر کنکر کے ساتھ تسبیح کہتے اور پہلی اور دوسری کے نزدیک کھڑے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین وبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال سألت ابن عمر متی ارمی الجمار قال اذا رمی امامک فارمہ فاعدت علیہ المسئلۃ فقال کنا نتحین فاذا زالت الشمس رمینا یعنی مین نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مین کسوقت کنکر مارون اوس نے کہا کہ جب تیرا امام کنکر مارے اوسوقت تو بھی کنکر مار پس لوٹایا مین نے سوال کو سو اوس نے کہا کہ ہم انتظاری کرتے رہتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تو ہم کنکر مارتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واما ایام التشریق فمذہبنا ومذہب مالک واحمد وجماہیر العلماء انہ لا یجوز الرمی فی الایام الثلثۃ الا بعد الزوال لھذا الحدیث الصحیح یعنی لیکن تشریق کے دن (جو مذکور ہو چکے ہین) پس مذہب ہمارا اور مذہب امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما کا یہ ہے کہ نہین جائز ہے کنکریان ان تینون دنون مین مگر بعد زوال کے ساتھ اس حدیث صحیح کے انتہی پس ثابت ہوا کہ قبل زوال کے کنکر مارنے جائز نہین ہین اگر جائز ہوتے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کرتے یا صحابہ سے کوئی کرتا صحابہ کو انتظاری کرنی کیا ضرر تھی کبھی جواز کیواسطے کوئی نکوئی تو ضرور کرتا اور پھر اگر اسدن مین جائز ہی تو دوسرے تیسرے دن قبل زوال کے کنکر مارنے جائز نہین اور جواز ترک اوسکا اوس دن مین اسکو مستلزم نہین کہ ہر وقت مین جائز ہو جاوے اور دوسرے دونون کا نہ ترک کرنا اسکو مستلزم نہین کہ قبل زوال کے جائز نہو اور اثر تخفیف کا اوسی شخص کے حق مین ظاہر ہوتا ہے جو چوتھے دن مکے کو چلا آوے اور جو وہان ٹھیرا رہے اوس کے حق مین اثر تخفیف کا ترک مین ظاہر نہین ہوتا ہے سو جب تخفیف ترک اوس نے قبول نہ کی جس کی اوسکو رخصت تھی تو اپنے وقت سے بھی مقدم کرنا بھی اوسکو جائز نہین ہے جب بوجہ مقیم رہنے کے رمی کا کرنا اوپر واجب ہو گیا جسکے بالکل ترک کرنے

کی یہہ دلیل ہے کہ بہت مشہور طریقہ اوس کے طریقون مین
سے وہ ہے جو عبد الرحمن نے اون سے روایت کی ہے
اور اوسی مین عبد الرحمن نے یہہ بہی ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ
تعالی عنہ حج کے اندر عمرہ داخل کرنے سے منع کرتے تہے اور
واسطے قارن کے دو طواف ہین اور دو سعی پس جو لوگ اس
حدیث کے ساتہہ استدلال کرتے ہین وہ حج مین عمرہ داخل کرنے کو
منع نہین کرتے پس اگر اون کے نزدیک یہہ حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ
کی صحیح ہے تو لازم آویگا اونکو حج مین عمرہ داخل کرنے سے منع کرنا
اور جو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے تکرار طواف کا مروی ہے وہ ضعیف
ہے اس لئے کہ صحیحین وغیرہ مین اون سے ساتہہ اسانید صحیحہ کے
ثابت ہو چکا ہے کہ قارن کو فقط ایک طواف کافی ہے اور قارن
کے واسطے فقط ایک طواف کافی ہونے پر ابو ثور نے ایک دلیل
عقلی بیان کی ہے وہ یہہ ہے کہ حج اور عمرہ اکٹہے کے واسطے
سب کے نزدیک ایک ہی سفر ہے اور ایک ہی احرام اور ایک
ہی تلبیہ پس اسی طرح لازم آتا ہے کہ دونون کے واسطے ایک ہی
طواف اور ایک ہی سعی کافی ہو جاوے حکایت کی ہے یہ دلیل
اوس سے ابن منذر نے اور جو حدیثین کہ قارن کے واسطے ایک طواف
کافی ہونے پر دلالت کرتی ہین اون مین سے ایک یہہ حدیث ہے کہ
داخل ہوا عمرہ حج مین قیامت تک اور وہ صحیح ہے جیسا کہ گذرا
اس لئے کہ جب عمرہ حج مین داخل ہو گیا تو سوا حج کے عملون کے
اور کسی عمل کی حاجت نہ رہیگی پس حق یہہ ہے کہ سنت صحیحہ
صریحہ کا اتباع کیا جاوے اور جو اوس کے خلاف ہو اوس کی
طرف التفات نہ کیا جاوے ۞ فَافْهَمْ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

شاید دوا کیواسطے استعمال کیا ہوگا سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہے اس احتمال پر کوئی دلیل نہین ہے اور احتمال بلا دلیل مقابل بین ظاہر معنی حدیث کے قطعا باطل ہے خاصکر بسبب کان موجود ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے سو پھر حضرت کو ایسی مرض کون تھی جس کیواسطے ہر وقت تیل مالش کرتے تھے اور نیز راوی نے وہ مرض کیون نہین بیان کی تاکہ حنفیہ کے دلیل ہوتی شاید وہ راوی کوئی حنفیہ کا دشمن ہوگا اور نیز حنفیہ کے نزدیک تو ضرورت کیوقت بھی دم یا صدقہ دینا واجب ہے پھر اس احتمال باطل سے کیا فائدہ ہے جبکہ یہہ حدیث دم یا کفارہ پر مطلق دلالت نہین کرتی ہے **مسئلہ چہارم** **ونہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَعِنْدَنَا وَعِنْدَ اَحْمَدَ فِی الْاَشْهُرِ یَجُوْزُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَلَا یَجُوْزُ قَبْلَ ذٰلِكَ یعنی نزدیک ہمارے اور احمد کے مشہور روایت مین جائز ہے طواف زیارت پیچھے طلوع فجر کے اور نہین جائز ہے پہلے فجر سے مطلب اس کا یہہ ہے کہ طواف زیارت دسوین دن کی رات مین فجر سے پہلے پہلے جائز نہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاُمِّ سَلَمَةَ لَیْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَاَفَاضَتْ وَكَانَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا یعنے اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو دسوین کی رات مین بھیجدیا سو اوس نے پہاڑی کو کنکر ماری فجر سے پہلے پھر طواف زیارت کیا اور یہہ دن وہ تھا جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تھے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پہلے فجر کے بھی کنکر مارنے جائز ہین **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث کو سند لاتے ہین جو کہ ابو داؤد وغیرہ مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ یعنی کنکر مارو یہانتک کہ آفتاب نکل آوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث مین نہی تنزیہی ہو نہی تحریمی نہین ہے یا یہہ کہ عذر والے لوگ اس کے عموم سے مخصوص ہین والتخصیص جائز بالاتفاق کما مر تاکہ دونون حدیثون مین تطبیق ہو جاوے فَاِنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّیَّاتِ اَوْ مِنَ الْاَعْمَالِ **مسئلہ پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ یَوْمِهٖ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ مِنْ بَعْدِ

کی اوسکو رخصت ہی تو اپنے وقت پر رمی کرنا بطریق اولی واجب ہوگا والا رمی کا ترک کر دینا اوس دن
بھی اوسکو جائز نہ ہونا چاہیے جیسے کہ ہر وقت رمی کرنا تم جائز رکھتے ہو **مسئلہ چہل و ہفتم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یُقَلِّدُ
الشَّاۃُ عَادَۃً وَلَا تُقَلَّدُ عِنْدَنَا یعنی اور نہیں قلادہ ڈالی جاتی ہے بکری عادت من اور نہین
سنت ہی قلادہ ڈالنا بکری کو نزدیک ہمارے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف
ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
روایت ہے قَالَتْ اَھْدٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً اِلَی الْبَیْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَھَا یعنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مکے کی طرف ہدی بھیجی بکرین پس قلادہ ڈالا اون کو دوسری حدیث
صحیح مسلم مین اوسی سے روایت ہی قَالَتْ کُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاۃَ فَیُرْسِلُ بِھَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَمْ یُحَرَّمْ عَلَیْہِ شَیْءٌ یعنی اوس نے کہا کہ ہم بکریون کو قلادہ ڈالتی تہی پس اون کو ہم بھیج
دیتی تہی یعنی مکے کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال رہتے تہے یعنی محرم نہین ہوتے تہے اور آپ
پر کوئی چیز حرام نہین ہوتی تہی **فائدہ** قلادہ اوسکو کہتے ہین جو کہ اونٹ یا گای یا بکری کے گلے مین
جوتی کا ٹکڑا یا بالون کی رسی وغیرہ ڈالتے ہین تاکہ نشانی ہو جاوے اسپر کہ یہہ ہدی ہے اور امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے فِیْہِ دَلَالَۃٌ لِمَذْھَبِنَا وَمَذْھَبِ الْاَکْثَرِیْنَ اَنَّہٗ یُسْتَحَبُّ تَقْلِیْدُ الْغَنَمِ
یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب ہمارے کے اور مذہب اکثر علما کے اسپر کہ بکریون کو قلادہ ڈالنا
مستحب ہے انتہی **مسئلہ چہل و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے فَاِنْ اَدْھَنَ بِزَیْتٍ فَعَلَیْہِ دَمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی اگر مالش کرے
سر یا ڈاڑھی تیل سے پس واجب ہے اوسپر خون یعنی ذبح کرنا دنبہ یا بکری کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا
یہ مسئلہ مخالف ہوا اوس حدیث کی جو ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدَّھِنُ بِالزَّیْتِ غَیْرِ الْمُقَتَّتِ یَعْنِیْ غَیْرَ الْمُطَیَّبِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
احرام کی حالت مین تیل خالص کے ساتہہ مالش کرتے یعنی جسمین خوشبو نہو **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ اگر محرم خالص تیل کے ساتہہ مالش کر لیوے تو اوسمین کچہہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسمین کچہہ بکری دینی آتی ہے
خواہ ضرورت کے ساتہہ ہو یا بے ضرورت ہو **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ

بالزیت الذی لم یخالطہ شیء من الطیب قال ابن المنذر وھذا اجماع العلماء ماسوی لہ وصحیہ انتہی ملخصا کذا فی السیل

کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثوں کے **پہلی حدیث** جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ ھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِ اَھْلِھِنَّ لِمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَمَنْ کَانَ دُوْنَھُنَّ فَمُھَلُّہٗ مِنْ اَھْلِہٖ کَذَاکَ وَکَذَاکَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّۃَ یُھِلُّوْنَ مِنْھَا یعنی مقرر کیا ہے رسول اللہ علیہ وسلم مدینہ والوں کے واسطے جگہہ احرام باندھنے کی ذوالحلیفہ اور شام والوں کی جحفہ اور نجد والوں کی واسطے قرن اور اہل یمن کے یلملم یہ جگہہیں واسطے اوُنکے ہیں اور واسطے اُس شخص کے جو آوے اوُنکے غیر سے خاص اُسکے لئے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے اور جو آدمی اس جگہہ سے اندر ہو تو پس وہ اپنے گھر سے احرام باندھے و علیٰ ہذا القیاس جس جگہہ سے وہ ہو وہیں سے احرام باندھے یہانتک کہ مکے والے مکے سے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص میقات سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے اپنے گھر سے حرم کی طرف آکے پھر احرام باندھنا اُسکو جائز نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کے لئے یہ جگہیں مقرر کیں اور ان چاروں جگہوں سے آگے بڑھکر احرام باندھنا جائز نہیں پس جو میقات سے اندر رہتا ہو اوسکو بھی اپنے گھر سے آگے بڑھکر احرام باندھنا جائز نہیں ہوگا **دوسری حدیث** حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فی قولہ تعالیٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ قَالَ اِتْمَامُھُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِھِمَا مِنْ دُوَیْرَۃِ اَھْلِکَ فَذَکَرَہٗ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا اِلٰی اٰخِرِہٖ **مسئلہ پنجاہ و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محرم کو احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَیَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ یَّتَزَوَّجَ فِیْ حَالَۃِ الْاِحْرَامِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اُس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم میں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکِحُ وَلَا یَخْطُبُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ پیغام کرے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فَقَالَ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَۃِ فَمَنْ بَعْدَھُمْ لَا یَصِحُّ نِکَاحُ الْمُحْرِمِ یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما صحابہ میں سے اور جو اونکے پیچھے ہیں یہی کہتے ہیں کہ محرم کا نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے احرام کی حالت میں انتہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہیں مانتے تو وہ یہ حدیث سنہ لاہیں جو کہ بخاری

الْغَدِ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ یعنی پھر آوے اوسی دن یعنی قربانی کے دن مکہ مین یا اوسکے بعد دوسرے روز یا اوسکے بھی بعد تیسرے دن پس طواف زیارت کرے مطلب اسکا یہہ ہے کہ دسوین تاریخ سے بعد یعنی گیارہوین اور بارہوین دن مین بھی طواف زیارت کرنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جوکہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین بروایت عباس اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّیَارَۃِ یَوْمَ النَّحْرِ اِلَی اللَّیْلِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا ہے تاخیر کرنا طواف زیارت کو دسوین کی دن رات تک **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف زیارۃ کو دسوین تاریخ مین فقط رات تک مؤخر کرنا جائز ہے اس لیے کہ رات اوس کی غایت ہے پس بعد اوس کے گیارہوین تاریخ یا بارہوین تاریخ کو طواف زیارت جائز نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَفِیْ ظَاھِرِ الْمَذْھَبِ اِذَا صَعِدَ الْاِمَامُ الْمِنْبَرَ فَجَلَسَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ یعنی ظاہر مذہب مین ہے کہ جب امام منبر پر چڑھکر بیٹھ جاوے تو مؤذن اذان کہے مطلب اس کا یہہ ہے کہ جب عرفات کے دن امام خطبہ پڑھنے لگے تو اول خطبہ سے اذان کہی جاوے اور خطبہ بعد اذان کے پڑھا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جوکہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے حجۃ الوداع کے بیان مین روایت کی ہے اوسی حدیث طویل مین یہہ بھی ہے فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ الخ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے بہت طویل خطبہ بیان کیا پھر بعد اوس کے کہا جابر نے ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّھْرَ الحدیث یعنی پھر بعد اوسکے بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی پھر ظہر کی نماز پڑھی آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عرفات کے دن خطبہ اذان سے پہلے پڑھا جاوے بعد اوس کے اذان کہی جاوے فقط **مسئلہ پنجاہ و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ کَانَ دَاخِلَ الْمِیْقَاتِ فَوَقْتُہُ الْحِلُّ مَعْنَاہُ الْحِلُّ الَّذِیْ مِنْ وَرَاءِ الْمِیْقَاتِ وَالْحَرَمِ عِنْدَنَا حَتّٰی اَھْلُ الْحَرَمِ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اوسپر کہ جو شخص میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ سے اندر رہتا ہو اوسکو اپنے گھر سے احرام باندھنا واجب نہین بلکہ حرم کے سوا جس جگہ سے چاہے احرام باندھ لیوے اور اپنے گھر کے درمیان مین جگہ ہے احرام باندھنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم

میمونہ وابورافع وغیرہما انہ تزوجہا حلالا لانہم اعرف بالقصۃ لتعلقہم بہا
بخلاف ابن عباس ولانہم اضبط من ابن عباس والکثر والاجوب المثانی وتاویل
حدیث ابن علیہ انہ تزوجہا فی الحرم وہو حلال ویقال لمن ہو فی الحرم محرم وان کان
حلالا لانہ لغۃ شائعۃ معروفۃ وہو البیت المشہور قتلوا ابن عفان الخلیفۃ محرما +
ای فی حرم المدینۃ والثالث انہ تعارض القول والفعل والصحیح حینئذ عند الاصولیین
ترجیح القول لانہ یتعدی الی الغیر والفعل قد یکون مقصورا علیہ والرابع ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان لہ ان یتزوج فی حال الاحرام وہو مما خص بہ دون الامۃ انتہی
یعنی جمہور علما نے میمونہ کی حدیث کے کئی جوابات دئے ہین سب مین زیادہ تر صحیح یہ ہو کہ آپ نے
جب میمونہ سے نکاح کیا اوسوقت آپ حلال تھے اسی طرح روایت کیا ہی اکثر صحابہ نے اور قاضی
وغیرہ نے کہا کہ احرام مین نکاح کرنے کی حدیث فقط ابن عباس رض ہی نے روایت کی ہی اور کسی نے نہین
کی اور خود میمونہ اور ابورافع وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جب آپ نے میمونہ سے نکاح کیا اوس وقت
آپ حلال تھے اور وہ اس قصہ کے زیادہ تر واقف ہین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے واسطے تعلق
اون کے ساتھ اس قصہ کے اور نیز وہ ابن عباس سے زیادہ تر یاد رکھنے والے ہین اور اکثر ہین دوسرا
جواب یہہ ہی کہ آپنے نکاح اون سے حرم مین کیا اور آپ حلال تھے اور جو شخص کہ حرم مین ہو اسکو
محرم کہا جاتا ہی اگرچہ وہ حلال ہی ہو اور یہہ لغت عرب مین بہت مشہور اور معروف ہی چنانچہ ایک شاعر
نے کہا کہ خوارج نے قتل کیا ابن عفان خلیفہ کو احرام کی حالت مین یعنی مدینہ کی حرم مین (یعنی اس
شعر مین حضرت عثمان کو محرم بولا گیا ہی حرم مین ہونے کی وجہ سے اسی طرح احتمال ہے کہ آنحضرت صلے
علیہ وسلم کو بھی حرم مکے مین ہونے کی وجہ سے محرم بولا گیا ہو) تیسرا **جواب** یہہ ہی کہ یہان قول اور
فعل مین تعارض واقع ہوا ہے اور صحیح اہل اصول کے نزدیک اسصورت مین قول کو ترجیح ہی فعل پر
اس لئے کہ قول غیر کی طرف متعدی ہوجاتا ہے اور فعل کبھی خاص ہوتا ہی **جواب** یہہ ہے کہ احرام
کی حالت مین نکاح کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی امت کو اب نکاح کرنا جائز نہین ہے
انتہی **اور بعضے** حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ ابن عباس رض کی حدیث کو ترجیح ہے اس لئے کہ وہ حفظ اور
بین زیادہ ہی سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث کو فقط ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے

علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ کو احرام کی حالت مین **سو جواب** اولاً اس کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مسلم
مین بھی صاف آچکا ہے کہ میمونہ خود کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو نکاح کیا اور آپ حلال تھے
یعنی احرام کی حالت مین نہین تھے عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ ابْنِ اُخْتِ مَیْمُوْنَۃَ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَہَا وَھُوَ حَلَالٌ وَزَادَ فِیْہِ اَبُوْ یَعْلٰی اَنْ رَجَعْنَا مِنْ مَکَّۃَ
تخریج **ثانیاً** تخریج ہدایہ مین لکھا ہے وَرَوَی اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ طَرِیْقِ سَعِیْدِ
ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ وَھَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قَوْلِہٖ تَزَوَّجَ
مَیْمُوْنَۃَ وَھُوَ مُحْرِمٌ یعنی اور روایت کی ابوداؤد نے طریق
سعید بن مسیب سے کہا اوس نے وہم کیا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
بیچ قول اپنے کہ نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی
اللہ تعالےٰ عنہا کو اور وہ محرم تھے۔ اور موید ہے اسی کے یہہ
یہ حدیث جو کہ مسند امام احمد اور ترمذی مین ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ وَھُوَ حَلَالٌ وَبَنٰی بِھَا وَھُوَ حَلَالٌ وَکُنْتُ اَنَا الرَّسُوْلَ بَیْنَھُمَا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا
حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْ رَافِعٍ حَسَّنَہٗ وَاَبُوْ حَسَّانَ صَحَّحَہٗ یعنی اوسنے کہا کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کو اس حالت مین کہ آپ
حلال تھے اور بنا کی ساتھہ اُس کے اس حالت مین کہ آپ حلال تھے یعنی احرام مین نہین تھے اور مین اون
دونون کے درمیان مین وکیل تھا اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اب اس حدیث سے صاف ثابت
ہوگیا کہ آپ نے میمونہ کو ساتھہ احرام کی حالت مین نکاح نہین کیا ہے بلکہ نکاح کی حالت مین آپ حلال
تھے اس لئے کہ خود میمونہ جسکا یہہ واقعہ ہے یہہ کہتے ہین کہ نکاح کے حالت مین آپ حلال تھے اور
ابورافع جو اون کے وکیل تھے اور اس واقعہ کے بہت واقف ہے وہ بھی یہی کہتے ہین کہ نکاح کیوقت
آپ حلال تھے یہہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کو جو اس قصہ کیوقت حاضر نہین تھے ظاہر معنے
پر کیونکر محمول کیا جاوے گا پس اوس کی تاویل کرنی لازم اور واجب ہے ساتھہ قرینہ ان حدیثون کے
تاکہ سب مین تطبیق ہوجاوے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَجَابَ الْجُمْہُوْرُ عَنْ حَدِیْثِ
مَیْمُوْنَۃَ بِاَجْوِبَۃٍ اَصَحُّھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا تَزَوَّجَھَا حَلَالًا ھٰکَذَا رَوَاہُ اَکْثَرُ
الصَّحَابَۃِ قَالَ الْقَاضِیْ وَغَیْرُہٗ وَلَمْ یَرْوِ اَنَّہٗ تَزَوَّجَھَا مُحْرِمًا اِلَّا ابْنُ عَبَّاسٍ وَحْدَہٗ وَرَوَتْ

نکاح کیا اوسوقت آپ محرم تھے ولیکن حل مین تھے سو **جواب** اس کا یہہ ہو کہ اول تو جو شخص حل مین ہو اور اوسکو کسی لغت مین محرم نہین بولا جاتا ہو اور نہ محاورہ عرب مین یہ اطلاق کسی جگہہ آیا ہے پس مدعی کو اس کی دلیل لانی لازم ہے دوم جب نکاح حل مین کیا تو لابد بنا بھی حل مین ہی کی ہوگی پس اندرین صورت یہہ لفظ محض لغو ہو جاویگا اس لیے کہ آپ نے بنا تو باتفاق مقام سرف مین کی ہی جو باتفاق حل مین ہو اوسمین کسیکو توہم اور اختلاف بھی نہین رہتا اور نہ کسی کو اوس مین بحث اور کلام تھی پھر راوی نے اس لفظ کو کسی غرض سے بیان کیا سوم اس صورت مین مدعی کو اسبات کا ثابت کرنا لازم ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے ساتھہ نکاح مدینہ سے مکے کو آتے ہوئے راہ مین کیا ہے یا یہ کہ احرام کی حالت مین آپ نکاح کیواسلیے مکے سے باہر نکل گئے تھے اور حرم سے خارج مین جاکر نکاح کیا تھا سو اوس کو مدعی ثابت نہین کرسکتا ہے پس اس سے سب تاویلات باطل ہوگئین اور کوئی شبہ باقی نہین رہا فقط

مسئلہ پنجاہ و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا خلاف حدیث کے یہہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلٰکِنْ لَا تَلْبَسُ الْمَصْبُوْغَ بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ وَلَا الْمُعَصْفَرَ یعنی اور نہ پہنے عورت احرام مین رنگا ہوا کپڑا اسا تھہ ورس یا زعفران یا کسنب کے مطلب اس کا یہہ ہے کہ عورت کو احرام مین کسنب کے ساتھہ رنگا ہوا کپڑا پہننا جایز نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى النِّسَاءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّتْ مِنْ اَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرٍ اَوْ خَزٍّ اَوْ حَلْيٍ اَوْ سَرَاوِيْلَ اَوْ قَمِيْصٍ اَوْ خُفٍّ یعنی تحقیق اوس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ عورتون کو منع فرماتے تھے احرام مین دستانہ اور برقعہ پہننے سے اور اوس کپڑے سے جسکو زعفران اور ورس لگا ہوا اور چاہیے کہ پہنے عورت سوا اس کے جو چاہے رنگدار کپڑون سے کسنب کا رنگا ہوا جو یا ابریشم ہو یا زیور ہو یا پائجامہ ہو یا کرتہ ہو یا موزہ ہو **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتون کو احرام مین ورس اور زعفران کے سوائے اور ہر قسم کے رنگدار کپڑے معصفر وغیرہ پہننے جائز ہین جو کپڑے کی خواہش ہو بیشک پہنے پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کا یہہ مسئلہ معصفر کپڑے سے عورت کو منع کرنا محض غلط ہے **مسئلہ پنجاہ و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا

روایت کیا اور اس حدیث کو میمونہ اور ابو رافع وغیرہ کئی متعدد لوگون نے روایت کیا ہے پس کثرت
عدد کی وجہ سے اوس حدیث کو ترجیح ہوگی ابن عباس کی حدیث پر اور نیز یہہ معاملہ خود اون کے ساتھ
واقع ہوا ہے پس جیسے کہ وہ اس واقعہ کے واقف ہین دوسرا نہین ہے اسوجہ سے بھی اسی حدیث کو ترجیح
ہوگی اور فقاہت کو اس باب مین کچھہ دخل نہین کما حققہ فی النکوت ج وبحر العلوم فی شرح المسلم وغیرہ
اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ عثمانؓ کی حدیث مین احرام کی حالت مین نکاح کرنے سے نہی جو واقع ہوئی
ہے تو یہہ نہی تحریمی نہین نہی تنزیہی ہے یعنی محرم کے شان سے یہہ کام نہین تو **جواب** اس کا یہہ ہے
کہ تمہارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین نکاح کیا ہے اب تمہارے اس معنے کے رو سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی یہہ کہا جاویگا کہ احرام مین نکاح کرنا حضرتؐ کے شان سے نہین تھا اور یہہ
کلمہ سخت بی ادبی کا ہے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی شارع ہین اور پھر خود ہی
ایک ایسا کام کرین جو اون کے شان کی لائق نہو اور ایسا کلمہ اپنی زبان سے کون آدمی نکال سکتا ہے
کسی ایماندار کو طاقت نہین **اور** بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ جو جو تاویلات ہمنے ابن عباسؓ کے قول وہو محرم
مین کی ہین وہ اکثر تاویلین یزید بن اصم کی حدیث وہو حلال مین بھی ہو سکتی ہین پہلی تاویل اس طور سے
اوس مین جاری ہو سکتی ہے کہ **ھو حلال** کا یہہ معنے ہے کہ نکاح تو آپ نے احرام مین کیا تھا مگر لوگون مین مشہور
اور ظاہر اوسوقت ہوا جس حالت مین آپ حلال تھے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ دوسری حدیث ابو رافع
کی اس تاویل کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوس مین ہو حلال کو دو جملون کے ساتھہ مقید
کیا ہے پس ہو حلال کا جو معنے پہلے جملے مین ہوگا وہی دوسرے جملے مین ہوگا اس لئے کہ راوی نے دونون
جملون کو ایک سلسلہ مین بیان کیا ہے اور دونون کے ساتھہ یہی قید لگائی ہے پس اندریصورت دوسرے جملے کا
بھی یہی معنے کرنا پڑیگا کہ جب آپ نے میمونہ کے ساتھہ بنا کی آپ اوسوقت محرم تھے لیکن جسوقت یہہ امر
لوگون مین مشہور ہوا اوسحالت مین آپ حلال تھے اور یہہ معنی صریح غلط اور باطل ہے اول اسوجہ سے کہ
آپ نے میمونہ کے ساتھہ بنا مقام سرف مین کی ہے کہ راستہ مین کی ہے مدینہ کو پلٹ جانے کی حالت مین دوم
احرام کی حالت مین بنا کرنا لازم آویگا اور بوسہ اور لمس اور جماع وغیرہ بنا کے لوازمات سے ہے پھر یہہ کیونکر کہنا
صحیح ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین بنا کی اور ایسے کام احرام مین کئے جو حج کو بالکل باطل کر
دیتے ہین دوسری تاویل حنفیہ اوس مین اس طور سے کرتے ہین کہ ہو حلال کا یہہ معنی ہوگا کہ جب آپ نے میمونہ سے

کرتا ہو احتمال ہے کہ اوس کے نزدیک یہی وہ حدیث ضعیف ہو ولیکن بوجہ نہ ملنے حدیث صحیح کے اوسی سے استدلال کیا ہے پہر اس سے صحت کہان لازم آئی اور نیز اس مین یہہ بہی احتمال ہے کہ مجتہد کو قیاس کرتے وقت یہ حدیث نہ ملی ہو محض قیاس سے اوس کی حرمت نکالی ہو اسپر کوئی دلیل نہین ہو کہ مجتہد کو یہہ حدیث قیاس کرنیکے وقت ملی اور اوس نے اوس سے استدلال کیا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعد اون کے مقلدین نے یہہ حدیث اوس کے ساتھہ لگائی ہو پس صحت کو اسپر بنا کرنا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور نیز جب کہ مجتہد کا ایک حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت کرتا ہو تو پہر اسی طرح سے کل مجتہدین کے دلائل صحیح ہو جاوینگے مثلاً جس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہو وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت کریگا اور جس حدیث سے امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت کریگا پس حدیث حلت ضبع سے جو امام شافعی و امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت کریگا اور بصورت حلت کی حدیث بہت اقوی اور اصح ہو جاویگی اس لئے کہ اوسمین دو قسم کی صحت جمع ہو گئی ہے ایک صحت محدثین کی اور دوسری صحت مجتہد مستدل کی پس حدیث حلت کو قطعاً ترجیح ہو گی اور نیز اگر بالفرض صحت پر دلالت کرے تو بہی اس صحت کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ اعتبار اوسی صحت اور ضعف کا ہے جسکو محدثین نے مقرر کیا ہے یعنی جو حدیث بموجب قواعد اہل حدیث کے صحیح ہو گی وہی صحیح سمجہی جاویگی اور جو اونکے قواعد کے لحاظ سے ضعیف ہو گی وہ ضعیف سمجہی جاویگی صحیح وہی حدیث کہی جاویگی جسپر صحیح کی یہہ تعریف صادق آویگی فَالصَّحِيحُ مَا ثَبَتَ بِنَقْلِ عَدْلٍ غَيْرِ مُعَلَّلٍ وَلَا شَاذٍ یعنی صحیح وہی حدیث ہے جو ثابت ہووے ساتھہ نقل کرنے عادل کے جسکو حافظہ اور ضبط پورا ہو نہ اوس مین کوئی علت ہو اور نہ شاذ ہو کذا قالہ الشیخ عبدالحق فی مقدمۃ شرح المشکوۃ اور جسپر یہ تعریف صحیح کی صادق نہ آویگی وہ حدیث بیشک ضعیف سمجہی جاویگی خواہ کسی مجتہد نے اوس سے استدلال کیا ہو یا نہ کیا ہو اس حالت مین استدلال مجتہد کا اوسکو کچہہ مفید نہین پس مدار صحت اور ضعف حدیث کی اسناد پر ہے و بس اور اگر استناد مجتہد کا حدیث کی صحت کی دلیل ٹہہرائی جاوے تو علم اصول محض لغو ہو جاویگا اور بعضے حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عام ہے اور حدیث حلت ضبع کی خاص ہے اور تخصیص عام کی ساتھہ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے کسی وجہ سے کہ ذکر ناسابقا مین حدیث حلت ضبع کی اوسپر مخصص ہو جاویگی

مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوٰۃ و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
قولہ اَوْ یَاْکُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ دَلَّ عَلٰی حُرْمَۃِ اَکْلِہٖ کَمَا قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ مطلب اسکا یہہ ہے کہ ضبع کا
گوشت کہانا حرام ہی اور ضبع ایک چارپایہ ہے مثل بھیڑیے کی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی اور مسند امام شافعی
مین عبدالرحمن بن ابی عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی قَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ الضَّبُعِ
اَصَیْدٌ ہِیَ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ اَیُؤْکَلُ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ سَمِعْتَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے
جابر بن عبداللہ سے سوال کیا ضبع کا کہ کیا وہ بھی شکار ہے سو اوس نے کہا ہان پھر مین نے کہا کہ
کیا کہایا جاتا ہے اوس نے کہا ہان پھر مین نے کہا کہ تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو سنا ہی اوس نے
کہا ہان اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہی **دوسری حدیث** ابوداؤد اور دارمی اور ابن
ماجہ مین جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ
الضَّبُعِ قَالَ ھِیَ صَیْدٌ وَیُجْعَلُ فِیْہِ کَبْشٌ اِذَا اَصَابَہُ الْمُحْرِمُ یعنے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بوہا ضبع کا حال اوسنے فرمایا وہ شکار ہے اور کفارہ دیوے بدلے اوس کو وہ جب کہ شکار کرے
اوسکو محرم **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ ضبع کا گوشت کہانا حرام نہین ہے
بلکہ اور شکاری جانورون کی طرح یہہ بھی حلال ہے اور ساتھہ اسکے قائل ہین امام شافعی اور امام احمد
تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین
خزیمہ سے روایت ہے قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الضَّبُعِ . . . .
قَالَ اَوَ یَاْکُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ یعنی مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ضبع کے گوشت کہانے کا سوال
کیا آپ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ضبع کو کہاتا ہے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہی جیسے
کہ ترمذی نے اپنی جامع مین اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد کہا ہے لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِالْقَوِیِّ
یعنی اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے پس یہہ حدیث حجت پکڑنے کی لائق نہین اگے بعضے حنفیہ کہتے
ہین کہ اجتہاد مجتہد کا جو اوس کی طرف سابق مین مستند ہو چکا ہے اوس کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہی
تو اوس کا **جواب** یہہ ہے کہ کسی مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت نہین

۱۲ اخرجہ الحاکم بلفظ فقد کبش من فحول ھ

غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ یعنی مقرر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہہ احرام باندھنے کی مدینہ والون کے واسطے ذوالحلیفہ اور شام والون کیواسطے جحفہ اور نجد والون کیواسطے قرن اور یمن والون کیواسطے یلملم پس یہہ مکانات واسطے اُون کے ہین اور واسطے اونکے ہین جو اونپر آوے اون کے غیر سے واسطے اوس شخص کے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہے اور ایک روایت مین مسلم کے ہے اون لوگون مین سے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو اور صحیح بخاری مین لکہا ہے وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا یعنی ابن عمر حرم مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہوئے **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ میقات پر آنے سے احرام خاص اوسی شخص پر لازم ہوتا ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو چنانچہ قید لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ کی اُسپر دلالت کرتی ہے اسسے معلوم ہوا کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکہتا ہو بلکہ کسی اور کام تجارت وغیرہ کیواسطے مکے مین جاوے اوس پر میقات سے احرام باندھنا لازم نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فِيهِ دَلَالَةٌ لِلْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ فِيمَنْ مَرَّ بِالْمِيقَاتِ لَا يُرِيدُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ الْإِحْرَامُ لِدُخُولِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے صحیح مذہب کے اوس شخص کے حق مین جو احرام کی میقات پر گذرے اور حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکہتا ہو تحقیق اوسکو احرام باندھنا واجب نہین ہے واسطے داخل ہونے مکے کے انتہی اور دوسری جگہہ لکہتے ہین هَذَا دَلِيلٌ لِمَنْ يَقُولُ يَجُوزُ دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ لَيْسَتْ لَهُ نُسُكٌ سَوَاءٌ كَانَ دُخُولُهُ لِحَاجَةٍ تَتَكَرَّرُ كَالْحَطَّابِ وَالْحَشَّاشِ وَالسَّقَّاءِ وَالصَّيَّادِ وَغَيْرِهِمْ أَوْ لَا تَتَكَرَّرُ كَالتَّاجِرِ وَالزَّائِرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَاءٌ كَانَ آمِنًا أَوْ خَائِفًا اور ایسی ہی لکہا ہے شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ مین **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سدلاتے ہین لَا يُهِلُّ أَحَدٌ قَبْلَ الْمِيقَاتِ الْآتِي یعنی نہ آگے بڑہے کوئی میقات سے مگر احرام باندہا ہو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے پس نہین صحیح ہو جسپر پکڑنا ساتہ ہو سکے اور بالفرض اگر صحیح بہی ہو تو جب بہی اس سے استدلال صحیح نہین ہے اس لئے کہ صحیحین کی حدیثون کو اسپر ترجیح دیجاویگی لانہا اصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز اور نیز عموم اس کا مخصوص کیا جاویگا ساتہہ اون حدیثون صحیحین کے اس لئے کہ تخصیص عموم کی ساتہہ خبر واحد کے کئی وجہ سے جائز ہے کما ذکرنا سابقا پس مراد اُس سے وہی لوگ ہونگے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتے ہون اور جب کہ لِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ کے عموم مخصوص

اس لئے کہ ابن ابی شیبہ کی روایت مین اسی حدیث مین سے لفظین لا یہلوا احدا اور کام کو نیوا الا وغیرہ مستثنی کئے ہین ۱۲

فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ یہان حرمت اور حلت متعارض ہوئی ہین اور حلت اور حرمت مین تعارض کیوقت حرمت کو ترجیح ہوتی ہے سو جواب اُس کا یہہ ہے کہ یہہ اوسی وقت ترجیح ہوتی ہے جبکہ دونون طرفین قوت اور صحت مین مساوی ہون اور جس مین دلیل حرمت کی ضعیف ہو اوسوقت اوسکو کالعدم سمجھا جاتا ہے فَیُعْمَلُ بِالْاَقْوٰی وَ یُتْرَکُ الْاَضْعَفُ لِکَوْنِہٖ فِیْ حُکْمِ الْعَدَمِ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْاَقْوٰی کَذَا فِی التَّلْوِیْحِ اور جب کہ سرے سے وہ کالعدم ٹھیری تو یہہ ترجیح دینا بنا فاسد علی الفاسد ہے پھر ترجیح کہان پس ثابت ہوگیا کہ ضبع کا کھانا مباح ہے حرام نہین اور دلیل حرمت کی نہایت ہی ضعیف ہے **مسئلہ پنجاہ و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَفَاقَ فِیْ اَشْہُرِ الْحَجِّ وَاَحْرَمَ بِالْحَجِّ ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ اَوْ سَکِرَ اَوْ قَرَنَ اَوْ طَافَ جُنُبًا اَوْ سَعٰی لَمْ یُجْزِہٖ اِلَّا عَنْ اِحْرَامِہٖ الْاَوَّلِ وَمَنْ اَفْسَدَ حَجَّہٗ بِالْجِمَاعِ مَضٰی فِیْ فَاسِدِہٖ وَقَضٰی وَعَلَیْہِ شَاۃٌ وَیَفْتَرِقَانِ فِیْ مَوْضِعِ الْاِفْسَادِ وَمَنْ فَاتَہُ الْحَجُّ تَحَلَّلَ بِعُمْرَۃٍ وَعَلَیْہِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَدَمٌ اِنْ لَمْ یَکُنْ شَرَطَ وَمَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ فَاِنْ کَانَ اَحْرَمَ بِہٖ بَعْدَ مَا طَافَ اَرْبَعَۃَ اَشْوَاطٍ اَوْ اَکْثَرَ فَعَلَیْہِ دَمٌ وَاِنْ کَانَ اَحْرَمَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ اَکْثَرَ الْاَشْوَاطِ فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ

تنہا پھرا اوس حالت مین مکہ مین بغیر احرام کے کیون رہے اور تعظیم مکے کو جو تمہارے مزعوم ہے کیون ترک کردی حالانکہ تمہارے نزدیک تو احرام ترک کرنے مین کوئی عذر بھی مقبول نہین ہے **مسئلہ پنجاہ و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنَّمَا یُبْعَثُ اِلَی الْحَرَمِ اِنْ کَانَ دَمَ الْاِحْصَارِ قُرْبَۃٌ وَّلَمْ یُعْرَفْ قُرْبَۃٌ اِلَّا فِی زَمَانٍ اَوْ مَکَانٍ فَلَا یَقَعُ قُرْبَۃً دُوْنَہٗ فَلَا یَصِحُّ بِہِ التَّحَلُّلُ مطلب اس کا یہہ ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ کا احرام باندھکر مکے کو چلا اور راہ مین روک کیا کسی دشمن کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے تو اوس کیواسطے ہدی کی جانور کو اوسی رُک جانے کی جگہہ مین ذبح کرنا جائز نہین ہے بلکہ اوس جانور کو مکے کے حرم مین بھیجدیوے وہان جاکر ذبح ہووے اگر اوسے رُک جانے کی جگہہ مین اُس کو ذبح کریگا تو حلال نہین ہوگا کوئی کام مخالف احرام کے اوسکو کرنا جائز نہین ہوگا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَجَامَعَ نِسَاءَہٗ وَنَحَرَ ھَدْیَہٗ حَتّٰی اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا یعنی اُس نے کہا روکے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس اپنے اپنے سر کو حلق کیا اور اپنی بیویون کے ساتھہ جماع کیا اور اپنی ہدی کو ذبح کیا یہانتک کہ آیندہ سال مین آپ نے عمرہ کیا **دوسری حدیث** صحیح بخاری مین عبد العزیز بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ دُوْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَدْیَاہُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُہٗ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے (عمرہ کی نیت سے) سو کفار قریش کی بیت اللہ کی درمیان آگئے (یعنی اونہون نے ہمکو بیت اللہ سے روک دیا) سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کی جانورون کو ذبح کیا اور سر منڈایا اور صحابہ نے بال کترائے **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم مین مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِذٰلِکَ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پہلے سر منڈانے سے اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ اگر رُک جانیوالا اپنی ہدی کو اوسی رُک جانے کی جگہہ مین ذبح کرڈالے تو حلال ہوجاتا ہے سب چیزین اوسپر حلال ہوجاتی ہین جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے رُک جانے کے بعد اوسی

۲ یہ عبارت ہدایہ کی مطبوعہ نولکشور مین نہین ہے ۱۲

۳ یہ حدیث بخاری کے باب الاحصار مین ہے ۱۲

۴ یہ حدیث بخاری کے باب الفوت مین ہے ۱۲

۵ یہ حدیث بخاری کے باب النحر قبل الحلق مین ہے ۱۲

۶ قال فی النیل فقال الجمہور ینحر الحصر الھدی حیث احصر حتی لو احصر بالحل لم یجز ان یذبح الا فی الحل او الحرم انتہی ۱۲

ہونے کے شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ قائل ہین تو پھر اس حدیث کے عموم کی تخصیص کو کیون نہین مانتے ہین حالانکہ وہ حدیث بھی صحیح متفق علیہ ہے اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساعت مکہ حلال ہوگیا تھا اسواسطے احرام نہین باندھا سو جواب اس کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین لڑائی کرنا فقط دن کی ایکساعت مین حلال ہوا تھا جب کہ آپ عین مکہ مین داخل ہوئے تھے اور جب آپ میقات مدینہ پر آئے تھے وہ اسے پہلے کئی دن کا ذکر ہے پھر وہان سے احرام باندھنا حضرت کا ثابت کرنا ضرور ہی والا فہذا بناء الفاسد علی الفاسد اور نیز دوسری حدیث کے تحت مین شیخ عبدالحق نے بھی صاف لکھدیا ہے کہ یہہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نرکھتا ہو اوسپر مکے مین داخل ہونیکے واسطے احرام لازم نہین انتہی پس اس حدیث مین یہ تاویل کیسے چل سکے گی اور بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ وجوب احرام واسطے تعظیم اور تکریم اس جگہہ مبارک کے ہے پس واجب ہے تعظیم اوس کی جیسے کہ شرع نے بیان کیا ہے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ محض قیاس بے اساس ہے نصوص صریحہ کے مقابلہ مین اور نصوص کے مقابلہ مین قیاس کرنا بالاجماع حرام و ناجائز ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام سے بھی نصوص کے مقابلہ مین قیاس کا نامقبول ہونا مذکور ہو چکا ہے فتذکر پس یہہ قیاس نصوص کے مقابلہ مین قطعًا باطل ہے اور نیز اگر اوس کی اسطور سے تعظیم کرنی واجب تھی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے اصحاب نے فتح مکے کے دن احرام کو کیون ترک کیا اور تعظیم مکہ کو کیون چھوڑ دیا کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ تعظیم معلوم نہوئی اب حنفیہ کو یہہ تعظیم معلوم ہوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور نیز ہم کہتے ہین کہ یہہ تعظیم اوس کی خاص اوسی شخص کے حق مین ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو پس یہہ تعظیم اوس کی مخصوص ہے ساتھہ ان حدیثون صحیحہ کے کما مر اور نیز حرم مکے مین بہت موذیات جانورون کا قتل کرنا جائز ہے ہر حال مین پھر یہہ تعظیم مکے کی کہان گئی اور جب انکا قتل کرنا تعظیم مکے سے مخصوص ہے

. . . . . پھر مکہ مین داخل ہونیوالے کیواسطے احرام نہ باندھنا اوس کی منافی کیسے ہوسکتا ہے اور نیز مکہ جو حلال ہوا تھا تو اوسی ساعت مین حلال ہوا تھا جب آپ مکہ مین داخل ہوئے تھے اور جب کہ آپ مدینہ کی میقات پر آئے تھے وہ تو کئی دن پہلے کا ذکر ہے اس لئے کہ مسافت سے مدینہ والے چل کر کئی دنون کے پہونچتے ہین پھر اوسوقت میقات پر سے احرام نہ باندھنے کا کیا معنے ہوا اور نیز بعد اوس ساعت کے بھی حضرت کئی دن مکہ مین رہے جس حالت مین پھر مکہ حرام ہوگیا

کیجاوین سانپ اور کوا جسمین سیاہی اور سفیدی ہو اور کتا پہاڑنے والا اور چیل **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ دَلَالَةٌ لِلشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيْهِ فِيْ اَنَّهٗ يَجُوْزُ اَنْ يُّقْتَلَ فِي الْحَرَمِ كُلُّ مَنْ يَّجِبُ عَلَيْهِ قَتْلٌ بِقِصَاصٍ اَوْ رَجْمٍ بِالزِّنَا اَوْ قَتْلٍ فِي الْمُحَارَبَةِ فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ اِقَامَةُ كُلِّ الْحُدُوْدِ فِيْهِ سَوَاءٌ كَانَ مُوْجِبُ الْقَتْلِ وَالْجَلْدِ جَرٰى فِي الْحَرَمِ اَوْ خَارِجِهٖ ثُمَّ لَجَاَ صَاحِبُهٗ اِلَى الْحَرَمِ فَاُسْتُدْرِكَ فَاُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَاَمَّا الْفَاسِقُ بِاسْمِ الْفِسْقِ بَلْ فِسْقُهٗ اَفْحَشُ لِكَوْنِهٖ مُكَلَّفًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اوس کے موافقون کے اس بات مین کہ جائز ہے قتل کرنا ہر اوس شخص کا جسپر قتل واجب ہو ساتھہ قصاص کے یا رجم کرنے کے ساتھہ زنا کے یا قتل کے لڑائی مین اور اس بات مین کہ جائز ہے قائم کرنا کل حدون کا بیچ اوس کے خواہ موجب قتل اور حد کا حرم مین جاری ہوا ہو خواہ خارج مین ہوا ہو پھر پناہ پکڑی ہو اوس کے کرنیوالے نے طرف حرم مکہ کی اور یہہ حدیثین اسپر اسواسطے دلالت کرتی ہین کہ جنایت کرنیوالا فاسق ہونیکے نام مین ان چارپایون کا شریک ہے بلکہ اس شخص کا فسق اون سے زیادہ ہے اس لئے کہ وہ مکلف ہے اور وہ چارپائے مکلف نہین ہین انتہی اس بیان بابرہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ حرم مکے مین حد قائم کرنی جائز ہے اس کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ ابن خطل حد مین نہین مارا گیا تہا بلکہ مرتد ہونے کے سبب سے مارا گیا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہے فقط وہ مرتد ہونے کی وجہ سے نہین مارا گیا تہا بلکہ اوس نے ایک مسلمان کو بہی قتل کیا تہا اور اوس نے لونڈیمین رکھی ہوئین تہین جو گانی مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تہین چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّمَا قَتَلَهٗ لِاَنَّهٗ كَانَ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلَ مُسْلِمًا كَانَ يَخْدِمُهٗ وَكَانَ يَهْجُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُسْمِعُهٗ وَكَانَتْ لَهٗ قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِهِجَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مطلب اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **اور** بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اوسی ساعت مین قتل کیا تہا جس ساعت مین آپکے واسطے لڑائی حلال ہوئی تہی سو **جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَجُوْزُ وَتَاَوَّلُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى اَنَّهٗ سَلَّطَهٗ فِي السَّاعَةِ

سنہ ۱۰ عمارہ صحیح مسلم ۱۲۰ کے ۳۸۲ س ۲

سنہ ۱۲ عمارہ صحیح مسلم ۱۲ کے ۴۷۹ ہین ۱۲

جگہہ حدیبیہ مین قربانی کے ور سر منڈایا اور حلال ہو گئے **مسئلہ پنجاہ و ہشتم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ حج اور عمرہ سے
روکے جانے والیکے لئے سر منڈانا مباح ہے یعنی نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے اور پہر اوس مباح کی
بہی کچہہ حاجت نہین ہے چنانچہ کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکہا ہے فَذٰلِكَ دَلِيْلُ الْاِبَاحَةِ لَا دَلِيْلُ
الْوُجُوْبِ مَعَ اَنَّ الْحَلْقَ وَجَبَ لِلْاِحْلَالِ وَالدَّمُ اُقِيْمَ مَقَامَهٗ فَيُسْتَغْنٰى بِذٰلِكَ عَنِ
الْحَلْقِ اور مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اون تین حدیثون کے جو کہ مسئلہ
پنجاہ و ہفتم مین اوپر مذکور ہو چکے ہین اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہی سر منڈایا اور
صحابہ کو بہی حلق کا حکم فرمایا اور امر مطلق وجوب کے واسطے ہوتا ہے اگر وجوب پر دلالت نکرے تو سنیت سے
کم نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ
مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ حرم مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین ہے
اوس شخص پر جو خارج مین خون کر کے حرم کے اندر چلا آوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری و مسلم مین
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى
رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ
اُقْتُلُوْهُ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین داخل ہوئے اور آپکے سر پر خود تہی پس
جب آپ نے اوسکو اوتارا تو ایک مرد آیا اور اوس نے کہا کہ تحقیق ابن خطل کعبے کے غلاف کے
ساتھ لٹکا ہوا ہے آپنے فرمایا اوسکو قتل کر ڈالو **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا
ہے وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ لِمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيْهِمَا فِيْ جَوَازِ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَ
الْقِصَاصِ فِيْ حَرَمِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے امام مالک اور امام شافعی کے اور جو انکے
موافق ہین اس بات کہ حرم مکہ مین قصاص اور حدون کا قائم کرنا جائز ہے **دوسری حدیث** صحیح
بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ
الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فاسق حل اور حرم مین قتل

۵۸ ر عبارت صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۹ مین ہے ۱۲

بلکہ اوسے بھی بعد کو سو آپ نے فرمایا اوسکو قتل کرڈالو پس اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ ابن خطل کو مکہ حلال ہونے کی ساعت مین قتل نہین کیا تہا بلکہ حرمت پلٹ آنے کے بعد اوسکو قتل کیا گیا تہا پس اس سے یہہ تاویل باطل ہوگئی اور **بعضے** حنفی یہ آیت سند لاتے ہین وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو مکہ مین داخل ہووہ امن مین آیا سو **جواب** اس کا اول یہہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جو شخص حرم سے باہر کسی کو قتل کرکے حرم مین آکر پناہ پکڑے اوسکو نہایت تنگ کیا جاوے اور اوس کے ساتہہ کلام نہ کیجاوے اور اوس کے ساتہہ بیع وشرا نہ کی جاوے اور اوس کیواسطے ہر کام مین سخت مشکل اور تنگی ڈالی جاوے یہانتک کہ سخت لاچار اور عاجز ہوکر حرم سے باہر نکل جاوے پہر اوسپر خارج مین حد قائم کیجاوے پس اُس کے ساتہہ یہہ معاملہ کرنا اس آیت کے صریح مخالف ہے اگر وہ شخص حرم مکہ مین داخل ہونے سے امن مین آجاتا ہے تو پہر ایسے مشکل اور ایسے تنگی اوس کے ساتھ کیون کئے گئے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَلِاَنَّ التَّضْيِيْقَ الَّذِيْ ذَكَرُوْهُ لَا يَبْقٰى لِصَاحِبِهٖ اَمَانٌ فَقَدْ خَالَفُوْا ظَاهِرَ مَا فَسَّرُوْا بِهِ الْاٰيَةَ **دوم جواب** یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے قَالَ الْقَاضِيْ وَمَعْنَى الْاٰيَةِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ اَكْثَرِ الْمُفَسِّرِيْنَ اَنَّهٗ اِخْبَارٌ عَمَّا كَانَ قَبْلَ الْاِسْلَامِ وَعَطْفُهٗ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ مِنَ الْاٰيَاتِ یعنی قاضی نے کہا ہے کہ معنے اس آیت کے ہمارے نزدیک اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ہین کہ یہہ خبر دینا ہے اوس چیز سے جو اسلام سے پہلے کا حال تہا اور عطف اسکا پہلی آیتون پر ہے **سوم جواب** جواب اسکا امام نووی نے یہ لکہا ہے وَقِيْلَ اَمِنَ مِنَ الْقَتْلِ یعنی بعضون نے کہا ہے کہ جو شخص مکہ مین داخل ہوا گر سے بخوف ہوا انہی پس ان وجوہ سے یہ استدلال باطل ہوگیا **اور** نیز جب کہ امن کی جگہہ ہے تو پہر مرتد کو قتل کرنا حرم مین تم لوگ کیون جائز رکہتے ہو **اور** **بعضے** حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ ابن خطل کا کعبہ مین قتل کرنا قصاص کی وجہ سے نہین تہا اس لئے کہ قصاص مین دعوی اور شہادت کی حاجت ہوتی ہے اور یہان کچہہ بہی نہین ہوا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب بغیر مطالبہ اور گواہی کے کعبہ مین قتل کرنا جائز ہوا تو مطالبہ اور گواہی کے ساتھ بطریق اولی قتل کرنا جائز ہوگا **دوم** احتمال ہے کہ یہہ شخص مطالبہ اور شہادت سے مخصوص ہو جیسے کہ اور امرون مین یہ اور ابن ابی سرح مخصوص ہوئے ہین **سوم** ہادی کو مطالبہ اور گواہی نہ

الّتی اُبیحت لہٗ وأجاب اصحابنا بانّھا انّما اُبیحت لہٗ ساعۃ الدّخول حتّی استولیٰ علیھا
وأذعن اھلھا وانّما قتل ابن خطل بعد ذلک یعنی امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ حرم
مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین اور اونہون نے اس حدیث کی یہہ تاویل کی ہے کہ حضرت نے ابن
خطل کو اوسی ساعت مین قتل کیا تہا جو ساعت آپکے واسطے مباح ہوئی تہی اور ہمارے اصحاب اس کا
یہہ جواب دیتے ہین کہ مکے مین لڑائی کرنا آپکے واسطے اوسی ساعت حلال ہوا جس ساعت آپ مکے مین داخل
ہوئے اور اوسپر غالب آگئے اور وہان کے لوگ بامن ہوگئے اور سوا اس کے نہین کہ آپنے ابن خطل
کو اُس کے بعد قتل کیا تہا انتہے اور دوسری حدیثون سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اوس ساعت اباحت مین قتل نہین کیا ہے بلکہ اوس کو اوس وقت قتل کیا تہا جس ساعت مین
کہ اوس کی حرمت پہر لپٹ کر آگئے تہے اس لئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب خود اپنے سر سے
اوتار کر عمامہ سیاہ اپنے سر پر رکھ لیا اوس کے بعد آپ کو ابن خطل کے خبر دی گئی تہی جیسے کہ حدیث
مذکور سے معلوم ہوتا ہے اور آپ نے عمامہ اوس حالت مین رکہا تہا جسوقت آپ خطبہ پڑہ رہے
تہے کعبے کے دروازے مین چنانچہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے خطب الناس وعلیہ عمامۃ
سوداء اور جس ساعت مین آپ خطبہ پڑہ رہے تہے اوس ساعت مکے کی حرمت ابدی پہر لپٹ آئی ہوئی
تہی چنانچہ مسلم کی دوسری حدیث مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکے کے سال
خزاعہ نے بنی لیث کا ایک مرد قتل کر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی پس آپ
اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑہا اور فرمایا انّ اللہ حبس عن مکّۃ الفیل وسلّط علیھا رسولہٗ
والمؤمنین الا وانّھا لم تحلّ لاحد قبلی ولم تحلّ لاحد بعدی الا وانّھا احلّت لی
ساعۃ من النھار وانّھا ساعتی ھذہ حرام الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتہی والون کو
روکا اور اوسپر اپنے رسولؐ اور مسلمانون کو غالب کیا خبردار ہو تحقیق وہ نہین حلال ہوا اوسطے
کسی کے مجہسے پہلے اور نہین حلال ہے واسطے کسی کے پیچہے میرے خبردار ہو تحقیق وہ حلال کیا گیا
واسطے میرے ایک ساعت دن کی خبردار ہو اور تحقیق وہ اس ساعت مین حرام ہے انتہی آخر حدیث تک
اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ جس ساعت مین آپنے خطبہ پڑہا تہا اُس ساعت مین مکے کی حرمت
پہر لپٹ کر آگئی ہوئی تہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن خطل کی خبر اوسی ساعت مین دی گئی تہی

ل ۔ حدیث صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۴۳۹ مین ہے ۱۲

النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المؤمنین یعنی کوئی عورت ایماندار اگر بخشدیوے
نفس اپنا واسطے نبی کے اگر چاہے نبی یہہ کہ نکاح کرے اوسکو خالص واسطے تیرے نہ اومومنون کے ۱۲

مسئلہ شصت و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے ولا تشترط العدالۃ حتی ینعقد بحضرۃ الفاسقین عندنا یعنی نکاح
کے گواہون مین عدالت شرط نہین بلکہ وہ فاسقون کی روبرو بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہہ مذہب
امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے مرفوعا روایت کیا لا نکاح الا بولی و شاهدی عدل نہین صحیح ہوتا ہے نکاح
مگر ساتھہ ولی کے اور دو گواہون عادلون کے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
وکل هؤلاء یشترطون شهادۃ عدلین الا ابا حنیفہ یعنی کل یہہ لوگ شرط کرتے ہین گواہی
دو عادلون کی مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فاسقون کی شہادت بھی کافی ہے **مسئلہ شصت و**
دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا
ہے وانما ان المقصود منہا التعلیم ویوم الترویۃ ویوم النحر یوما تشریق یعنی تحقیق
مقصود خطبہ سے تعلیم ہے اور دن ترویہ کا اور دن قربانی کا دونون دن تشریق کے ہین یہ عبارت
حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دسوین کے دن حج مین امام خطبہ پڑھے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابی بکرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر قال ان الزمان قد
استدار کہیئتہ یوم خلق السموات والارض السنۃ اثنی عشر منہا اربعۃ حرم
ثلث متوالیات ذو القعدۃ وذو الحجۃ والمحرم ورجب مضر الذی بین جمادی و
شعبان ثم قال ای یوم ہذا قلنا اللہ ورسولہ اعلم فسکت حتی ظننا انہ سیسمیہ
بغیر اسمہ قال الیس یوم النحر قلنا بلی قال فان دماءکم واموالکم واعراضکم
علیکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا فی شہرکم ہذا وستلقون ربکم فیسالکم
عن اعمالکم الا فلا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض الا ہل
بلغت قالوا نعم قال اللہم اشہد الحدیث یعنی اوس نے کہا کہ خطبہ سنایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ

بیان کرنے سے یہہ لازم نہین آتا کہ فی الواقع بھی مطالبہ نہوا ہو پہلے اوس کا مطالبہ ضرور ہوا
ہوگا اور شہادت بہی قطعًا ہو چکی ہوگی اسی وجہ سے وہ تمام لوگون مین مشہور تہا اور خود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی اُس کا حال مفصل طور سے معلوم تہا اسی وجہ سے اُس شخص نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی اور اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بلا تحقیق و استفسار
اوس کو قتل کر دینے کا حکم فرما دیا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسکا مطالبہ نہوا ہوتا اور شہادت
نہو چکی ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اوسکا حال کیسے معلوم ہوتا اور بلا تامل بے تحقیق اوس کے قتل
کرنے کا حکم نفرماتے پس معلوم ہوا کہ دعوی مطالبہ و شہادت وغیرہ سب کچہہ پہلے ہو چکا ہوا تہا اسی وجہ
سے ہر ایک شخص کو اوس کا حال معلوم تہا تہلا آنکہ مجلوا اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اور ایک مسلمان
کو قتل کر ڈالا ہو اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی نکالتا اگر وہ شخص قابو مین آجاوے تو پھر
ایسی حالت مین کیا ممکن ہے کہ وارث مقتول مطالبہ قصاص نکرین اور نیز مرتد کو کسی دن قید مین
رکہکر اوسی توبہ کرانے کا حکم ہے جیسے کہ صحیح مسلم اور اوس کی شرح مین اس کا بیان مفصل ...
موجود ہے پہر اگر محض مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جاتا تو اوسکو چند روز قید رکہکر اوس سے توبہ
ضرور طلب کیجاتی **اور نیز** حدیث صحیح مسلم مین صاف موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح
مکے کے دن خطبہ پڑہا اور فرمایا فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا
دَمًا یعنی پس نہین حلال ہے واسطے کسی شخص کو جو اللہ تعالی اور آخرت کے ساتہہ ایمان رکہتا ہو
یہہ بات کہ مکے مین خون بہاوے اس حدیث مین مطلق خون کرنے کی ممانعت آچکی ہے خواہ قصاص
وغیرہ کی وجہ سے ہو یا مرتد ہونے کی وجہ سے ہو پہر باوجود اس عموم ممانعت کے مرتد کا خون مکے مین
کیون بہایا گیا فما هو جوابكم فهو جوابنا **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظِ النِّكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ
وَالْهِبَةِ وَالتَّمْلِيكِ یعنی منعقد ہو جاتا ہے نکاح لفظ نکاح اور تزویج کے اور ہبہ اور تملیک کے
مطلب اس کا یہہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد کو کہدیوے کہ مین نے تجہکو اپنا نفس ہبہ کر دیا
یا تیرے ملک کر دیا تو اس صورت مین نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ

اور اگر خاوند اوس کا آزاد مرد ہوتا تو حضرت بریرہ کو نکاح توڑنے کا اختیار نہ دیتے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور نسائی میں نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہا اراد ت ان تعتق مملوکین لھا زوجہ فسالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان تبدا بالرجل قبل المراۃ یعنی اوس نے ارادہ کیا اپنے دو غلام آزاد کرنے کا جو آپس میں میاں بیوی تھے پس اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ مرد کو عورت سے پہلے آزاد کرے **فائدہ** یہہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ اگر مرد عورت سے پہلے آزاد ہوگیا تو عورت کو نکاح توڑنے کا اختیار باقی نہیں رہیگا پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی لونڈی آزاد ہوجاوے اور اوسکا خاوند آزاد مرد ہووے تو اوس لونڈی کو نکاح فسخ کرنیکا اختیار نہیں رہتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فان کان حرا فلا خیار لھا عند مالک والشافعی والجمہور یعنی پس اگر خاوند اوس کا آزاد ہو تو اوسکو کچھہ اختیار نہیں ہے نزدیک امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علما کے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثوں کو نہیں مانتے تو وہ اوس حدیث کو سند لاتے ہیں جسمیں یہہ مذکور ہے کہ اوس کا خاوند آزاد تھا **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واحتج ابو حنیفۃ برواۃ من رای انہ کان زوجھا حرا وقد ذکرھا مسلم من روایۃ شعبۃ عن عبد الرحمن ابن القاسم لکن قال شعبۃ ثم سالتہ عن زوجھا فقال لا ادری واحتج الجمہور بانھا قضیۃ واحدۃ والروایات المشھورۃ فی صحیح مسلم وغیرہ ان زوجھا کان عبدا قال الحفاظ وروایۃ من رای انہ کان حرا غلط وشاذۃ مردودۃ لمخالفتھا المعروف فی روایات الثقات وتاییدہ ایضا قول عائشۃ قالت کان عبدا ولو کان حرا لم یخیرھا رواہ مسلم وفی ھذا الکلام دلیلان احدھما اخبارھا انہ کان عبدا وھی صاحبۃ القضیۃ والثانی قولھا لو کان حرا لم یخیرھا ومثل ھذا لا یکاد واحد یقولہ الا توقیفا ولان الاصل فی النکاح اللزوم ولا طریق الی فسخہ الا بالشرع وانما ثبت فی العبد فبقی الحر علی الاصل ولانہ لا ضرر ولا نقص علیھا وھی حرۃ فی المقام تحت حر وانما یکون ذلک اذا کانت تحت عبد فاثبت لھا

وسلم نے قربانی کے دن فرمایا تحقیق زمانہ پھر آیا ہے مثل ہیت اپنی کی جسدن پیدا کیا اللہ تعالی نے
آسمانون اور زمینون کو سال بارہ ماہ کا ہے اوسمین چہار مہینے ہین تین پے درپے ذوالقعدہ
اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب مضر کا جو درمیان دونون جمادی اور شعبان کے ہے پھر بعد اُس
کے آپنے فرمایا یہہ کون دن ہے ہمنے کہا اللہ اور رسول اُسکا خوب جانتا ہے پس آپ چپ رہے
یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اسکا کوئی اور نام رکھینگے پہلے نام کے سوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کیا یہہ دن قربانی کا نہین ہے ہمنے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تحقیق خون
اور آبرو مین تمہاری تمپر حرام ہین مثل حرام ہونے اُسدن کی تمہارے اس شہر مین تمہارے اس مہینے مین اور
نزدیک ہے کہ ملاقات کرو گے تم اپنے رب سے پس تمکو تمہارے عمل پوچھیگا خبردار رہو پس پلٹ جاؤ پیچھے میرے
گمراہ ہوکر کہ ایک دوسرے کی گردن مارو خبردار رہو تحقیق مین نے اللہ کا حکم پونہچا دیا ہے لوگون نے کہا ہان
آپنے فرمایا اے اللہ گواہ رہو۔ **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن یعنی دسوین
کے دن آپنے خطبہ پڑہا ہے پس خطبہ پڑہنا اس دن مین سنت ہے **مسئلہ شصت وسوم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَ
وَاِنْ تَزَوَّجَتْ بِاِذْنِ مَوْلَاهَا ثُمَّ اُعْتِقَتْ فَلَهَا الْخِيَارُ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا اَوْ عَبْدًا یعنے
اگر کسی لونڈی نے نکاح کیا ساتہہ اذن مولی اپنے کے پھر بعد اوس کے آزاد کی گئے پس واسطے
اوس کے اختیار ہے خواہ خاوند اوس کا آزاد ہو خواہ غلام ہو مطلب اس کا یہہ ہے کہ اسحالت مین اگرچہ
خاوند اوس کا آزاد مرد ہو اوس لونڈی کو نکاح کا اختیار ہے خواہ اپنا نکاح رکہے خواہ توڑ ڈالے
اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے پہلی
حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنَاسٍ فِيْ بَرِيْرَةَ خُذِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا اَخَيَّرَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا یعنی تحقیق
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اوس کے بریرہ کو معاملہ مین خریدے اوسکو اور آزاد کردے
اوسکو اور خاوند اوس کا غلام تہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نکاح کا اختیار دیدیا
(یعنی خواہ نکاح رکہے خواہ توڑ ڈالے) سو اوس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی اپنا نکاح توڑ ڈالا

ہے عروہ کا نہین ہے جیسکہ امام نووی کی کلام مین مذکور ہو چکا ہے اور نیز جب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قول سے ثابت ہو چکا ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا تو پہر اگر یہہ قول اون کا ہو تو اوس مین کیا منافات ہو دونون کا مطلب تو ایک ہی ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا پہر اسکو عائشہ کا قول بنانے مین کیا استحالہ لازم آتا ہے ۔۔۔۔۔ اور نیز عروہ ایسی توقیفی بات کیسے کہہ سکتے ہین **مسئلہ شصت و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَصَلَّى الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی اور نماز پڑہائی امام لوگون کو مغرب اور عشا کے فقط ایک اذان اور ایک ہی اقامت کے ساتہہ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کے دونون مین جو مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کر کے عشا کیوقت مین پڑہا جاتا ہے تو اون دونون نمازون کیواسطے فقط ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت کہی جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو جسمین بیان کرتے صفت حج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا یعنی کہا جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچہے چڑہایا اُسامہ کو اور چلے یہانتک کہ آئے مزدلفہ مین پس آپنے اوس جگہہ مین مغرب اور عشا پڑہی ساتہہ ایک اذان کے اور دو اقامتون کے اور نہ نفل پڑہے درمیان اون دونون کے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ ۔۔۔۔۔ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے چلے یہانتک کہ جب پہاڑ کی راہ مین آئی تو اوترے اور بول کیا پہر وضو کیا اور وضو کو کامل نکیا پس مین نے کہا کہ نماز آپنے فرمایا نماز تیری آگے

الشرع الخيار في العبد لانه آلة الضرر بخلاف الحر وان رواية هذا الحديث
تدور على عائشة وابن عباس فاما ابن عباس فانفقت الروايات عنه
ان زوجها كان عبدا واما عائشة فمعظم الروايات عنها انه كان عبدا
فوجب ترجيحها انتهى يعنى امام ابوحنيفه نے دليل پكڑى ہے ساتھہ روايات اوس شخص كے
جس نے روايت كى ہے كہ اوسكا خاوند آزاد مرد تہا اور تحقيق ذكر كيا ہے اوسكو مسلم نے شعبہ كى روايت
سے وہ عبدالرحمن سے روايت كرتا ہے ولىكن شعبہ نے كہا كہ پہر مين نے عبدالرحمن سے
اوس كے خاوند كا حال پوچہا تو اوس نے كہا كہ مين نہين جانتا ہون (آزاد تہا يا غلام) اور
جمہور نے دليل پكڑى ہے ساتھہ اس بات كے كہ وہ قضيہ ايك ہے اور صحيح مسلم وغيرہ كے سہو
روايتون مين يہہ ہے كہ اوسكا خاوند غلام تہا اور حفاظ حديث كہتے ہين كہ جسنے يہ روايت
كى ہے كہ اوسكا خاوند آزاد تہا وہ اوس كى روايت غلط اور شاذ اور مردود ہے واسطے مخالف
ہونے اوس كے كے ثقات كى روايتون كو اور نيز اسى كى تاييد كرتا ہے قول عائشہ رضى الله
تعالى كا اُس نے كہا كہ اوس كا خاوند غلام تہا اگر آزاد ہوتا تو اوس لونڈى كو اختيار نديا
جاتا اور ايسى كلام كوئى نہين كہہ سكتا ہے تو قيفى اور دوسرى دليل يہہ ہے كہ اصل نكاح مين لزوم
ہے اُسكے توڑنے كى طرف كوئى راہ نہين ہے مگر ساتھہ شرع كے اور سوا اس كے نہين كہ غلام
كے حق مين يہہ بات ثابت ہو چكى ہے پس آزاد اپنے حال پر رہے گا اور تيسرى دليل يہہ ہے
كہ اوسپر كوئى ضرر نہين اور نہ كسى قسم كى عار ہے اس لئے كہ وہ بہى آزاد ہے اور اوس كا خاوند
بہى آزاد ہے عار تو جب ہوتى جب كہ خاوند اوسكا غلام ہوتا سو شرع نے ضرر كے دفع كرنے
كيواسطے غلام مين اوس كا اختيار ثابت كر ديا اور آزاد مين نہين كيا اور چوتہى دليل يہہ ہے
كہ راوى اس حديث بريرہ كے فقط عائشہ اور ابن عباس ہين سو ابن عباس كى كل روايات تو
سب اسى پر متفق ہين كہ اوسكا خاوند غلام تہا اور عائشہ رضى الله تعالى عنہا كى روايتون مين بہى
ہے كہ وہ غلام تہا پس واجب ہو گئى ترجيح دينى اسكو فقط انتہى اور بعضے حنفيہ يہہ كہتے
ہين كہ لو كان حرا لم يخيرها عائشہ رضى الله تعالى كا يہہ قول نہين ہے بلكہ يہہ عروہ رضى الله
تعالى عنہ كا قول ہے **سوء جواب** اس كا يہہ ہے كہ يہہ قول حضرت عائشہ رضى الله تعالى عنہا كا

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُسامہ بن زید وغیرہ کی حدیثون مین ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے اس لئے کہ یہہ سب کچھہ معاملہ ایک ہی واقعہ حجۃ الوداع ہی مین ہوا ہے یہ واقع متعدد نہین ہے بلکہ اس واقعہ کا متعدد ہونا تو ممکن ہی نہین ہے اور جب کہ یہہ فقط ایک ہی واقعہ ٹھہرا تو اب ہم کہتے ہین کہ اسامہ بن زید کی حدیث مین دونون نمازون مین اونٹ بٹھانے کے ساتھہ فصل واقع ہے یعنے پہلے مغرب کے نماز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی پھر لوگون نے اپنے اونٹ اپنی جگہہ مین بٹھلائے پھر بعد اوس کے نماز عشا کی پڑہائی اور یہہ مقرر ہو چکا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور جب کہ دونون نمازون مین فصل واقع ہو تو اندریں صورت فصل حنفیہ کے نزدیک تو اقامت کو دوبارہ کہنا چاہئے تھا جیسے کہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر دونون نمازون مین کسی چیز کے ساتھہ مشغول ہو وے تو اقامت کو اعادہ کرے اور پھر کہے پس جب اس واقعہ مین دونون نمازون کے درمیان فصل ہو چکا ہے تو پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مین اقامت دوبارہ کہی جانی فقط ایک ہی اقامت کیون کہی گئی اور باوجود ایک ہی واقعہ ہونے کے اور دونون نمازون کے درمیان فصل واقع ہونے کے یہ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور نیز صحیح بخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود یہہ حدیث آچکی ہے قال جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب والعشاء بجمع کل واحدۃ منہما باقامۃ قلم یسبح بینہما یعنی اُس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین جمع کر کے پڑہا ہر ایک کے واسطے علحدہ علحدہ اقامت کہے اور دونون کے درمیان نفل نہ پڑہے **اب** اس حدیث سے کل جھگڑا طے ہو گیا اور قطعا ثابت ہو گیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اقامت کی حدیث سے یہی مراد ہے کہ ہر ایک نماز کیواسطے ایک اقامت کے اب حنفیہ کو دم مارنے کی کوئی جگہہ باقی نہ رہی **مسئلہ ششم و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وان صادمہا بمکۃ بعد فراغہ من الحج جاز یعنی اگر روزہ رکھے مکہ مین پیچھے فارغ ہونیکے حج سے تو جائز ہے یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کرنیوالا اگر قربانی کے دن قربانی نہ پاوے تو حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مین ٹھہر کر دس روزہ رکھہ لیوے تین حج کے اندر اور سات حج سے بعد اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت

ہے پس آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ مین آئے اوترے اور وضو کیا پس وضو کو کامل کیا
پھر نماز کی اقامت کہی گئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر آدمی
نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہہ مین بٹھایا پھر نماز عشا کی اقامت کہی گئی پس آپ نے عشا کو پڑہا اور اونکے
درمیان نوافل نہ پڑہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ مین ہر نماز کے
واسطے علحدہ علحدہ اقامت کہی خواہ کسی چیز کے ساتہہ دونون مین فصل واقع ہوا ہو یا نہوا ہو **تنبیہ**
حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ ابن عمر کی حدیث سند لاتے ہین جو کہ صحیح مسلم مین ان
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز ایک اقامت کے
ساتہہ پڑہائی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَهٰذِهِ
الرِّوَايَةُ مُتَقَدِّمَةٌ عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لِأَنَّ مَعَ جَابِرٍ زِيَادَةَ عِلْمٍ وَزِيَادَةَ
الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَلِأَنَّ جَابِرًا أَعْنَى الْحَدِيثَ وَنَقَلَ حَجَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَقْصَاةً فَهُوَ أَوْلَى بِالِاعْتِمَادِ هٰذَا هُوَ الصَّحِيحُ فِي مَذْهَبِنَا أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ الْأَذَانُ
لِلْأُولٰى مِنْهُمَا وَيُقِيمُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ إِقَامَةً فَيُصَلِّيهِمَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَبِهٰذَا قَالَ حَدِيثُ
إِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ أَنَّ كُلَّ صَلٰوةٍ لَهَا إِقَامَةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ هٰذَا لِيُجْمَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّوَايَةِ
الْأُولٰى یعنی یہہ روایت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی مقدم ہے پہلی دو روایتون پر اس لئے کہ جابر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس زیادتی علم ہے اور زیادہ ثقہ کی مقبول ہے اور نیز اسواسطے کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ
نے اسحدیث کا بہت اہتمام کیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حج نہایت تک پورا نقل کیا ہے پس
اوس کا اعتبار زیادہ صحیح ہے ہمارے مذہب مین کہ مستحب ہے اذان واسطے پہلی نماز کے اور اقامت کہے
واسطے ہر نماز کے پس دونون نمازون کو پڑہے ساتہہ ایک اذان اور دو اقامتون کے اور ایک اقامت
کی حدیث کی یہ تاویل ہے کہ ہر نماز کیواسطے ایک اقامت کہے اور واجب ہے یہ تاویل کرنی تاکہ دونو
حدیثون مین تطبیق ہوجاوے **اور** نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسری اقامت نہ ذکر کرنیسے
یہ لازم نہین آتا کہ دوسری اقامت نہ کہی جاوے والاعبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اسی حدیث
بعض طریقون مین اذان اور اقامت کا مطلق کچہہ ذکر نہین ہے پھر لازم آویگا کہ اذان اور اقامت
کو مطلق ترک کردینا بہی جائز ہووے حالانکہ کسی کے نزدیک بہی جائز نہین ہے **اور** نیز عبداللہ

علہ یہ عبارت صحیح مسلم ص ۴۱۶ مین ہے ۱۲

امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے والعمرۃ تطوع یعنی عمرہ مستحب ہے اگر کرلیوے تو ثواب ہے اگر نکرے تو کچھہ گناہ نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت کے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی تمام کرو حج اور عمرہ کو واسطے اللہ کے اور دوسرا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی مین ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح یعنی تحقیق وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اوس نے کہا ای رسول اللہ کے تحقیق باپ میرا بہت بوڑھا ہوگیا ہے حج اور عمرہ کی طاقت نہین رکھتا ہے اور نہ سواری پر چڑھنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور تیسرا اس حدیث کے مخالف ہے جو ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قالت قلت یا رسول اللہ علی النساء جہاد قال نعم علیهن جہاد لا قتال فیه الحج والعمرۃ یعنی مین نے کہا کہ ای رسول اللہ کے عورتون پر جہاد فرض ہے فرمایا ہان اونپر ایسا جہاد فرض ہے جسمین لڑائی نہین حج اور عمرہ **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوا کہ عمرہ واجب ہے اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونپر جہاد فرض ہے اور پھر جہاد کو ساتھہ حج اور عمرہ کے تفسیر کی اور سائل کو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرنے کا حکم فرمایا اور دونون کو ایک ہی سلسلہ مین بیان فرمایا پس ان حدیثون سے عمرہ کا استحباب نکالنا کسی طرح سے ممکن نہین یا تو ان سے عمرہ کا وجوب ثابت ہوگا اور یا حج کا وجوب باطل ہوگا وکذلک الآیۃ القرآنیۃ تدل علی وجوبہا

مسئلہ شصت و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مرد ے کے سر پر اگر فرضی حج باقی رہتا ہو تو اوس کے وارث پر اوس حج کا میت کی طرف سے قضا کرنا مستحب ہے یعنی اگر کرے تو ثواب ہے ورنہ کچھہ گناہ نہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى

کے فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یعنی پس جو شخص قربانی نپاوے پس تین دن کے روزے حج مین اور سات روزے جب پھر جاؤ تم اپنے گھر دن کو یہہ دس روزے ہین **فائدہ** اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ سات روزے باقی اسی وقت رکھنی جائز ہین جب اپنے گھر مین پھر کر آجاوے چنانچہ اذا شرطیہ کی قید اوسپر دلالت کرتی ہے پس پہلے اوس سے روزے رکھنے جائز نہین ہین **مسئلہ ششم و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالْاَعْمٰی اِذَا وَجَدَ مَنْ یَّقُوْدُهٗ مُؤْنَةَ سَفَرِهٖ وَوَجَدَ زَادًا وَّرَاحِلَةً لَا یَجِبُ عَلَیْهِ الْحَجُّ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی اندھا جب کہ پاوے اوسکو جو سفر کی محنت سے اوسکو کافی ہو اور پاوے خرچ رستہ کا اور سواری نہین واجب ہوتا ہے اوس پر حج یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ اندھے آدمی کو اگرچہ خرچ راہ اور سواری بھی موجود اور خدمتگار بھی میسر ہووے جو سفر مین اوسکے تمام کامون کو بسر کر سکے جب بھی اوسپر حج واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت کے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا یعنی واسطے اللہ کے لوگون پہ حج واجب ہے جو شخص طاقت رکھے طرف اوس کی راہ کی **اور** مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ دارمی مین ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَهُوْدِیًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کہ نہ منع کرے اوسکو حج کرنے سے کوئی حاجت ظاہرہ (یعنی زاد راحلہ) یا حاکم ظالم یا بیماری روک رکھنے والی پس وہ مرگیا اور حج نکیا پس چاہیے کہ مرے یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر **اور** مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ یعنی اوس نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس نے کہا اے رسول اللہ کے کیا چیز حج کو واجب کردیتی ہے آپنے فرمایا خرچ راہ اور سواری **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوگیا جو اندھا خرچ راہ اور سواری وغیرہ کی طاقت رکھتا ہو اوسپر حج واجب ہے **مسئلہ ہفتم و ہشتم** اور ایک مسئلہ

ع یہ آیت جو تمتع کی پہلے رکوع مین ہے ۱۲

فرمایا کہ چار کو رکھ لے اور باقیون کو چھوڑ دے **دوسری حدیث** شرح سنہ مین نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ خَمْسُ نِسْوَةٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَارِقْ وَاحِدَةً وَاَمْسِكْ اَرْبَعًا فَعَمَدْتُ اِلَی اَقْدَمِهِنَّ صُحْبَةً عِنْدِیْ عَاقِرٌ مُنْذُ سِنِیْنَ سَنَةً فَفَارَقْتُهَا یعنی اوس نے کہا کہ مین اسلام لایا اور میرے نیچے پانچ عورتین تہین مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس حضرت نے فرمایا ایک کو جدا کر دے اور چار کو رکھ لے پس قصد کیا مین نے طرف اُس عورت کی جو پانچ تہی اور سب عورتون سے زیادہ تر پہلے کی میری صحبت مین رہتی تہی ساٹھ برس کی مدت سے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو شخص مسلمان ہووے اور اوس کے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین ہون تو اوسکو اختیار ہے جونسی چار کو چاہے رکھے اور جسکو چاہے جدا کر دے پہلی پچھلی کی اس مین کوئی قید اور تخصیص نہین ہے بلکہ نوفل کی حدیث مین صریح موجود ہے کہ اوس نے سب سے پہلی کو جدا کر دیا اور پچھلیون کو رکھ لیا اسی وجہ سے امام محمد نے موطا مین لکھا ہے بِهٰذَا نَاْخُذُ نَخْتَارُ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا اَیَّتُهُنَّ شَاءَ وَنُفَارِقُ مَا بَقِیَ یعنی اسی کو ساتھ دلیل پکڑتے ہین ہم کہ اون عورتون مین جونسی چار کو چاہے اختیار کر لیوے اور باقیون کو جدا کر دیوے **اور** ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے وَالْاَوْجَهُ قَوْلُ مُحَمَّدٍ یعنی زیادہ تر قوی قول محمد کا ہے انتہی **مسئلہ ہفتادم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوة وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اِنْ تَزَوَّجَهُمَا مُتَعَاقِبَتَیْنِ لَا یَخْتَارُ اِلَّا الْاَوَّلَ لِعَدَمِ صِحَّةِ الْاُخْرٰی اِذْ ذَاكَ یعنی اگر نکاح کیا اون دونون کو پے در پے نہ اختیار کرے مگر پہلی کو واسطے نہ صحیح ہونے دوسری کے اسوقت مین یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جاوے اور اوس کے نکاح مین حقیقی دو بہنین ہون تو اس صورت مین امام اعظم کے نزدیک جس کے ساتھہ پہلے نکاح کیا ہو اوسکو رکھنا جائز ہے اور جسکے ساتھہ پیچھے نکاح کیا ہو اوسکو رکھنا جائز نہین ہے اس لئے کہ اُسکا نکاح صحیح نہین ہے اس حالت مین سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ضحاک بن فیروز دیلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے

یہ حدیث بھی مشکوة کے باب العشرة مین ہے

یہ حدیث مشکوة کے باب العشرة کے حاشیہ مین بنقل کیا ہے

یہ حدیث بھی مشکوة کے باب العشرة مین ہے

اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیہا دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال فاقض دین اللہ فہو احق بالقضاء یعنی اوس نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس اُس نے آکر کہا کہ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تہی اور تحقیق وہ مرگئی (یعنے پہلے حج کرنے سے) سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو اوسکو تو ادا کرتا یا نہین اوس نے کہا ہان البتہ ادا کرتا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ادا کر قرض اللہ کا اس لئے کہ وہ زیادہ تر ادا کرنے کی لائق ہے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے ذمہ حج کا ادا کرنا اوس کے وارث پر واجب ہے بلکہ قرض عباد سے اوس کے ادا کرنے کی زیادہ تاکید آچکی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ میت کی طرف سے حج کا ادا کرنا واجب ہے **مسئلہ ششصت و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات و مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وامّا ابو حنیفۃ فقال الاربع الاول جائز ونکاح من بقی منہن باطل یعنی اور لیکن امام ابو حنیفہ پس کہتے ہین کہ پہلے چارون جائز ہین اور جو باقی رہے اون سے اوس کا نکاح باطل ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص اسلام لاوے اور اوس کی چار سے زیادہ بیوی ہون مثلاً چہہ یا سات یا آٹھ یا دس بیوی ہو اور وہ بہی اوس کے ساتہہ ہی مسلمان ہوجاوین تو اوس شخص کو پہلی چار بیوی رکہنی جائز ہین جنکے ساتہہ پہلے نکاح کیا ہو اور جنکے ساتہہ اون چارون پہلے سے پیچہے نکاح کیا ہو وہ عورتین اوس شخص پر حرام ہین اور نکاح اون کا باطل ہے اوس کو اپنے پاس رکہنا اون کا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** مسند امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر نسوۃ فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امسک اربعا وفارق سائرہن یعنی تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اور اوس کی دس بیوی تہین جاہلیت مین پس اوس کے ساتہہ ہی وہ بہی سب مسلمان ہوگئین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو

پارہ کل ان علیہ قضاء دیوبند ۱۲ منہ

کتابون مین لکھا ہے وَالْکَفَاءَۃُ فِی الْحُرِّیَّۃِ نَظِیْرُھَا فِی الْاِسْلَامِ فِیْ جَمِیْعِ مَا ذَکَرْنَا
لِاَنَّ الرِّقَّ اَثَرُ الْکُفْرِ وَفِیْہِ مَعْنَی الذُّلِّ فَیُعْتَبَرُ فِیْ حُکْمِ الْکَفَاءَۃِ یعنی ہم کفو ہونا
حریت مین مثل اوس کی ہے اسلام مین تمام اوس چیز مین جو ذکر کیا ہے ہمنے اس لیے کہ غلامی
اثر کفر کا ہے اور اسمین معنے ذلت کا ہے پس اعتبار کیجاوے گا حکم مین کفو کے انتہی یہہ عبارت حنفیہ
کی دلیل ہے اسپر کہ آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھہ نہ کیا جاوے اس لیے کہ نکاح مین کفو کا
اعتبار ہے اور غلام اور آزاد ایک دوسرے کی کفو نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو
امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا
سے روایت ہے اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَھَا الْبَتَّۃَ وَھُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا وَکِیْلُہُ
الشَّعِیْرَ فَسَخِطَتْہُ فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا لَکِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَیْسَ لَکِ نَفَقَۃٌ فَاَمَرَھَا اَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ اُمِّ
شَرِیْکٍ ثُمَّ قَالَ تِلْکَ امْرَاَۃٌ یَغْشَاھَا اَصْحَابِیْ اِعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ
فَاِنَّہٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِیْنَ ثِیَابَکِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِیْنِیْ قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَکَرْتُ لَہٗ
اَنَّ مُعَاوِیَۃَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاَبَا جَھْمٍ خَطَبَانِیْ فَقَالَ اَمَّا اَبُو الْجَھْمِ فَلَا یَضَعُ عَصَاہُ عَنْ
عَاتِقِہٖ وَاَمَّا مُعَاوِیَۃُ فَصُعْلُوْکٌ لَا مَالَ لَہٗ اِنْکِحِیْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَکَرِھْتُہٗ ثُمَّ قَالَ
اِنْکِحِیْ اُسَامَۃَ فَنَکَحْتُہٗ فَجَعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا وَّاغْتَبَطْتُ یعنی تحقیق ابو عمرو بن حفص نے
اوسکو بتہ طلاق دی اور وہ غائب تہا (یعنی کہین سفر مین گیا ہوا تہا) سو اوس کے وکیل نے
فاطمہ کی طرف جو بہیجے (یعنی خرچ عدت کیواسطے) پس اوسپر غصے ہوئی سو اوس نے کہا قسم ہے
اللہ کی نہین ہے تیرے واسطے ہمپر کچہہ (یعنی ہمکو تیرا خرچ دینا لازم نہین ہے) سو فاطمہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہہ قصہ آپکے پاس اوس نے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تیرا واسطے خرچ نہین ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ام شریک کے گہر مین عدت گذارنے
کا حکم فرمایا پہر آپنے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے کہ اوس کے پاس میرے صحابہ بہت آتے جاتے
ہین تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گذار اس لیے کہ وہ اندہا آدمی ہے تو اپنے کپڑے اوتار کر
رکہیگی پس جب تو حلال ہوجاوے (یعنی تیری عدت گذر جاوے) تو مجہکو خبر دے سو جب میری

روایت کرتا ہے قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتہما
شئت یعنی وہ کہتا ہے کہ مین نے کہا اے رسول اللہ کے تحقیق مین مسلمان ہوا ہون اور میرے
نکاح مین دو بہنین ہین آپنے فرمایا دونون مین جسکو چاہے تو اختیار کرلے **فائدہ** شیخ عبدالحق
نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اختر ایتہما سواء کانت المختارۃ من تزوجہا اولا
او اخرا وعلیہ اکثر الثلثۃ انتہے یعنی اختیار کرلے دونون مین جسکو چاہے تو خواہ اوس
اختیار کی ہوئی عورت کا نکاح پہلے ہوا ہو یا پیچھے ہوا ہو اور یہی مذہب ہے تینون اماموں کا انتہے
پس ظاہر اور اطلاق اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ دونون بہنون مین سے جسکو چاہے اپنے
پاس رکھ لیوے اور جسکو چاہے جدا کردیوے پہلی دوسری کی اس مین کوئی قید اور تخصیص
نہین ہے **مسئلہ ہفتادویکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وان تزوج مسلم ذمیۃ بشہادۃ ذمیین
جاز عند ابی حنیفۃ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی عورت کافرہ ذمیہ کے ساتھہ دو مرد ذمی کافر
گواہ رکھہ کر نکاح کرلیوے تو وہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی ان دو آیتون کے **پہلی آیت** قرآن کی یہہ ہے ولن یجعل اللہ
للکافرین علی المؤمنین سبیلا یعنی نہین گردانا ہے اللہ تعالی نے واسطے کافرون کے مسلمانون
پر کوئی رستہ **فائدہ** ہدایہ مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ کافر کی ولایت اور شہادت
مسلمان پر جائز نہین ہے پس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ کافر کی شہادت سے مسلمان کا نکاح
صحیح نہین ہے جب کافر مسلمان پر گواہی نہین دیسکتا ہے تو اوس کیواسطے بہی گواہ نہین
ہوسکتا ہے **دوسری** قرآن کی اس آیت کے مخالف ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن یعنی
اور نہ نکاح کرو شرک کرنیوالی عورتون کو یہانتک کہ وہ ایمان لاوین آخر تک **پس** کافرہ
اور مشرکہ عورت ذمیہ کے ساتھہ نکاح کرنا جائز نہین ہے **تیسری** قرآن کی اس آیت کے
مخالف ہے وحرم ذلک علی المؤمنین یعنی اور حرام کیا گیا ہے ایماندارون پر کافر عورتون
کے ساتھہ نکاح کرنا پس ذمیہ عورت کے ساتھہ مسلمان کا نکاح کس طرح جائز ہوسکے گا **مسئلہ**
ہفتادودوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی

۵ حدیث سنوکے باب الکوائف مین ہے ۱۲

۶ مصنون ہدایہ مطبوعہ دہلی ۲۱ کی ۵ سطر مین سے ۱۲

۷ یہ آیت ہے پارے کے آخر رکوع مین ہے

۸ یہ آیت قرآن مجید کے دوسرے پارے کے ۱۰ رکوع مین ہے ۱۲

اور حالانکہ زید غلام تھے اور زینب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مین سے تھی یہانتک کہ بوجہ اختلاف کے زید نے زینب کو طلاق دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ اوس کے ساتھہ اپنا نکاح کر لیا چنانچہ یہ قصہ تمام قرآن مجید مین موجود ہے پس ثابت ہو گیا ہے کہ کفو نسبی کا کچھہ اعتبار نہین ہے بلکہ کفو دینی و شرافت ایمانی کا اعتبار ہے اور نکاح کر دینا اوس مین جائز ہے فقط **مسئلہ ہفتا دوسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ یعنی طلاق مکرہ کی واقع ہو جاتی ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ جس شخص سے زبردستی کے ساتھہ طلاق دلائی جاوے اوس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث سے جو کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِيْ إِغْلَاقٍ قِيْلَ مَعْنَى الْإِغْلَاقِ الْإِكْرَاهُ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے نہین ہے طلاق اور آزاد کرنا زبردستی مین بعضون نے کہا کہ معنی اغلاق کا اکراہ ہے یعنی زبردستی سے **فائدہ** شیخ عبد الحق حنفی نے لمعات شرح مشکوۃ مین کہا ہے اَلْأَئِمَّةُ الثَّلٰثَةُ اَخَذُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ مِنَ الْمُكْرَهِ یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس حدیث کے وہ کہتے ہین کہ جس شخص سے زبردستی طلاق دلائی جاوے اوس کی طلاق اور عتاق واقع نہین ہوتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی سند لاتے ہین کہ ہزل اور ٹھٹھے کی حالت مین جو طلاق پڑ جاتی ہے تو یہان بھی اسی طرح طلاق واقع ہو جاویگی لیکن قیاس نص کے مقابلہ مین مردود اور غیر مقبول ہے کما ذکرنا من صاحب الہدایہ پس یہہ قیاس قطعا مردود ہوگا اور نیز پھر اس سے لازم آویگا کہ طلاق مجنون اور معتوہ وغیرہ کی بھی واقع ہو جاوے پھر وہ کیون نہین واقع ہوتی اس مین کون چیز مانع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اغلاق کا یہہ ہے کہ ایک ہی دفع مین طلاق ندیدیوے بلکہ بطور مسنون طلاق دیوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ معنی اس حدیث کا نہین ہو سکتا ہے بلکہ معنے اسکے وہ ہے جو تینون اماموں نے سمجھا ہے اور نیز اگر اسکا یہی معنی مراد لیا جاوے تو پھر لَا عِتَاقَ

عدت گذر گئی تو میں نے آپ کے پاس بیان کیا کہ تحقیق معاویہ اور ابوجہم نے مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن ابوجہم پس اپنے عاتے کو اپنے کندھے سے نہیں اوتارتا ہے (یعنی عورتوں کو بہت مارپیٹ کرتا ہے یا ہمیشہ سفر میں رہتا ہے) اور لیکن معاویہ پس فقیر ہے کچھ مال نہیں رکھتا ہے تو اسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کر لے پس مکروہ جانا میں نے اوسکو پھر آپنے فرمایا کہ تو اسامہ کے ساتھ نکاح کر لے سو میں نے اوس کے ساتھ نکاح کر لیا پس اللہ تعالیٰ نے اُس میں میرے واسطے بہتری کی اور رشک کی گئی میں (یعنی ہمارا میاں بیوی کا آپس میں ایسا اتفاق اور اتحاد ہو گیا کہ دوسرے لوگ بھی اُس کی تمنا کرتے تھے) **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ کفو نسبی کا اعتبار نہیں ہے بلکہ کفو دینی و اسلامی کا اعتبار ہے .... خواہ کوئی شخص کیسے ہی خسیس اور ذلیل نسب کا ہو جب اسلام لے لیوے اور احکام اسلام کا فرمانبردار ہو اور خدا و رسول کا مطیع ہو جاوے اوسوقت اوسکو نکاح کر دینا جائز ہے خواہ عورت کیسی ہی شریف خاندان کے کیوں نہ ہو اس لیے کہ اسامہ غلام سیاہ رنگ تھے اور فاطمہ قریش میں سے تھی اور بہت خوبصورت تھی کذا ذکرہ فی اللمعات پس اپنی حسب نسب ذاتی اور شرافت خاندان کا اعتبار کرنا اور شرافت دینی اور کفو اسلامی کا اعتبار نکر کے ذلیل نسب کے ساتھ نکاح ناجائز بلکہ مکروہ سمجھنا اس حدیث کی صریح مخالف ہے

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَالثَّالِثَةَ عَشْرَةَ جَوَازُ نِكَاحِ غَيْرِ الْكُفْءِ إِذَا رَضِيَتْ بِهِ الزَّوْجَةُ وَالْوَلِيُّ لِأَنَّ فَاطِمَةَ قُرَشِيَّةٌ وَأُسَامَةُ مَوْلًى انتہی یعنی تیرہواں فائدہ اس حدیث فاطمہ کا یہ ہے کہ نکاح غیر کفو میں جائز ہے جب عورت اور اوس کا ولی راضی ہو جاوے اس لیے کہ فاطمہ بنت قیس قریشیہ تھیں اور اُسامہ غلام تھے انتہی **اور** نیز یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے اس آیت کے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی زیادہ بزرگ تم میں نزدیک اللہ تعالیٰ کے زیادہ تر متقی تمہارا ہے **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ یعنی تمام ایماندار آپس میں بھائی ہیں **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ یعنی البتہ غلام ایماندار بہتر ہے مشرک سے اگرچہ خوش لگے تمکو **اور** نیز مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو زید کے نکاح میں دیدیا

عبارت صحیح مسلم دہلی کے جلد ۱ ص ۴۸۹ میں ہے ۱۲

سے ربعہ ۱۲ صحیح بہت دوسرے پارہ سے ۱۰ رکوع میں ہے ۱۲

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنے سے پہلے اگر طلاق دیدیوے تو وہ طلاق نکاح کرنے کے بعد واقع نہین ہوگی خواہ معلق ہو خواہ غیر معلق ہو اسمین مطلق جنس طلاق کی نفی کردی ہے اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے مُرْوِیٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ خَطَبَ اِمْرَاَۃً فَاَبٰی اَوْلِیَاءُھَا اَنْ یُّزَوِّجُوْھَا مِنْہُ فَقَالَ اِنْ نَّکَحْتُھَا فَھِیَ طَالِقٌ ثَلٰثًا فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّکَاحِ یعنی عبداللہ بن عمرو نے ایک عورت سے پیغام کیا اور اوس کے ولیون نے انکار کیا پس اُس نے کہا کہ اگر مین اُسکو نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ مسئلہ پوچھا گیا آپنے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہین ہوتی ہے پس اس حدیث کا سیاق سب تاویلات کو باطل کردیتا ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس حدیث سے نفی اختیار ہے یعنی نکاح سے پہلے طلاق کا اختیار نہین ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب اوسکو طلاق کا اختیار نہوا تو اب اگر طلاق دیویگا تو طلاق واقع نہین ہوگی وہو المراد پس اس تاویل سے کچھہ فائدہ نہوا **مسئلہ ہفتادو پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے لَوْ قَالَ لِلّٰہِ عَلَیَّ اَنْ اُعْتِقَ ھٰذَا الْعَبْدَ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ مِلْکِہٖ وَقْتَ النَّذْرِ حَتّٰی لَوْ مَلَکَ بَعْدَ ذٰلِکَ یُعْتِقُ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی شخص اس طور سے نذر مانے کہ اللہ کے واسطے اس غلام کو مین آزاد کردونگا اور وہ غلام اُسوقت اوس کے ملک مین نہو تو بعد اوس کے جب کبھی وہ شخص اوس غلام کا مالک ہوگا اوسیوقت وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے وہ اُس کے دادا سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ لِابْنِ اٰدَمَ فِیْمَا لَا یَمْلِکُ وَلَا طَلَاقَ فِیْمَا لَا یَمْلِکُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہے نذر واسطے بیٹے آدم کے اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین ہے اور نہین ہے آزاد کرنا اوس کا جسکا وہ مالک نہین ہے اور نہین ہے طلاق اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین **دوسری حدیث** وہ ہے جو سابق مسئلہ مین مذکور ہوئی ہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو چیز اپنے

فی اطلاق کا کوئی معنی نہین بن سکے گا اس لیے کہ عتاق مین کوئی قسم غیر مسنون نہین بلکہ عتاق تین ہی قسم کا ہوتا ہے کتابت اور تدبیر اور تحریر سو یہہ تینون قسم بالاجماع مسنون ہین پس یہ معنی یہان مراد لینا ممکن نہین ہے اور اگر دونون معنی مراد کہی جاوین تو لازم آویگا اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے اور وہ بالاتفاق جائز نہین ہے پس ثابت ہوگیا کہ معنی اس کا وہی ہے جسکی طرف تینون امام گئے ہین اور اگر کوئی شخص اسکا وہ دوسرا معنے کریگا تو لاعتاق فی اغلاق مین کوئی تاویل بعید از عقل کرکے اپنے عقل کے کاغن کرینگے **مسئلہ ہفتاد و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَقَدْ جَوَّزَهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالزُّهْرِيُّ تَعْلِيْقَهُ بِالنِّكَاحِ عُمُوْمًا بِأَنْ يَقُوْلَ كُلُّ امْرَأَةٍ نَكَحْتُهَا فَهِيَ طَالِقٌ أَوْ خُصُوْصًا بِأَنْ يَقُوْلَ لِامْرَأَةٍ مُعَيَّنَةٍ إِذَا نَكَحْتُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَيَقَعُ الطَّلَاقُ عِنْدَ النِّكَاحِ یعنی تحقیق جائز رکہا ہے ابو حنیفہ اور زہری نے معلق کرنا طلاق کا ساتہہ نکاح کے خواہ عام طور سے ہو ساتہہ اسطرح کے کہ کہے جو عورت نکاح کرون مین اوسکو پس وہ طلاق والی ہے یا خاص کرکے ہو باین طور کہ کسی عورت خاص کو کہے کہ جب مین تجہکو نکاح کرون پس تو طلاق والی ہے پس نکاح کرنے کے وقت طلاق واقع ہوجاویگی انتہی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی عورت کو نکاح کرنے سے پہلے طلاق دیدیوے یعنی ابہی نکاح تو ہوا ہی نہین ہے مگر پہلے ہی اوسکو کہے کہ جب مین تیرے ساتھ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے تو اس صورت مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوجاویگی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** شرح سنہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا عِتَاقَ إِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ وَلَا وِصَالَ فِي صِيَامٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ وَلَا صُمْتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے نکاح کرنے سے طلاق نہین اور نہین ہے آزاد کرنا مگر بعد ملک کے اور نہین ہے وصال روزے مین اور نہین ہے یتیمی بعد بالغ ہوجانے کے اور نہین ہے رضاع بعد دودہ چہوڑانے کے اور نہین ہے چپ رہنا ایک دن کا رات تک دوسری حدیث مسئلہ ہفتاد و پنجم مین آگے آتی ہے **فائدہ**

حلال کیگئی اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے[۱] **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ یہہ عورت پہلے خاوند کی واسطے حلال نہیں ہوتی ہے اور حلالہ کرانے والے کا نکاح ہی صحیح نہین ہوتا ہے **اول** اسوجہ سے کہ یہہ نکاح بمنزلہ نکاح موقت کے ہے اور نکاح موقت باطل ہوتا ہے پس یہ بھی باطل ہوجاویگا جیسے ابو یوسف بھی کہتے ہین **دوم** اسوجہ سے کہ اگر یہ نکاح صحیح ہوتا تو پھر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تھے اور نیز حلال کرانیوالے پر لعنت وارد کیون ہوتی اسواسطے کہ لعنت تو اوس کام کے حرام اور ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہے چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے میت پر بین کرنیوالی عورت پر اور سننے والے پر اور تیسری حدیث مین ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کہانے والے پر اور کہلانے والے پر **اور** چوتھی حدیث مین ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَعَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے شراب کو اور اوس کے نچوڑنے والے کو اور جسکے واسطے نچوڑا جاوے **وعلی ھذا القیاس** اسی قسم کی اور بہت حدیثین ہین پس اگر لعنت پڑنے سے وہ فعل حلال رہتا ہے تو پھر یہ فعل بھی سب حلال رہینگے حالانکہ یہ سب کام حرام و ناجائز ہین اور جب سرے سے یہ نکاح ہی جائز نہوا تو پھر پہلے خاوند پر اوسکو حلال کردینا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور امام محمد کہتے ہین کہ یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔ ولیکن پہلے خاوند پر وہ عورت حلال نہین ہوتی ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّہٗ یَصِحُّ النِّکَاحُ وَلَا یُحِلُّھَا لِلْاَوَّلِ لِاَنَّہٗ اِسْتَعْجَلَ مَا اَخَّرَہُ الشَّارِعُ فَیُجَازٰی بِمَنْعِ مَقْصُوْدِہٖ کَمَا فِیْ قَتْلِ الْمُوَرِّثِ انتہی یعنی اس لئے کہ اوسنے جلدی طلب کی وہ چیز کہ جسکو شرع نے مؤخر کردیا تھا پس اوس کی سزا یہی ہے کہ اپنے مقصود سے منع کیا جاوے (یعنی اُسپر حلال نہ کیجاوے) جیسے کہ مورث کے قتل کرنے مین وارث اوسکا محروم ہوجاتا ہے **اور بعضے** حنفیہ کہتے ہین کہ لعنت سے مراد حقیقی لعنت نہین ہے بلکہ مراد اوسّے خساست ہے یعنی یہ کام خسیس ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ لعنت سے خساست مراد کہنی ظاہر حدیث کے سراسر خلاف ہے اور کسی لغت اور عرف مین لعنت کا حقیقی معنی کے سوا کوئی معنی نہین آیا ہے جسکو دعوی ہو پیش کرے **اور نیز**

[۱] قال الشیخ فی ذالک الحدیث ھذا حدیث حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ انتہی

[۲] مضمون ماخوذ از مطبوعہ ص ۱۲

ملک مین نہو اوس چیز مین نذر صحیح اور منعقد نہین ہوتی ہے اور جب کہ نذر ماننے کی وقت ہی اگی
یہ نذر صحیح اور منعقد نہوئی اور اوسی وقت ہی مین باطل ہوچکی تو پھر بعد اوس کے جب کبھی وہ ملک
ہوگا اوسوقت یہ نذر اوس کی کیسے جاری ہوسکے گی وہ نذر تو اوسی ہی وقت مین باطل ہوچکی تھی
اب بعد مدت کے وہ معدوم چیز پھر کیسے موجود ہوگئی اور نیز اس نذر کا ... مدت کے بعد جاری
ہونا فرع ہے اس کی کہ نذر ماننے کیوقت وہ نذر اوس کی صحیح اور منعقد ہوچکی ہے اور جب کہ یہ نذر
اوسی وقت منعقد ہوچکی ہے تو اب بعینہ اسی غلام کا آزاد کرنا اوسیوقت اوسپر واجب ہوگیا پھر
اب اوسپر لازم ہوگیا اوس غلام کو خرید کر اوسی وقت آزاد کرے خواہ اوس کے خریدنے کی استطاعت
ہو یا نہو اور نیز اندریصورت یہ حدیث محض مہمل ہوجاویگی اسکا مصداق کوئی چیز باقی نہین رہیگی
اور نہ اسکا کوئی معنے بن سکے گا **مسئلہ ہفتادوششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيْلِ فَالنِّكَاحُ
مَكْرُوْهٌ فَاِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَ مَا وَطِئَهَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ لِوُجُوْدِ الدُّخُوْلِ فِيْ نِكَاحٍ صَحِيْحٍ اِذِ النِّكَاحُ
لَا يَبْطُلُ بِالشَّرْطِ یعنی اگر نکاح کیا اوس عورت کا ساتھہ شرط حلال کردینے کے تو نکاح مکروہ ہے پس اگر
طلاق دی اوسکو پیچھے وطی کرنے کے تو حلال ہوگی واسطے پہلے خاوند کے واسطے موجود ہونے دخول
کے نکاح صحیح مین اس لئے کہ نکاح شرط کے ساتھہ باطل نہین ہوتا ہے انتہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل
ہے اسپر کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہو وہ حلالہ نکالنے کے واسطے کسی دوسرے آدمی
کو کہے کہ تو اس عورت کے ساتھہ نکاح کرلے اس شرط سے کہ تو اوسکو میرے واسطے حلال کردے یا وہ
شخص خود اوس عورت کو کہے کہ مین تیرے ساتھہ اس شرط پر نکاح کرتا ہون کہ تیرے ساتھہ ایک
مرتبہ جماع کرکے تجھکو طلاق دیدون گا تاکہ تو اپنے خاوند کیواسطے حلال ہوجاوے تو اسصورت
مین وہ نکاح اوس کا صحیح ہوجاتا ہے پس بعد اوس کے اگر جماع کرکے اوسکو طلاق دیدے تو
پہلے خاوند پر وہ عورت حلال ہوجاویگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا سوا امام اعظم کے یہہ مسئلہ مخالف ہے
اس حدیث کے جو کہ سنن دارمی مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ رواہ ابن ماجۃ عن علی وابن عباس وعقبۃ بن
عامر یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے حلال کرنیوالے پر اور اوسپر کہ جسکے واسطے

۱۲ یہہ صحیحت ہدایہ مطبوعہ نولکشور ہے ۱۲

۱۲ یہ حدیث مشکوۃ کی باب المطلقۃ ثلثا کی دوسری فصل مین ہے ۱۲

وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ لِخُرُوْجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ لِلْحَاجَةِ وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَاللَّيْثِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ جَوَازُ خُرُوْجِهَا فِي النَّهَارِ لِلْحَاجَةِ انتہی یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے نکلنے طلاق بائن والی عورت کے عدت مین واسطے کسی حاجت کے اور مذہب مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد اور دوسرے لوگون کا یہہ ہے کہ اوسکو حاجت کے واسطے دن مین نکلنا جائز ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ آیت لاتے ہین وَلَا يَخْرُجْنَ عن مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ الآیۃ یعنی اور نہ نکالو اونکو اپنے گہرون سے اور نہ نکلین وہ **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ آیت عام ہے حاجت اور غیر حاجت کو شامل ہے پس یہ حدیث اوس کی مخصص ہو جاویگی اور تخصیص عام کی ساتھہ خبر واحد کے ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک جائز ہے کما مر سابقا پس معنی اس آیت کا یہ ہوگا کہ بغیر حاجت کے نہ نکلین اور نیز اس آیت کی تخصیص ساتھہ قطعی کے ہو چکی ہے اوس کا مخصص حرف استثنا اوس کے متصل ہے خود قرآن مجید مین موجود ہے اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ پس اب تخصیص اُس کی بالاتفاق جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے وَلَا تَلْبَسُ الْعَصْبَ عِنْدَنَا یعنی اور نہ پہنے عورت عصب کو نزدیک ہمارے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے تو اوسکو عدت مین عصب کے ساتھہ کپڑا رنگا ہوا پہننا جائز نہین ہے اور عصب ایک قسم کا درخت ہوتا ہے اوسی کپڑے رنگ کرتے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سوگ کرے کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن اور نہ پہنے رنگا ہوا کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ ڈالے آنکھ مین اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب حیض سے پاک ہووے تو تھوڑا سا خوشبو قسط یا اظفار سے استعمال کرے انتہی قسط اظفار ایک

ع۵ عبارت صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۸۶ سطر ۱۲

ع۶ یہ عبارت سندیہ آیت طلاق بائن کی ۱۲

ع۷ یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے ۱۲

جن حدیثون مین لعنت کا لفظ آیا ہے یا قرآن شریف مین جہان وارد ہوا ہے اوس جگہہ مین بہی یہی مراد رکہی جاویگی فہما ہو جوابکم فہو جوابنا اور بعضے کہتے ہین کہ زبان سے کہے تو گناہ ہے اور اگر زبان سے نکہے فقط دل مین نیت رکہ لیوے تو اوسپر کچہہ گناہ نہین ہے بلکہ اوسکو ثواب ہوتا ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ بات بہی محض غلط اور خیال فاسد ہے اس لئے کہ اگر حلال کرنیوالا اس نیت سے نکاح کریگا کہ مین اسکو پہلے خاوند کے واسطے حلال کردون تو پہر یہہ تو بعینہ وہی بات ہے جسپر لعنت وارد ہوئی یہ تو ایک ہی بات ہے خواہ زبان سے کہے یا دل سے نیت کرلیوے وہ بیشک ملعون ہے اور اگر دونون مین سے کسی کی بہی یہ نیت نہین ہے اور نہ کسی نے زبان سے کہا ہے تو پہر یہ بالاتفاق حلال ہے اس مین کسی کو کلام نہین اور نہ اس کو اس حدیث سے کچہہ علاقہ ہے پہر اس حدیث کا مصداق کیا ہوا **اور** بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو محلل فرمایا ہے اگر لعنت تہی تو پہر اسکو حلال کرنیوالا کیون فرمایا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اسکو محلل بطور حقیقت کے نہین کہا گیا ہے بلکہ بطور تشبیہ اور مماثلت کے اس کو محلل کہا گیا ہے اگر حقیقی طور سے وہ یہان محلل ہوتا تو پہر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یَجُوْزُ لِلْمُطَلَّقَۃِ الرَّجْعِیَّۃِ وَالْمَبْتُوْتَۃِ الْخُرُوْجُ مِنْ بَیْتِہَا لَیْلًا وَّلَا نَہَارًا یعنی جس عورت کو طلاق رجعی یا بائن ملی ہو اوسکو عدت مین اپنے گہر سے باہر نکلنا جائز نہین ہے نہ رات مین اور نہ دن مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِیْ ثَلَاثًا فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَہَا فَزَجَرَہَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلٰی فَجُدِّیْ نَخْلَکِ فَعَسٰی اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا یعنی اوس نے کہا کہ میری خالہ کو طلاق ملی تین طلاق پس اوس نے ارادہ کیا کہ اپنی کہجورون کو کاٹے سو اوسکو ایک مرد نے نکلنے سے جبڑکا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون نہین پس تو اپنی کہجورون کو کاٹ پس قریب ہے کہ تو اوس سے صدقہ دیوے یا کوئی اچہا کام کرے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے

۲ حدیث مین بہی ہے اور بیہقی ج ۷ ص ۴۸۸ مین ہے ۱۲

ع ہدایہ باب طلاق ص ۸۹ مین ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کر دیوے تو تمام غلام آزاد ہو جاویگا اگر اوس کے پاس مال ہووے اور اگر اوس کی واسطے مال نہووے تو غلام سے مزدوری کروائی جاوے درحالیکہ اوسپر سخت تکلیف نہ ڈالی جاوے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ معتق کے غنی اور مالدار ہونے کی حالت مین دوسرے شریکون کا کچھہ اختیار باقی نہین رہتا ہے فقط اسی ایک امر کا اونکو اختیار باقی رہتا ہے کہ آزاد کرنیوالے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کر لیوین اس حالت مین شریک کو اپنا حصہ آزاد کرنے کا کچھہ اختیار نہین ہے بلکہ اپنا حصہ اوسوقت آزاد کرنا محض لغو اور بیفائدہ ہے اس لیے کہ غنی ہونے کی حالت مین تو پہلے ہی غلام کل آزاد ہو چکا ہے پھر شریک کا اپنا حصہ آزاد کرنا محض لغو ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا نَصِیْبُ الشَّرِیْکِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْ حُکْمِہٖ اِذَا کَانَ الْمُعْتِقُ مُوْسِرًا عَلٰی سِتَّۃِ مَذَاھِبَ اَحَدُھَا وَھُوَ الصَّحِیْحُ وَھُوَ مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَبِہٖ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ وَبَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ اَنَّہٗ عُتِقَ بِنَفْسِ الْاِعْتَاقِ وَیَقُوْمُ عَلَیْہِ نَصِیْبُ شَرِیْکِہٖ بِقِیْمَۃِ یَوْمِ الْاِعْتَاقِ وَحُکْمُہٗ مِنْ حِیْنِ الْاِعْتَاقِ حُکْمُ الْاَحْرَارِ فِی الْمِیْرَاثِ وَغَیْرِہٖ وَلَیْسَ لِلشَّرِیْکِ اِلَّا الْمُطَالَبَۃُ بِقِیْمَۃِ نَصِیْبِہٖ کَمَا لَوْ قَتَلَہٗ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ اَعْتَقَ الشَّرِیْکُ نَصِیْبَہٗ بَعْدَ اِعْتَاقِ الْاَوَّلِ نَصِیْبَہٗ کَانَ اِعْتَاقُہٗ لَغْوًا لِاَنَّہٗ قَدْ صَارَ کُلُّہٗ حُرًّا اھ یعنی لیکن حصہ شریک کا پس اختلاف کیا ہے علمانے اوس کے حکم مین چھہ مذاہب پر جبکہ آزاد کرنیوالا غنی ہووے ایک مذہب جو شافعی کا صحیح مذہب ہے اور جس کے ساتھہ قائل ہین ابن شبرمہ اور اوزاعی اور ابن ابی لیلے اور ابو یوسف اور محمد ابن الحسن اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور بعض مالکیہ یہ ہے کہ وہ غلام نفس عتق کے ساتھہ تمام آزاد ہو جاتا ہے اور قیمت کیجاوے اوسپر شریک کے حصہ کی جو آزاد کرنے کے دن اوس کی قیمت ہو اور حکم اوس کا آزاد کرنے کیوقت سے حکم آزادون کا ہے ورثہ وغیرہ مین اور شریک کے واسطے کسی قسم کا کچھہ اختیار نہین ہے مگر اپنے حصے کی قیمت طلب کرنا جیسے کہ اگر قتل کر ڈالے اوسکو تو اوسکا یہی حکم ہے پھر امام نووی نے بعد اوس کے لکھا ہے کہ اگر شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا بعد آزاد کرنے پہلے آدمی کے حصہ اپنے کو تو ہوگا آزاد کرنا اوس کا لغو اور بیکار اس لیے کہ وہ غلام تو پہلے ہی تمام

ل یہ عبارت صحیح مسلم جلد ۱ کے ۲۹۲ مین ہے ۱۲

کی خوشبو ہوتی ہے بہت چیزون سے مرکب ہوتی ہے عورتین اوسکو اکثر حیض کے بعد غسل کرنے مین
استعمال کرتے ہین تاکہ خون حیض کی بدبو زائل ہوجاوے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا
کہ عورت کو اپنے خاوند کی عدت مین عصب سے رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ششم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَ
اِذَا کَانَ الْعَبْدُ بَیْنَ شَرِیْکَیْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُھُمَا نَصِیْبَہٗ عُتِقَ فَاِنْ کَانَ مُوْسِرًا فَشَرِیْکُہٗ
بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ ضَمَّنَ شَرِیْکَہٗ قِیْمَۃَ نَصِیْبِہٖ وَاِنْ شَاءَ اِسْتَسْعَی الْعَبْدَ
یعنی جب ہو غلام درمیان دو شریکون کے پس دونون مین سے ایکنے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو آزاد
ہو جاویگا پس اگر آزاد کرنیوالا مالدار ہو پس شریک اس کا مختار ہے خواہ آزاد کر دیوے حصہ اپنا اور خواہ
ضامن ہو شریک اوسکا اوس کے حصے کی قیمت کا اور خواہ غلام سے محنت کرواکے اپنے حصہ
کی قیمت وصول کر لیوے یہ عبارت حنفیہ کی ذیل ہے اسپر کہ اگر آزاد کرنیوالا دولتمند ہو تو اوس کے
شریک کو اختیار ہے خواہ اپنا حصہ آزاد کر دیوے خواہ اوس کی قیمت وصول کر لیوے خواہ غلام سے
محنت کرواکے اپنے حصہ کی قیمت وصول کر لیوے تینون امرون کا اوس کو اختیار ہے اور یہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے پہلی حدیث
صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْکًا لَّہٗ فِیْ عَبْدٍ وَّکَانَ لَہٗ مَالٌ یَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ
عَلَیْہِ قِیْمَۃَ عَدْلٍ فَاَعْطٰی شُرَکَاءَ ھُمْ حِصَصَھُمْ وَعُتِقَ عَلَیْہِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْہُ
مَا عُتِقَ یعنی اوس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حصہ کو (جو کسی
غلام مین ہووے) آزاد کر دیوے اور اوس کے پاس اسقدر مال ہو جو غلام کی تمام قیمت کو پہونچے تو اوس
غلام کی اوسپر قیمت ڈالی جاوے قیمت ڈالنی عادل مرد کی پس اوس کے شریکون کو اون کے حصون
کی قیمت دیجاوے اور تمام غلام اُسپر آزاد ہوجاویگا اور اگر اوس کے پاس اسقدر مال نہووے
تو فقط اوسی کا جو حصہ ہوگا وہی آزاد ہوگا **دوسری** حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِیْ عَبْدٍ اُعْتِقَ
کُلُّہٗ اِنْ کَانَ لَہٗ مَالٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ مَالٌ اُسْتُسْعِیَ الْعَبْدُ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْہِ یعنے

بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ أَوْ حُرٌّ یعنی اُسنے کہا کہ ایک غلام آیا اور اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیعت کی ہجرت پر اور حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے پس اُس کا مالک آیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کہا کہ اسکو میرے پاس بیچ ڈال پس آپنے اُس کے بدلے دو سیاہ غلام دیکر اوسکو خرید لیا اور آپ بعد اوس کے کسی سے بیعت نہین کرتے تہے یہانتک کہ اوسکو پوچھہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد ہے **دوسری حدیث** ابو داؤد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّاْخُذَ عَلٰى قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَاْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو لشکر طیار کرنیکا حکم فرمایا پس اونٹ کم ہوگئے پس حضرت نے اوسکو حکم فرمایا کہ پکڑے صدقے کے جوان اونٹون پر پس وہ پکڑتے تہے ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے صدقہ کے اونٹون تک **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ایک جاندار کو بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہے خواہ دست بدست ہو یا ادہار ہو اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور علما کا **انتہی** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سند لاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو بدلے حیوان کے ادہار بیچنا منع فرمایا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے اس حدیث مین مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین ہے تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے فَاِنَّ الْاِعْمَالَ الدَّلِيْلَيْنِ وَاجِبٌ مَا اَمْكَنَ کما مر اور یا مراد اوسے یہ رکھی جاوے کہ دونون طرف سے ادہار ہو تو منع ہے اور اگر ایک طرف سے ہو جیسے کہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث مین واقع ہوا ہے تو یہہ جائز ہے اور **بعضے حنفی** یہہ کہتے ہین کہ دو حیوانون کا ایک حیوان کے بدلے بیچنا ابتدا اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوگیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی نسخ کا باطل ہے ساتہہ ان وجہات کے جو مسئلہ اولی مین پہلے مذکور ہو چکے ہین اور نیز یہ بہی ہو سکتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اول اسلام مین ممانعت کا حکم تہا پہر بعد کو منسوخ ہوگیا اور ایک حیوان کا بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہوگیا **فما ہو جوابکم فہو جوابنا**

مسئلہ ہشتادودوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ

ف ۱ یہہ حدیث ابو داؤد کی ہے اور ابو داؤد نے اس حدیث کو بیہقی سے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن عمر کی حدیث مین یہہ لفظ ہین کہ آپنے ایک لشکر کو بھیجا اور اونٹ کم ہوگئے پس آپنے حکم فرمایا کہ پکڑے صدقے کے اونٹون پر پس وہ پکڑتے تہے ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے صدقہ کے اونٹون تک ۱۲ منہ

ف ۲ حدیث مسکوۃ کی باب الصدقہ کی فصل دوسری مین ہے ۱۲

ف ۳ یہہ عبارت صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۳۱ سطر ۱۲

آزاد ہو چکا ہے انتہی پھر سب مذاہب بیان کرنے کے بعد امام نووی نے لکھا ہے وَالْاَقْوَالُ الثَّلٰثَۃُ قَبْلَہٗ فَاسِدَۃٌ مُخَالِفَۃٌ لِصَرِیْحِ الْاَحَادِیْثِ فَہِیَ مَرْدُوْدَۃٌ عَلٰی قَائِلِہَا یعنی امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اقوال سب فاسد اور باطل ہیں مخالف ہیں صریح حدیثوں کے پس وہ مردود ہیں اُنکے قائلین پر انتہی اسی طرح غنا کی حالت میں غلام سے مزدوری کروانی بھی حدیث کے مخالف ہے اس لئے کہ اس حالت میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلام پر اوس کے حصہ کی قیمت نہیں فرمائی بلکہ اوس کے حصہ کی قیمت آزاد کرنیوالے پر ادا کرنی فرمائی ہے اور اسی طرح پر اوس معتق کی قیمت ادا کردہ شدہ کا غلام پر واجب کرنا بھی اس حدیث کے مخالف ہے اس لئے کہ یہ حدیث اس سے ساکت ہے وَالسُّکُوْتُ فِیْ مَعْرِضِ الْبَیَانِ بَیَانٌ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے **مسئلہ ہشتادم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَیَجُوْزُ بَیْعُ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی جائز ہے بیچنا گوشت کا ساتھ زندہ جانور کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ شرح سنہ میں سعید بن مسیب سے مرسلا روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ بَیْعِ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ قَالَ سَعِیْدٌ کَانَ مِنْ مَیْسِرِ اَہْلِ الْجَاہِلِیَّۃِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیچنے سے گوشت کے ساتھ زندہ جانور کے کہا کہ یہ جاہلیت کے لوگوں کا جوا تھا **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ گوشت کے ساتھ زندہ جانور کا بیچنا مطلقاً منع ہے خواہ دست بدست ہو خواہ اُدھار ہو اس حدیث میں کسی قسم کی کوئی قید و تخصیص نہیں ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا پس اس حدیث مطلق کو اُدھار کے ساتھ مقید کرنا محض خیال فاسد و قول باطل ہے **مسئلہ ہشتاد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ مرقات و لمعات وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک حیوان کو بدلے دو حیوانوں کے بیچنا جائز نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثوں کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَایَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْہِجْرَۃِ وَلَمْ یَشْعُرْ اَنَّہٗ عَبْدٌ فَجَاءَ سَیِّدُہٗ یُرِیْدُہٗ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْہِ فَاشْتَرَاہُ

وعلہ یُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالذِّمِّیِّ یعنی مسلمان کو بدلے کافر ذمی کے قتل کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے

پہلی حدیث صحیح بخاری مین ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ سَئَلْتُ عَلِیًّا هَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ فَقَالَ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُعْطٰی رَجُلٌ فِیْ کِتَابِهٖ وَمَا فِی الصَّحِیْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِی الصَّحِیْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِکَاکُ الْاَسِیْرِ وَاَنْ لَّا یُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تمہارے نزدیک سوائے قرآن کے کوئی چیز ہے حضرت علی رضہ نے کہا قسم ہے اوس ذات کی جس نے دانے کو پہاڑا اور جاندار چیز کو پیدا کیا نہین ہے نزدیک ہمارے کوئی چیز مگر جو قرآن مین ہے لیکن فہم جو مردود یا گیا اوس کی کتاب مین اور جو چیز کہ اس کاغذ مین ہے مین نے کہا اس کاغذ مین کیا ہے کہا بیان دیت کا اور چھوڑنا قیدیون کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ وَیَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَیَرُدُّ عَلَیْهِمْ اَقْصَاهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ اَلَا لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ وَّلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانون کے خون برابر ہین اور کوشش کیا جاوے ساتھ ذمہ اون کے ادنے اون کا اور رد کیا جاوے اوپر اقصی اون کا اور وہ ایک ہاتھ ہین اپنے غیر پر خبردار ہو نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے اور نہ عہد والا اپنے عہد مین **تیسری حدیث** ابو داؤد عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ ذَکَرَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا وَّذَکَرَ فِیْهِ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِکَافِرٍ وَلَا یُرِدُّ بِهٖ الْکَافِرَ نِصْفُ دِیَةِ الْمُسْلِمِ الْحَدِیْثَ یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن فتح مکہ کے خطبہ پڑہا پھر بڑی طویل حدیث بیان کی اور اوسی مین ذکر کیا کہ نہ قتل کیا جاوے مومن بدلے کافر کے اور نہ بدلے کافر کی آدھی دیت مسلمان کی ہے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر

ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَجُوزُ السَّلَمُ فِی الْحَیَوَانِ یعنی نہین جائز ہے قرض لینا حیوان مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکْرًا فَجَاءَتْہُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَۃِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقْضِیَ الرَّجُلَ بَکْرَہٗ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِیَارًا رَبَاعِیًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِہٖ اِیَّاہُ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُہُمْ قَضَاءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ جوان قرض لیا پس آپکے پاس صدقے کے اونٹ آئے ابو رافع نے کہا سو آپنے مجھکو حکم فرمایا کہ مین اوس آدمی کا اونٹ ادا کردون پس مین نے عرض کی کہ مین نہین پاتا ہون مگر اونٹ عمدہ چہار برس کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ اوسکو دیدے پس تحقیق بہتر سب لوگون مین وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرتا ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْہِ جَوَازُ اقْتِرَاضِ الْحَیَوَانِ وَمَذْہَبُ الشَّافِعِیِّ وَمَالِکٍ وَجَمَاہِیْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ قَرْضُ جَمِیْعِ الْحَیَوَانِ وَمَذْہَبُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ قَرْضُ الشَّیْءِ مِنَ الْحَیَوَانِ وَہٰذِہِ الْاَحَادِیْثُ تَرُدُّ عَلَیْہِمْ وَلَا یُقْبَلُ دَعْوٰیہُمُ النَّسْخَ بِغَیْرِ دَلِیْلٍ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے جائز ہونے قرض لینے حیوان کے اور مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما سلف اور خلف کا یہہ ہے کہ جائز ہے قرض لینا تمام حیوانون کا اور مذہب ابی حنیفہ کا یہہ ہے کہ نہین جائز ہے قرض لینا کسی چیز کا حیوان سے اور یہہ حدیثین رد کرتی ہین اون پر اور نہین قبول کیا جاویگا دعوی اون کا نسخ مین بغیر دلیل کے انتہے پس ثابت ہوگیا کہ حیوان کا قرض لینا بلاشبہ جائز درست ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ یہ حدیث منسوخ ہے **سو جواب** اوس کا یہہ ہے کہ دعوی نسخ کا قطعاً مردود و باطل ہے اور وجہ باطل ہونے کے مسئلہ اول مین اوپر گذر چکی ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اون کا دعوی نسخ کا بغیر دلیل کے مقبول نہین ہے **مسئلہ ہشتاد و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے

ہشتاد و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیُکْرَہُ اَکْلُ الضَّبِّ یعنی مکروہ ہے کہنا گہوہ کا اور مرقات مین لکھا ہے کہ گوہ حرام ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰکُلُہٗ وَلَا اُحَرِّمُہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین گہوہ کو نہ کہاتا ہون اور نہ حرام کرتا ہون دوسری حدیث بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَیْمُوْنَۃَ وَھِیَ خَالَتُہٗ وَخَالَۃُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَھَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدٌ اَحَرَامُ الضَّبُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ بِاَرْضِ قَوْمِیْ فَاَجِدُنِیْ اَعَافُہٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُہٗ فَاَکَلْتُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ اِلَیَّ یعنی تحقیق خالد بن ولید نے اسکو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت میمونہ پر داخل ہوئے اور وہ خالہ تھین خالد اور ابن عباسؓ کی سو پایا اوس نے نزدیک اوس کے گہوہ بہنی ہوئی سو حضرت میمونہ نے گہوہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑہایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گہوہ سے اوٹہا لیا پس خالد نے کہا کہ کیا گہوہ حرام ہے یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ولیکن میری قوم کی زمین مین نہین تھی پس پاتا ہون کراہت اوسکی کو (یعنی میری طبیعت کو اوسمین کراہت آتی ہے نہ کہ شرعا مکروہ ہے) خالد نے کہا پس کھینچ لیا مین نے اوسکو پس کہا لیا مین نے اوسکو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تہے اور مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کُلُوْا فَاِنَّہٗ حَلَالٌ وَلٰکِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ طَعَامِیْ یعنی تحقیق وہ حلال ہے ولیکن وہ نہین ہے میرے طعام سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الضَّبَّ حَلَالٌ لَیْسَ بِمَکْرُوْہٍ وَمَا اُثْبِتَ بِہٖ عَنْ اَحَدٍ وَاِنْ صَحَّ عَنْ اَحَدٍ فَمَحْجُوْجٌ بِالنُّصُوْصِ وَاِجْمَاعِ مَنْ قَبْلَہٗ یعنی تمام مسلمانون کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ گہوہ حلال ہے

مسلمان کافر کا خون کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص مین قتل کیا جاوے خواہ کافر ذمی
ہو یا حربی ہو چنانچہ مرقات اور لمعات مین لکھا ہے وَاَنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِكَافِرٍ سَوَاءٌ
كَانَ ذِمِّيًّا اَوْ حَرْبِيًّا وَهُوَ مَذْهَبُ كَثِيْرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَ
وَهُوَ مَذْهَبُ الْاَئِمَّةِ الثَّلٰثَةِ یعنی نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے خواہ ذمی ہو یا
حربی ہو اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا اور یہی مذہب ہے تینون امامون
کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے قصاص مین قتل کیا ہے **سو جواب** اس کا یہ ہے
کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَاُجِيْبَ عَنْهُ بِاَنَّهٗ
مُرْسَلٌ وَّلَا يَنْبُتُ بِمِثْلِهٖ حُجَّةٌ وَبَيَانُ السُّلَيْمَانِيِّ الْمَذْكُوْرِ ضَعِيْفٌ لَا تَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ اِذَا
وَصَلَ الْحَدِيْثَ فَكَيْفَ اِذَا اَرْسَلَهٗ كَمَا قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ
هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِمُسْنَدٍ وَّلَمْ يَجْعَلْ مِثْلَهٗ اِمَامًا يَسْفِكُ دِمَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ انتہی پس نہین صحیح ہے
حجت پکڑنی ساتھ اس کے خاص یہان تو صحیح حدیثین عام طور سے موجود ہین پھر یہ ضعیف حدیث
اون کے مقابلہ مین کیسی معتبر ہو سکتی ہے **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور جب کہ ذمی کا قتل کرنا جائز نہوا
تو اوس کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جاویگا **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیشک عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے مگر اس سے یہ بات ثابت نہین
ہوتی کہ اگر مسلمان اوسکو بالفرض کسی وجہ سے قتل کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص
مین قتل کیا جاوے اوس کے قتل کی ممانعت اس بات پر ہرگز دلالت نہین کر سکتی ہے کہ
مسلمان کو اوسکے قصاص مین قتل کیا جاوے غایت درجہ یہہ ہے کہ اوس کے قتل کرنے مین
گناہ ہوگا سو وہ موجب قصاص نہین ہو سکتا ہے خاصکر عموم حدیثون مذکورہ کا صریح قرینہ
ہے اسپر کہ مسلمان کو بدلے کافر کے قتل کیا جاوے خواہ کافر حربی ہو یا ذمی ہو پس ان حدیثون
کے قرینہ سے مراد ہر کافر ہے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو **اور** بعضے حنفیہ اور بھی تاویلین کرتے
ہین مگر سب واہیات اور خرافات ہین کما بسطہ الشوکانی فی نیل الاوطار **مسئلہ**

عہ یہ مضمون
شکوہ کی بات
القصاص کے
حاشیہ سے لی گئی ہے
۱۲

لیکن دانت پس یہ تو ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس یہ چھری ہے حبشیون کے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دانت اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا مطلق جائز نہین ہے خواہ وہ دانت جدا ہوا ہو یا نہو بلکہ دانت کی تو ایسی علت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے جو کسی حال مین اُس سے جدا نہین ہو سکتی ہے خواہ جدا ہو خواہ نہو اسی طرح مطلق ناخن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیون کی چھری فرمایا ہے خواہ جدا ہو یا نہو پس ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہوگا خواہ ناخن جدا ہو یا نہو اسمین کسی قسم کی کوئی قید نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا الظُّفُرُ فَیَدْخُلُ فِیْہِ ظُفُرُ الْاٰدَمِیِّ وَغَیْرِہٖ مِنْ کُلِّ الْحَیَوَانَاتِ وَسَوَاءٌ الْمُتَّصِلُ اَوِ الْمُنْفَصِلُ الطَّاھِرُ وَالنَّجِسُ کُلُّہٗ لَا یَجُوْزُ الذَّکٰوۃُ بِہٖ لِلْحَدِیْثِ وَاَمَّا السِّنُّ فَیَدْخُلُ فِیْہِ سِنُّ الْاٰدَمِیِّ وَغَیْرِہٖ الطَّاھِرُ وَالنَّجِسُ وَالْمُتَّصِلُ وَالْمُنْفَصِلُ وَیُلْحَقُ بِہٖ سَائِرُ الْعِظَامِ مِنْ کُلِّ الْحَیَوَانِ الْمُتَّصِلُ مِنْھَا وَالْمُنْفَصِلُ الطَّاھِرُ وَالنَّجِسُ فَکُلُّہٗ لَا یَجُوْزُ الذَّکٰوۃُ بِشَیْءٍ مِّنْہُ وَبِھٰذَا قَالَ النَّخَعِیُّ وَالْحَسَنُ ابْنُ صَالِحٍ وَاللَّیْثُ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَدَاوٗدُ وَفُقَھَاءُ الْحَدِیْثِ وَجُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی لیکن ناخن پس داخل ہے اسمین ناخن آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جُدا ہوا ہو یا جدا ہو پاک ہو یا ناپاک ہو پس کل کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہے واسطے حدیث کے اور لیکن دانت پس داخل ہے اسمین دانت آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جدا ہوا ہو یا جدا پاک ہو یا ناپاک ہو متصل ہو یا منفصل ہو اور ملحق ہین ساتھ ہڈیین کل حیوانون کی متصل ہون یا منفصل ہون پاک ہو یا ناپاک ہون۔ پس کل کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما انتہی **مسئلہ ہشتاد و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَیْسَ عَلَی الْفَقِیْرِ وَالْمُسَافِرِ اُضْحِیَّۃٌ یعنی نہین ہے فقیر اور مسافر پر قربانی۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

---

۱ یہ عبارت صحیح مسلم ج ۲ کی صفحہ ۱۵۶ مین ہے ۱۲ صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۹۰ مین ہے ۱۲

مکروہ نہین ہے اور مین نہین خیال کرتا کہ کسی کا یہ اسکا برخلاف ثابت ہو اور اگر کسی سے
اسکا برخلاف ثابت ہو تو وہ مغلوب کیا گیا ہے ساتھہ نصوص کے اور اجماع پہلون کے
تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابوداؤد
مین عبدالرحمن بن شبل سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ اَکْلِ الضَّبِّ
یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے گہوہ کے کہانے سے **سو جواب** اس کا یہ
ہے کہ اول تو اس کی صحت مین کلام ہے ضعیف کہا ہے اسکو امام خطابی نے اور ابن حزم نے
اور بیہقی نے اور ابن جوزی نے قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِذٰلِکَ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ
فِیْہِ ضُعَفَاءُ وَمَجْہُوْلُوْنَ وَقَالَ الْبَیْہَقِیُّ تَفَرَّدَ بِہٖ اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عَیَّاشٍ وَلَیْسَ بِحُجَّۃٍ
وَقَالَ ابْنُ جَوْزِیٍّ لَا یَصِحُّ اِنْتَہٰی لٰکِنْ اَبُوْ دَاؤُدَ لَمْ یَسْکُتْ عَلَیْہِ نہین صحیح ہے دلیل پکڑنا ساتھہ اسکے
دوم احتمال ہے کہ مراد اس حدیث مین نہی سے نہی تنزیہی ہو نہ تحریمی تاکہ سب حدیثون مین موافقت
ہو جاوے سوم فتح الباری مین لکہا ہے حُمِلَ النَّہْیُ فِیْہِ عَلٰی اَوَّلِ الْحَالِ وَحُمِلَ الْاِذْنُ فِیْہِ
عَلٰی ثَانِی الْحَالِ لِمَا عُلِمَ اَنَّ الْمَمْسُوْحَ لَا نَسْلَ لَہٗ یعنی نہی اول امر پہ محمول ہوگی اور
اذن آخر وقت پہ محمول ہوگا اس لیے کہ ممسوخ کی نسل باقی نہین رہی ہے **مسئلہ** ششم
و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکہا ہے وَیَجُوْزُ الذَّبْحُ بِالظُّفُرِ وَالسِّنِّ اِذَا کَانَ مَنْزُوْعًا یعنی جائز ہے ذبح کرنا ساتھہ
ناخن اور دانت کے جبکہ ہون جدا کیے گئے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَیْسَتْ مَعَنَا
مُدًی اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْہَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ
وَسَاُحَدِّثُکَ عَنْہُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشِ الحدیث یعنی مین نے کہا
یا رسول اللہ تحقیق ہم کل دشمن کو ملنے والے ہین اور ہمارے ساتھہ چھری نہین ہے کیا ہم سرکنڈے
کے ساتھہ ذبح کر لیوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دیوے اور اللہ کا
نام ذکر کیا جاوے پس کہا لے سوا دانت اور ناخن کے اور مین تجھکو اوس کی حدیث بتلاؤنگا

یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابی قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عام حنین فلما التقینا کانت للمسلمین جولۃ فرایت رجلا من المشرکین قد علا رجلا من المسلمین فضربتہ من ورائہ علی حبل عاتقہ بالسیف فقطعت الدرع واقبل علی فضمنی ضمۃ وجدت منہا ریح الموت ثم ادرکہ الموت فارسلنی فلحقت عمر ابن الخطاب فقلت ما بال الناس قال امر اللہ ثم رجعوا وجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من قتل قتیلا علیہ بینۃ فلہ سلبہ فقلت من یشہد لی ثم جلست فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ فقمت فقلت من یشہد لی ثم جلست ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ فقمت فقال مالک یا ابا قتادۃ فاخبرتہ فقال رجل صدق وسلبہ عندی فارضہ منی فقال ابو بکر لاہا اللہ اذا لا یعمد الی اسد من اسد اللہ یقاتل عن اللہ ورسولہ فیعطیک سلبہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق فاعطہ فاعطانیہ فابتعت بہ مخرفا من بنی سلمۃ فانہ لاول مال تاثلتہ فی الاسلام یعنی اوس نے کہا جنگ حنین مین ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے سو جب ہم کافرون سے ملے تو مسلمانون کیواسطے ایک پہر ناتہا یعنی کچھہ تھوڑی سی شکست آگئی پس مین نے مشرکین سے ایک مرد کو دیکہا کہ ایک مسلمان پر غالب آگیا ہے پس مینے اوسکے پیچہے سے اوسکو مونڈہے پر تلوار ماری پس مین نے اوسکا درع کاٹ دیا اور میری طرف متوجہ ہوا پس مجہکو گلے مین لپٹ گیا ایسا کہ مین نے اوسسے موت کی بو پائی پہر وہ مرگیا اور مجہکو چہوڑ دیا سو مین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھہ ملا پس مین نے کہا کہ لوگون کا کیا حال ہے اوس نے کہا حکم اللہ کا پہر سب لوگ پہر آئے (یعنی لڑائی سے) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹہہ گئے سو آپ نے فرمایا جسنے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسکے اوپر گواہ ہو پس واسطے اوس کے ہے اسباب اوس کا پس مین نے کہا کون گواہی دیگا واسطے میرے پہر مین بیٹہہ گیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسی طرح فرمایا پس مین نے کہا کون گواہی دیتا ہے واسطے میرے پہر مین بیٹہہ گیا

قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيَّتَهٗ ثُمَّ قَالَ يَا نُوْبَانُ اَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهٖ فَلَمْ اَزَلْ اُطْعِمُهٗ مِنْهَا حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا پھر فرمایا ای ثوبان اسکا گوشت سوار کر رکھ پس ہمیشہ مین حضرت کو اوس سے کھلاتا رہا یہانتک کہ آپ مدینہ مین تشریف لائے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے ہم جمع کر رکھتے تھے گوشت قربانی کو مدینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسافر پر بھی قربانی ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی سفر مین ذبح کی اور اوسکا گوشت مدینہ تک آپ کھاتے آئے اور جابر کی حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفر مین قربانی کیا کرتے تھے اور پھر گوشت قربانی کا مدینہ تک کھاتے چلے آتے تھے اس لیے اوس نے کہا کہ ہم مدینہ تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کر رکھتے تھے اگر سفر مین قربانی نکرتے تو پھر اون کی اس کلام کا کچھ معنے نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ سفر مین قربانی کیا کرتے تھے **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْهِ اَنَّ الضَّحِيَّةَ مَشْرُوْعَةٌ لِلْمُسَافِرِ كَمَا هِيَ مَشْرُوْعَةٌ لِلْمُقِيْمِ وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ قربانی مسافر کیواسطے جائز اور مشروع ہے جیسے کہ مقیم کیواسطے مشروع ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور ساتھ اسی کے قائل ہین جمہور علما **انتہی مسئلہ ہشتادوہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کو کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَعِنْدَنَا لَا يَسْتَحِقُّ الْقَاتِلُ السَّلَبَ بِدُوْنِ التَّنْفِيْلِ یعنی اور نزدیک ہمارے نہین مستحق ہوتا ہے قاتل مقتول کے اسباب کا سوا اذن امام کے یہ عبارت حنفیہ کے دلیل ہے اسپر کہ جب لڑائی سے پہلے امام خود یہ اذن عام دیدیوے کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا سب اسباب قاتل لے لیوے اُس اذن کے بعد جو کسی کافر کو قتل کرے وہ اُس مقتول کے اسباب کا حقدار ہے اور اگر امام نے لڑائی سے پہلے یہ حکم عام نہین دیا تو اوسوقت قاتل مقتول کی کسی چیز کا مقدار نہین ہے اور

علہ یہ حدیث صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۸ مین ہے

صہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹

عہ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی ج ۲ کے صفحہ ۱۸۹ مین ہے

چوتھی حدیث ابی سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال غزونا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھوازن فبینما نحن نتضحی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء رجل علی جمل احمر فاناخہ ثم انتزع طلقا من حقیبتہ فقید بہ الجمل ثم تقدم یتغدی مع القوم وینظر فینا ضعفۃ ورقۃ من الظہر وبعضنا مشاۃ اذ حرجۃ یشتد فاتی جملہ فاطلق قیدہ ثم اناخہ فقعد علیہ فاثارہ فاشتد بہ الجمل فاتبعہ رجل علی ناقۃ ورقاء قال سلمۃ وخرجت اشتد فکنت عند ورک الناقۃ ثم تقدمت حتی کنت عند ورک الجمل ثم تقدمت حتی اخذت بخطام الجمل فاناخہ فلما وضع رکبتہ فی الارض اخترطت سیفی فضربت راس الرجل فندر ثم جئت بالجمل اقودہ علیہ رحلہ وسلاحہ فاستقبلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس معہ فقال من قتل الرجل قالوا ابن الاکوع قال لہ سلبہ اجمع یعنی ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوازن کی لڑائی کے پس جس حالت مین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک مرد سرخ اونٹ پر آیا سو اوسکو بٹھایا پھر اپنی کمر جی سے رسی نکالی اور اوس کے ساتھ اونٹ کو قید کیا پھر قوم کے ساتھ آگے بیٹھکر کھانا کھانے لگا اور ہمکو ضعیف دیکھا سواریون کی کمی سے اور بعض ہمارے پاپیادہ چلتے تھے کہ ناگاہ جلدی کے ساتھ نکلا اور اپنے اونٹ کا ڈھنگا کھولا پھر اوسکو بٹھایا اور اوسپر سوار ہوا اور اوسکو اوٹھایا پس اوسکو اونٹ جلدی سے لے بھاگا پس ایک مرد سیاہ اونٹنی پر اوس کے پیچھے لگا سلمہ نے کہا کہ مین بھی جلدی سے نکلا پس اونٹنی کے چوتڑون کے پاس پہونچا پھر مین اوس سے آگے بڑھا یہانتک کہ اونٹ کے چوتڑون کے پاس پہونچا پھر مین اوس سے آگے بڑھا یہانتک کہ مین نے اونٹ کی نکیل کو پکڑا پس مین نے اوسکو بٹھلایا پس جب اوس نے اپنے گھٹنے کو زمین پر رکھا تو مین نے اپنی تلوار کو کھینچا اور اوس مرد کے سر پر مارا پس وہ گر پڑا پھر مین اونٹ کو کھینچتا ہوا لے آیا اوسپر اوسکا پالان تھا اور ہتھیار تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو آگے سے آملے اور آپکے ساتھ بہت لوگ تھے پس آپنے فرمایا اوس مرد کو کس نے قتل کیا ہے لوگون نے کہا ابن اکوع نے فرمایا اوس کا سب اسباب اوسی کے واسطے ہے

قولہ قید بہ الجمل علی ان العاقل یتقی جمیع الابل والجبان کثیرا وعلی ان القاتل یستحق سلب المقتول قال النووی واتفق العلماء علی انہ یستحق منہ ما جرت العادۃ بکونہ مع القتیل

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسیطرح فرمایا پھر مین کہرا ہوا پس آپنے فرمایا کیا ہے واسطے
تیرے ای ابا قتادہ پس مین نے آپ کو خبر دی پس ایک آدمی نے کہا کہ سچ کہا ہے
اوس نے اور اسباب اوس کا میرے پاس ہے پس آپ میری طرف سے اوسکو راضی کردو
(یعنی اسباب تو میری ہی پاس رہے مگر اوسکو کسی طرح سے راضی کردو) سو حضرت ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہین ہوگا قسم ہے اللہ کی اسوقت نہ قصد کرے یگا طرف
ایک شیر کی اللہ کی شیرون مین سے جو اللہ اور رسول (ص) کی طرف سے لڑتے یعنی اوس کے
حق کو باطل نکیا جاویگا اور اوس کا اسباب تجھکو ندیا جاویگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابوبکر رض نے سچ کہا ہے پس وہ اسباب اوسکو دیدے پس اوس نے وہ اسباب
مجکو دیدیا۔ پس مین نے ساتھہ اوسکے بنی سلمہ مین ایک باغ خرید کر لیا پس تحقیق وہ البتہ
اول مال تہا جسکو مین نے اسلام مین حاصل کیا **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عوف
بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی السَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ یُخَمِّسِ السَّلَبَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اسباب مقتول مین واسطے قاتل کے اور مقتول کے مال سے پانچوان
حصہ نہ لیا **تیسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن انصار کے دو جوانون نے ابوجہل کو قتل کیا اور
دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی فَقَالَ اَیُّکُمَا قَتَلَہٗ فَقَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا
اَنَا قَتَلْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَکُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی
السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَلَبِہٖ لِمُعَاذِ بْنِ
عَمْرٍو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونون مین سے کس نے اوسکو قتل کیا ہے پس دونون
مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے اوسکو قتل کیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تم دونون نے اپنی تلوارون کو پونچہ ڈالا ہے اونہون نے کہا نہین سو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دونون تلوارون کی طرف نظر کی پس فرمایا تم دونون نے قتل کیا ہے اور فیصلہ کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ اسباب ابوجہل کے واسطے معاذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

قالوا وھذہ فتوی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبار عن حکم الشرع فلا یتوقف علی قول احد یعنی پس امام شافعی اور مالک اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق اور ابن جریر وغیرہم کہتے ہین کہ مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل ہے سب لڑائیون مین خواہ امیر لشکر نے لڑائی سے پہلے یہ حکم دیدیا ہو (کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکی واسطے ہے اسباب مقتول کا) اور خواہ یہ حکم نہ دیا ہو یہہ علما کہتے ہین کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فتوی ہے اور حکم شرع سے خبر دینی ہے پس کسی کے قول پر یہہ بات موقوف نہین رہیگی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ حضرت نے لڑائی سے پہلے یہ بات فرمادی تھی اور یہ فتوی بھی نہین ہے اور اخبار عام بھی نہین ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وھذا الذی قالوہ ضعیف لانہ صرح فی ھذا الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا بعد الفراغ من القتال واجتماع الغنائم یعنی یہہ جو حنفیہ نے کہا ہے ضعیف ہے اس لئے کہ اس حدیث مین راوی نے صاف تصریح کردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھکر آرام کے ساتھہ یہ بات فرمائی وقت جمع ہونے مال غنیمت کے کہ جس شخص نے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسپر گواہ رکھتا ہو تو اوس کے واسطے ہے اسباب مقتول کا اور جب کہ کئی بار کئی واقعات مین آپنے عام طور سے فرمادیا کہ جو کسی کافر کو قتل کرے اوسکا اسباب وہی لیوے تو پھر فتوی کس جانور کا نام ہے اور جبکہ لفظ من کا (جو بالاتفاق عام ہے) یہان موجود ہے تو پھر بھی اگر یہہ اخبار عام نہین تو جہان مین اخبار عام کون ہے اور اوسکا کیا رنگ ہوتا ہے اور بعضے حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین جو دارمی مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ یعنی یوم حنین من قتل کافرا فلہ سلبہ فقتل ابو طلحۃ یومئذ عشرین رجلا واخذ اسلابھم کہتے ہین کہ فاد لالت کرتی ہے اسپر کہ ابو طلحہ نے بعد اس حکم کے قتل کیا سو جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات حضرت نے لڑائی سے پہلے نہین فرمائی ہے جیسے کہ ابو قتادہ کی حدیث سے اوپر ثابت ہو چکا ہے پس جب آپ نے یہ بات فرمائی

سلہ یہ عبارت صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۸۴ مین ہے ۱۲

پانچوین حدیث صحیح مسلم مین عوف بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال قتل رجل من حمیر رجلا من العدو فاراد سلبہ فمنعہ خالد وکان والیا علیہم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوف بن مالک فاخبرہ فقال لخالد ما منعک ان تعطیہ سلبہ قال استکثرتہ یا رسول اللہ قال ادفعہ الیہ وفی روایۃ قال عوف فقلت یا خالد اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالسلب للقاتل قال بلی ولکنی استکثرتہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ مین یہ امر مشہور تہا اور صحابہ اسکو فتوی عام سمجہے ہوئے تہے اور اسکو ایک حکم شرع کا جانتے تہے لڑائی سے پہلے امام کا اذن کچہہ چیز نہین جانتے تہے بلکہ یہان تو امام نے بعد کو اسباب دینے سے بہی انکار کیا پہلے اذن دینے کا تو کبہی ذکر ہے لیکن سبات کا اقرار کر لیا کہ بیشک مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل کو بوجہ بہت ہونے اسباب کے دینے سے انکار کیا اور یہ حکم جنگ بدر مین بہی جاری رہا اور پہر اس جنگ خالد مین بہی جاری رہا اور یہ آٹھوین سال کا ذکر ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ حکم صحابہ مین ہمیشہ جاری رہا پس ان حدیثون کے الفاظ سے حنفیہ کے سب تاویلات باطل ہوگئین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اوس مقتول کا سب اسباب اوسی قتل کرنیوالے کو ملے گا خواہ امام نے لڑائی سے پہلے یہہ حکم دیدیا ہو یا نہ دیا ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد واقعات مین عام طور سے یہ فتوی دیدیا کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا اسباب اوسی کو ملیگا تو پہر اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون حاکم اعلی ہے کہ قاتل کو مقتول کا اسباب دینا اوس کے اذن پر موقوف رکہا جاوے اور وہ کون ایسا مسلمان ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عام فتوی کا اعتبار نکرے اور ان ادنی حاکمون کے حکم کا اعتبار کرے جو اوس حاکم اعلے کے کمتون کے برابر بہی ان کی قدر نہین ہے استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فقال الشافعی ومالک والاوزاعی واللیث والثوری وابو ثور واحمد واسحاق وابن جریر وغیرہم یستحق القاتل سلب القتیل فی جمیع الحروب سواء قال امیر الجیش قبل ذلک من قال نقتل قتیلا فلہ سلبہ ام لم یقل ذلک

ع ۱۲ وقد ذہب الجمہور ایضا الی ان القاتل یستحق السلب سواء قال الامیر قبل القتل من قتل قتیلا فلہ سلبہ ام لا ۱۲ منہ

ترجمہ اور یہ حدیث ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایک شخص نے حمیر کے ایک شخص کو قتل کیا پس اوسکے اسباب کا ارادہ کیا پس خالد نے اوسکو منع کیا اور وہ عوف کا حاکم تہا پس عوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر خبر دی پس آپ نے خالد سے کہا کہ تجہکو کس نے منع کیا کہ تو اوسکو اوسکا اسباب دے خالد نے کہا کہ میں نے اوسکو بہت سمجہا اے رسول اللہ عوف نے کہا کہ اے خالد کیا تو نہین جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو مقتول کا اسباب دینے کا حکم دیا ہے خالد نے کہا کہ ہان جانتا ہون لیکن میں نے اوسکے اسباب کو بہت سمجہا

احمد اور جمہور علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ اُس یہودی کا سر کچلنا قصاص کی وجہ سے نہین تہا بلکہ بطور سیاست کے تہا یا واسطے نقض عہد کے تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہے پس قطعا مردود ہوگی اور نیز جب یہ قتل کرنا بطور سیاست کے یا واسطے نقض عہد کے ہوا تو پہر اندریصورت دیت لازم تہی پہر نہ قصاص لیا گیا اور نہ دیت لی گئی یہ کیسا اندہیر ہے یہ قتل کرنا تو بقول حنفیہ کے قصاص نہین تہا پہر قصاص کہان گیا اور قصاص نہین ہوا تہا تو پہر دیت کہا ن گئی پس اس سے کوئی چارہ نہین ہے کہ اسکو قصاص ٹہرایا جاوے پس اسکو سیاستہً کہنا یا واسطے نقض عہد کے ٹہرانا قطعا باطل ہوا اور بعضے حنفیہ یہ حدیث اپنی سند لاتے ہین اَلَا اِنَّ قَتِیْلَ خَطَاءِ الْعَمْدِ قَتِیْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا وَفِیْہِ مِائَۃٌ مِّنَ الْاِبِلِ یعنی ہہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنا شبہ عمد مین داخل ہے **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ طیبی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین امام اعظم کی کوئی وجہ دلیل پکڑنے کی نہین ہے اس لئے کہ یہ حدیث چابک اور عصا خفیف مین وارد ہوئی ہے جسکے ساتہہ قتل مقصود نہین ہوتا ہے اس لئے کہ غالبًا سوط اور عصا خفیف اور ہلکے ہوتے ہین پس جو اون کے ساتہہ حاصل ہو وہ شبہ عمد مین داخل ہوگی اور جو ہہاری ثقیل چیز کے ساتہہ قتل کیا جاوے وہ نوکدار چیز کے ساتہہ ملحق ہے جو قتل کیواسطے تیار کے ہوتی ہے اور عاصے سے مراد مطلق عصا مراد نہین جو ہہاری اور خفیف کو شامل ہو بلکہ مراد اوس سے خفیف ہے اس لئے کہ غالبًا عصا ہلکا اور خفیف ہوتا ہے اور سب سے قطع نظر کرکے ہم کہتے ہین کہ یہ صورت شبہ عمد سے مخصوص ہے اور یہہ حدیث انس کی اُس کی مخصص ہے اور تخصیص خبر واحد کی ساتہہ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے جیسے کہ بیان اوسکا مفصل طور سے مسئلہ اول مین گذر چکا ہے خاصکر یہان تو مخصص مخصوص منہ سے بہت اصح اور اقوی ہے اس لئے کہ وہ حدیث متفق علیہ ہے **مسئلہ مشتاد و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یُسْتَوْفَی الْقِصَاصُ اِلَّا بِالسَّیْفِ یعنی نہ لیا جاوے قصاص مگر ساتہہ تلوار کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ

ع یہہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے ج ۴ ص ۸۴ مین ہے ۱۲

تو ابو طلحہ نے بیس آدمی کو قتل کیا تہا اون سب کا اسباب اوسی نے لے لیا اور اگر بالفرض تعقیب تسلیم بہی کیجاوے تو غایت درجہ اس سے فقط اتنا ہی ثابت ہوگا کہ ابو طلحہ کا بیس آدمی کو قتل کرنا بعد اس قول کے واقع ہوا ہے مگر اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہین ہوتی کہ یہ قول حضرتؐ نے لڑائی سے پہلے فرمایا تہا اس بات کا اس حدیث مین کہین پتہ بہی نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یَجِبُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَھِیَ مَسْئَلَۃُ الْقَتْلِ بِالْمُثْقَلِ یعنی اور نہین واجب ہے قصاص نزدیک ابی حنیفہ کے اور وہ مسئلہ قتل کا ساتہہ بہاری چیز کے مطلب اسکا یہہ ہے کہ بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین امام اعظم کے نزدیک قصاص واجب نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ یَھُوْدِیًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِیَۃٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ لَھَا مَنْ فَعَلَ بِکِ ھٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰی سُمِّیَ الْیَھُوْدِیُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِھَا فَجِیْءَ بِالْیَھُوْدِیِّ فَاعْتَرَفَ وَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُہٗ بِالْحِجَارَۃِ یعنی تحقیق ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتہرون مین کچل ڈالا پس اوسکو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا ہے کیا فلان آدمی نے کیا فلان آدمی نے یہانتک کہ اوس لڑکی نے اوس یہودی کا نام لیا پس اپنے سر کے ساتہہ اشارہ کیا پس یہودی کو لایا گیا پس اُس نے اقرار کر لیا کہ تحقیق مین نے اسکو مارا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے مارنے کا حکم فرمایا سو اوسکا سر پتہرون کے ساتہہ کچلا گیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین بہی قصاص واجب ہے جیسے کہ نوکدار چیزون کے ساتہہ قتل کرنے مین واجب ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَمِنْھَا ثُبُوْتُ الْقِصَاصِ فِی الْقَتْلِ بِالْمُثْقَلَاتِ وَلَا یَخْتَصُّ بِالْمُحَدَّدَاتِ ھٰذَا مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَمَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاھِیْرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث کے فوائد سے ایک فائدہ ثابت ہونا قصاص کا ہے بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین اور نہین خاص ہے قصاص ساتہہ نوکدار چیزون کے یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور

مطلب یہ کہ ریشم پر تکیہ لگانا اور اُسپر سونا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے سوا امام اعظم کا یہہ
مسئلہ مخالف ہے اوّل اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے قال نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُّبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهَا یعنی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منع فرمایا ہے چاندی اور سونے کی برتنون مین پینے اور کہانے سے
اور منع فرمایا ہے ریشم اور دیباج کے پہننے سے اور اوسپر بیٹھنے سے اور دوسری
اس حدیث کی جو کہ مسلم اور نسائی مین حضرت علی رض سے روایت ہے قال نَهَانِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ یعنی منع فرمایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ریشم کے کنارہ دار کپڑون پر بیٹھنے سے انتہی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ
ریشم پر بیٹھنا اور اُسپر تکیہ لگانا منع اور حرام ہے۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا
ہے یَدُلُّ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ الْجُمْهُوْرُ كَمَا فِي الْفَتْحِ **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث
کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سنداً لئے ہین کہ حضرت ایک تکیہ ریشمی پر بیٹھے **سو جواب**
اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسکی کوئی سند نہین ہے چنانچہ تخریج ہدایہ
مین لکھا ہے لَمْ اَجِدْهُ یعنی مین نے اس حدیث کو کہین نہین پایا ہے اور بر تقدیر صحت
حدیث محرم کو ترجیح ہوگی اباحت پر کما فی الاصول دوسرا قول کو فعل پر ترجیح ہے **مسئلہ**
لوذو ویکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِاِنْزَاءِ الْحِمَارِ عَلَى الْخَيْلِ یعنی اور نہین خوف ہے ساتھ چڑہانے
گدہے کے اوپر گھوڑی کے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ گدہے کو گھوڑی پر چڑہانا
اس نیت سے کہ اوس سے خچر پیدا ہووے جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَّامُوْرًا
مَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ اِلَّا بِثَلٰثٍ اَمَرَنَا اَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ .....
..... وَاَنْ لَّا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَاَنْ لَّا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ یعنی رسول اللہ

مسئلہ مخالف ہے اوسی حدیث انس کے جو مسئلہ سابق مین ابھی مذکور ہوئی چنانچہ امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمِنْهَا اَنَّ الْجَانِيَ عَمْدًا يُقْتَلُ قِصَاصًا عَلَى الصِّفَةِ
الَّتِي قَتَلَ فَاِنْ قَتَلَ بِسَيْفٍ قُتِلَ هُوَ بِالسَّيْفِ وَاِنْ قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ خَشَبٍ اَوْ نَحْوِهِمَا
قُتِلَ بِمِثْلِهِ لِاَنَّ الْيَهُوْدِيَّ رَضَخَهَا فَرَضَخَ هُوَ یعنی اس حدیث کے فائدون سے ایک فائدہ
یہہ ہے کہ جانکر قتل کرنیوالا قتل کیا جاوے بطور قصاص کے اوسی طور پر جس طرح پر اُسنے
قتل کیا پس اگر اوس نے تلوار کے ساتھہ قتل کیا ہے تو وہ بہی تلوار کے ساتھہ قتل کیا جاوے
اور اگر اوس نے پتھر یا لکڑی وغیرہ کے ساتھہ قتل کیا ہے تو اوسی کے ساتھہ وہ بہی قتل کیا
جاوے اس لئے کہ اُس یہودی نے اوس لڑکے کا سر پتھر کے ساتھہ کچلڈالا سو وہ بہی اوسی
طرح پتھر کے ساتھہ کچلا گیا انتہی پس ثابت ہوا کہ ہر جگہہ مین تلوار کے ساتھہ قتل کرنا ضرور
نہین ہے بلکہ تلوار کے ساتھہ اوسی وقت قتل کیا جاویگا جب کہ اوس نے تلوار کے ساتھہ
قتل کیا ہو اور جہان پتھر اور لکڑی وغیرہ کے ساتھہ قتل کیا ہو وہان تلوار کے ساتھہ قتل
کرنا کچھہ ضرور نہین ہے بلکہ وہان پتھر اور لکڑی کے ساتھہ ہی قتل کیا جاویگا غرض کہ جس
چیز کے ساتھہ قتل کرے اوسی چیز کے ساتھہ اوسکو بہی قتل کیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ جو اس
حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ یعنی نہین قصاص
ہے مگر ساتھہ تلوار کے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے
قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَحَادِيْثُ هٰذَا الْبَابِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ وَتُعَارِضُهَا حَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ قِصَّةِ
الْعُرَنِيِّيْنَ اِسْنَادًا یعنی امام بیہقی نے کہا کہ اس باب کی سب حدیثین ضعیف ہین اور علاوہ اسکے
حدیث انس کی عرنیین کے قصہ مین انکے معارض ہے انتہے پس ترجیح دیجاویگی حدیث انس کو
اس لئے کہ وہ صحیحین کی حدیث ہے پس نہین صحیح ہی بحث پکڑنا ساتھہ اُسکے اور بتقدیر صحت
حدیث انس کے اوسکی مخصص ہوجاویگی ساتھہ اون وجوہات کے جو اوپر مذکور ہوئین فتدبر
مسئلہ نودم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ و غنیہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِتَوَسُّدِهٖ وَالنَّوْمِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی نہین ہے
کوئی خوف ریشم کے ساتھہ تکیہ لگانے مین اور اوسپر سونے مین نزدیک امام اعظم کے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اُفٍّ ولا لِمَ صنعت ولا الا صنعت یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی پس آپنے کبھی مجکو اُف نہین فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ کیون کیا تو نے اور نہ فرمایا کہ کسواسطے نہین کیا تو نے **دوسری حدیث** اوسی سے بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی ہے قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابن ثمانی سنین خدمتہ عشر سنین الحدیث یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حالانکہ مین آٹھ برس کا بچہ تھا مین نے آپ کی دس برس خدمت کی آخر حدیث تک **تیسری حدیث** بیہقی نے دلائل النبوۃ مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ان غلاما یھودیا کان یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فوجد اباہ عند راسہ یقرء التوراۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا یھودی انشدک باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسی ھل تجد فی التوراۃ نعتی وصفتی ومخرجی قال لا قال الفتی بلی واللہ یا رسول اللہ انا نجد لک فی التوراۃ نعتک وصفتک ومخرجک واٰنی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ اقیموا ھذا من عند راسہ ولوا خاکم یعنی تحقیق ایک لڑکا یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پس بیمار ہو گیا وہ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے پاس پوچھنے کو آئے پس اوس کے باپ کو اوس کے سر کے پاس توریت پڑھتے پایا سو حضرت نے اوسکو فرمایا ای یہودی مین تجھکو اوس ذات کی قسم دیتا ہون جسنے موسیٰ پر توریت اُتاری کیا میری صفت اور میرا نکلنا تو توریت مین پاتا ہے اوس نے کہا نہین اوس جوان نے کہا کیون نہین قسم ہے اللہ کی یارسول اللہ ہم آپ کی تعریف اور نکلنا توریت مین پاتے ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود برحق سوا خدا کے اور تحقیق تو رسول اللہ کا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اس کے سر کے پاس سے اوٹھاؤ اور اپنے بھائی کے کام کے والی ہو جاؤ

فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے نابالغ سے خدمت کروانی جائز ہے مکروہ

صلی اللہ علیہ وسلم بندے تھے حکم کے گئے نہیں خاص کیا ہمکو سوا لوگون کے ساتھ نہیں چپرون
کے حکم فرمایا ہمکو وضو کا کرنے کا اور یہہ کہ نہ کہا ہمین ہم صدقے کو اور نہ چڑہا دین ہم گدہے پر
گہوڑے پر **دوسری حدیث** ابوداؤد اور نسائی مین علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال
اَهْدَيْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ
فَكَانَتْ لَنَا مِثْلَ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی تحفہ بہیجا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خچر سو آپ اوسپر سوار
ہوئے پس علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اگر ہم گدہے کو گہوڑی پر چڑہاوین تو ہمارے واسطے
اس کی مثل خچر پیدا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہین یہ کام وہ لوگ
کرتے ہین جو نہین جانتے اور علم نہین رکہتے ہین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ گدہے
کو گہوڑے پر چڑہانا منع ہے بلکہ حرام ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو
وہ کہتے ہین کہ حضرت خچر پر سوار ہوئے ہین اگر یہ کام منع ہوتا تو آپ اوسپر سوار نہوتے سو
جواب اسکا یہہ ہے کہ اُسپر سوار ہونا اور چیز ہے اور گدہے کو گہوڑی پر چڑہانا اور چیز ہے اُسپر
سواری کرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ فعل بہی جائز ہو اور اس فعل کے ناجائز ہونے
سے یہ لازم نہین آتا کہ اُسپر سوار ہونا بہی منع ہو خاصکر حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ کی تو
اس باب مین ایسی صریح ہے کہ اوسمین کسی تاویل کی گنجایش نہین ہے اسمین دیکہو صریح
موجود ہے کہ جب آپ خچر پر سوار ہوئے اُسوقت علی رض نے پوچہا کہ ہم بہی ایسا کرین تو
آپ نے..... اوسیوقت اوسکے ساتھہ ہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ بہی فرمادیا کہ گدہے
کو گہوڑی پر وہ لوگ چڑہاتے ہین جو بیوقوف اور بیعلم ہین پس اب تمام عالم مین ایسا
کون ذی شعور ہے کہ حضرت کی خچر پر سوار ہونے سے گدہے کو گہوڑی پر چڑہانے کا جواز
سمجہہ بیٹہے مگر کسی عقل کے دشمن کا کام ہے **مسئلہ نودودہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح
کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيُكْرَهُ اِسْتِخْدَامُ
الصِّبْيَانِ یعنی چہوٹے نابالغ لڑکون سے خدمت کروانی منع ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم

اور کفار حربیون کا یہان ذکر نہین ہے اور نہ ان حدیثون مین کفار حربیون وغیرہ کا کچھ پتہ ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند وہ حدیث لاتے ہین جو کہ حاشیہ ہدایہ مین مبسوط سے زہری سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر اور عمر ذمی کی دیت مسلمان کی برابر کرتے تھے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے کما قال الشوکانی فی النیل وحدیث الزہری پس لائق حجت نہین ہے اور نیز یہ قول صحابہ کا ہے اور قول صحابی کا اصح مذہب مین حجت نہین ہے خاصکر صحیح حدیثون مرفوعہ کے مقابلہ مین تو بالاتفاق حجت نہین ہے اور نیز حضرت عمر رضہ سے تو ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ اونھون نے ذمی کی دیت چار ہزار درہم ٹھہرائی پس اس سے ثابت ہوا کہ روایت مبسوط کی محض کذب ہے ہرگز صحیح نہین ہے اور بعضے حنفی یہ حدیث سند لاتے ہین جو کہ حاشیہ ہدایہ مین عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ دیت ذمی کی مسلمان کی دیت کے برابر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے زمانے مین سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث بھی نہایت ضعیف ہے اور تخریج ہدایہ مین لکھا ہے وہذا مرسل ضعیف انتہی اور بے سند ہے پس لائق حجت نہین ہو سکتی ہے **علاوہ** ازین اوپر عمرو بن شعیب کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور ابوبکر کے زمانے مین مسلمانون کی دیت آٹھ ہزار درہم تھی اور اہل کتاب کی دیت آدھی دیت مسلمانون کی تھی اور حضرت عثمان کے قول سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ دیت کافر ذمی کی آدھی دیت مسلمان کے ہے اور حضرت عمر رضہ سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ اونھون نے اہل ذمہ کی دیت چھ ہزار درکھی اور مسلمانون کی بارہ ہزار ٹھہرائی پس اس سے ثابت ہوا کہ حدیث ابن مسعود رضہ کی محض ضعیف ہے لائق حجت کی نہین اور بر تقدیر صحت ان حدیثون کو ابن مسعود رضہ کی حدیث پر ترجیح ہو جاویگی اسلیے کہ یہہ سب حدیثین صحیح ہین اور وہ ضعیف بلا سند ہے اور نیز اس جانب مین قولی حدیث موجود ہے اور وقت تعارض کے قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے **مسئلہ ۲** دو چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وعند ابی حنیفۃ ومالک لا یثبت الدیۃ الا برضی القاتل یعنی امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک دیت ثابت نہین ہوتی ہے مگر ساتھ

نہین ہے **مسئلہ** نو دو سوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَدِیَۃُ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّیِّ سَوَاءٌ یعنی دیت
مسلمان اور ذمی کافر کی برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ
مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالے
عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ پڑہا اور اوسمین یہ بھی فرمایا۔
دِیَۃُ الْکَافِرِ نِصْفُ دِیَۃِ الْمُسْلِمِ یعنی دیت کافر کی آدہی دیت مسلم کے ہے وَفِیْ رِوَایَۃٍ
دِیَۃُ الْحُرِّ یعنی دیت ذمی کی نصف دیت ہے آزاد مرد کی **دوسری حدیث** ابو داؤد
مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ کَانَتْ
قِیْمَۃُ الدِّیَۃِ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ مِائَۃِ دِیْنَارٍ اَوْ ثَمَانِیَۃَ اٰلَافِ
دِرْھَمٍ وَدِیَۃُ اَھْلِ الْکِتَابِ یَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِیَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ فَکَانَ کَذٰلِکَ
حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ اِنَّ الْاِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَھَا عُمَرُ
عَلٰی اَھْلِ الذَّھَبِ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَّعَلٰی اَھْلِ الْوَرِقِ اثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا وَّعَلٰی اَھْلِ الْبَقَرِ
مِائَتَیْ بَقَرَۃٍ وَّعَلٰی اَھْلِ الشَّاءِ اَلْفَیْ شَاۃٍ وَّعَلٰی اَھْلِ الْحُلَلِ مِائَتَیْ حُلَّۃٍ قَالَ وَتَرَکَ
دِیَۃَ اَھْلِ الذِّمَّۃِ لَمْ یَرْفَعْھَا فِیْمَا رَفَعَ مِنَ الدِّیَۃِ یعنی اوسنے کہا کہ تھی قیمت دیت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم اور دیت اہل کتاب کی
اوسکے آدہی تھی مسلمانون کی دیت سے راوی نے کہا پس اسی طرح معاملہ رہا یہانتک
کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے سو لوگون مین کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا پس کہا کہ اونٹ گران
قیمت ہوگئے ہین پس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سونے والون پر ہزار دینار مقرر کی اور
چاندی والون پر بارہ ہزار درہم مقرر کیا اور گائین والون پر دو سو گائین اور بکری والون
پر دو ہزار بکری مقرر کی اور حلے والون پر دو سو حلہ راوی نے کہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ نے اہل ذمہ کی دیت کو چہوڑ دیا اور اوسکو زیادہ نکیا بیچ اوس کے جو زیادہ کیا دیت سے
فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ دیت ذمی کی مسلمان کی برابر نہین ہے بلکہ دیت
ذمی کی مسلمان کی دیت کے آدہی ہے اور ان حدیثون مین اہل ذمہ کا ذکر صریح موجود ہے

سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اصیب بدم او خبل والخبل الجراح فھو بالخیار بین احدی ثلث فان اراد الرابعۃ فخذوا علی یدیہ بین ان یقتص او یعفو او یاخذ العقل یعنی اوسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو مصیبت پہنچا یا گیا ساتھہ خون کے یا زخم کے پس تین چیزون مین اوسکو اختیار ہے پس اگر چوتھی کا ارادہ کرے تو اوسکا ہاتھ پکڑلو اوسکو اختیار ہے اس کا کہ قصاص لیوے یا معاف کردیوے یا دیت لے لیوے آخر حدیث تک **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ قرآن شریف سے فقط قصاص ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرمایا خدا تعالی جل شانہ نے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی یعنی لکھا گیا ہے تمپر قصاص مقتولون مین پس دیت کا واجب کرنا زیادتی ہے کتاب اللہ پر پس نہین جائز ہے لینا دیت کا مگر ساتھہ رضامندی قاتل کے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ جب یہ زیادتی ہے کتاب اللہ پر تو پھر رضامندی قاتل کی ساتھہ تم زیادتی کتاب اللہ پر کیون جائز رکھتے ہو رضامندی قاتل کے ساتھہ دیت کو جائز رکھنا یہ بھی زیادتی ہے قتل عمد تو بقول تمہارے فقط قصاص ہی واجب کرتا ہے پھر رضامندی قاتل کے ساتھہ زیادتی کتاب اللہ پر کیسے جائز ہو گئے حالانکہ رضامندی قاتل کی ساتھہ دیت کا جائز ہونا کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف سے بھی ثابت نہین ہوتا ہے محض رای اور مجرد خیال ہے فما ہو جوابکم فھو جوابنا **پس** بڑے افسوس کی بات ہے کہ رضامندی قاتل کی ساتھہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز رکھی جاوے حالانکہ وہ کسی حدیث سے ثابت بھی نہین ہوئی اور اختیار ولی کے ساتھہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہ رکھی جاوے حالانکہ وہ صحیح صریح حدیثون سے ثابت ہے یہہ کیسا اندھیر ہے پھر اس اندھیر کا کیا جواب اور نیز دیت اور قصاص کے درمیان وارثان مقتول کی اختیار ثابت کرنے مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ حدیثین مشہور ہین اسلیے کہ حدیث مشہور کی تعریف شرح نخبہ مین یہہ لکھی ہے ھُوَ مَالَہٗ طُرُقٌ فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ یعنی حدیث مشہور وہ ہے جسکے واسطے دو سے زیادہ طریق ہون اور یہ تعریف مشہور کی ان حدیثون پر صادق آتی ہے اسلئے کہ ان کے طریق دو سے زیادہ ہین ایک طریق ابی شریح کعبی کا ہے دوسرا طریق ابوہریرہ رض کا ہے تیسرا طریق عمرو

رضامندی قاتل کی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی کو قتل کر ڈالے تو ولی مقتول کو دیت لینے کا کچھ اختیار نہین ہے جب تک کہ قاتل دیت دینے پر راضی نہو جاوے سو امام اعظم رح کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور مسند امام شافعی مین ابی شریح کعبی سے روایت ہے عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ اَنْتُمْ یَا خُزَاعَۃُ قَدْ قَتَلْتُمْ ھٰذَا الْقَتِیْلَ مِنْ ھُذَیْلٍ وَاَنَا وَاللّٰہِ عَاقِلُہٗ مَنْ قُتِلَ بَعْدَہٗ قَتِیْلًا فَاَھْلُہٗ بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ اِنْ اَحَبُّوْا قَتَلُوْا وَاِنْ اَحَبُّوْا اَخَذُوا الْعَقْلَ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ بِاِسْنَادٍ وَصَحَّحَ بِاَنَّہٗ لَیْسَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ وَقَالَ وَاَخْرَجَاہُ مِنْ رِّوَایَۃِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَعْنِیْ بِمَعْنَاہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اے خزاعہ (ایک قبیلہ کا نام ہے) تحقیق قتل کیا ہے تمنے اس قتیل کو ہذیل سے اور قسم ہے اللہ کی مین دیت دینے والا ہون اوس کی جو شخص بعد اس کے کسی کو قتل کرے پس ولی مقتول کو اختیار ہے اگر چاہین تو قتل کر ڈالین یعنی قصاص لے لیوین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتول کے ولیون کو دونون طرف کا اختیار ہے خواہ قصاص لے لیوین اور خواہ دیت لے لیوین قاتل کی رضامندی کا کچھ اعتبار نہین اور نہ اوسکو اس باب مین کچھ دخل ہے وارث مقتول کا جو چاہے گا وہی ہوگا قاتل راضی ہو یا نہو اور دیت کو قبول کرے یا نکرے آور لمعات مین لکھا ہے وَالْحَدِیْثُ ظَاھِرٌ فِیْ اَنَّ الْاَخْیَارَ لِاَوْلِیَاءِ الْمَقْتُوْلِ اِنْ شَاءُوْا اقْتَصُّوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا الدِّیَۃَ وَھُوَ مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ انتھی

دوسری حدیث ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ مُتَعَمِّدًا اُدْفِعَ اِلٰی اَوْلِیَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوا الدِّیَۃَ الْحَدِیْثَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جانکر کسی کو قتل کرے تو وہ شخص مقتول کے والیون کے حوالے کیا جاوے پس اگر وہ چاہین تو اوسکو قتل کرین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین آخر حدیث تک اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ وارثان مقتول کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ دیت لے لیوین رضامندی قاتل کی یہان معتبر نہین ہے **تیسری حدیث** دارمی مین ابی شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ع یعنی جو شخص بعد اس کے کہ ولیون مقتول کو اختیار ہے خواہ قصاص لیلیون خواہ دیت لیلیون اوسکو قتل کرے

گناہ نہین ہے **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین سہل بن سعد رضہ سے روایت ہے
اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَحُکُّ بِہٖ رَأْسَہٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّکَ تَنْظُرُنِیْ لَطَعَنْتُ
بِہٖ فِیْ عَیْنَیْکَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ یعنی تحقیق ایک مرد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی سوراخ سے جہانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس مدرتھی (مدر ایک لکڑی ہوتی ہے کنگنی کی شکل پر اوس کے ساتھ بدن کو
کھجلاتے ہین) کہ آپ اوس کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے پس آپنے فرمایا اگر مین
جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو مین اوسکو تیری دونون آنکھون مین چبھا دیتا سو اسکے
نہین کہ گردانا گیا ہے اذن واسطے بچانے آنکھ کے **تیسری حدیث** ترمذی مین ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَشَفَ سِتْرًا
فَاَدْخَلَ بَصَرَہٗ فِی الْبَیْتِ قَبْلَ اَنْ یُّؤْذَنَ لَہٗ فَرَاٰی عَوْرَۃَ اَھْلِہٖ فَقَدْ اَتٰی حَدًّا
لَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّاْتِیَہٗ وَلَوْ اَنَّہٗ حِیْنَ اَدْخَلَ بَصَرَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَیْنَہٗ
مَا عَیَّرْتُ عَلَیْہِ الْحَدِیْثَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھولا پردہ
پس اپنی آنکھ کو گھر مین داخل کیا پہلے اس سے کہ اذن دیا جاوے واسطے اوس کے پس
اوس نے گھر والون کی عورت کو دیکھا پس تحقیق آیا وہ حد کو یعنی حد اوسپر واجب ہوگئی)
نہین حلال ہے واسطے اوس کے کہ آوے اوسکو اور جسوقت کہ اُسنے اپنی آنکھ کو گھر مین
داخل کیا اگر اُسوقت کوئی مرد اُسکو آگے سے آتا اور اوسکی آنکھ کو نکالدیتا تو مین اُسپر
کچھ عیب نہین کرتا آخر حدیث تک **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کے
گھر مین بلا اذن نظر کرے اور گھر والا اوس کی آنکھ کو اندھا کر دیوے اور پھوڑ دیوے تو
اوس آنکھ پھوڑنے والے پر کچھ ضمان نہین ہے اور نہ اُسپر کوئی دیت وغیرہ واجب ہوتی
ہے اور نہ اُسمین کسی قسم کا گناہ ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا **بعضے** کہتے ہین
کہ یہہ حدیثین بطریق زجر کے وارد ہوئی ہین مگر یہہ مخص خیال فاسد و وہم کاسد ہے
اسپر کوئی دلیل نہین ہے اگر ایسے ہی بے دلیل زجر پر محمول کیا جاوے تو سب احکام

شعیب کا ہے اور جب کہ انکا مشہور ہونا ثابت ہوا تو اب اسسے زیادتی کتاب اللہ پر
بالاتفاق جائز ہوگی اور نیز حنفیہ بہت صورتون مین خبر واحد کے ساتھہ کتاب اللہ پر
زیادتی جائز رکھتے ہین کماسیاتی پھر ان صورتون مین اس قاعدہ کو کون اوٹھا لیگیا اور
نیز عموم کتاب اللہ کی تخصیص ساتھہ خبر واحد کے جائز ہے کئی وجہ سے جیسے کہ بیان اسکا
.... اوّل مین اوپر گذر چکا ہے پس خبر واحد کے ساتھہ زیادت علی النص کو جائز نہ کہنا قطعًا
باطل و خیال فاسد ہے مخالف ہے عقل اور نقل دونونکے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین
لکھا ہے وَيُجَابُ بِأَنَّ عَدَمَ الذِّكْرِ فِي الْآيَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ الذِّكْرِ مُطْلَقًا فَإِنَّ الدِّيَةَ
ثابت فِي حَدِيثِ الْبَابِ وَأَيْضًا تَقْدِيرُ الْآيَةِ فَمَنْ اقْتَصَّ فَالْحُرُّ بِالْحُرِّ وَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ
شَيْءٌ فَالدِّيَةُ وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ تَفْسِيرُ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمَذْكُورُ انتہی یعنی آیت مین دیت کا
ذکر نہونا اوسکے مطلق عدم پر دلالت نہین کرتا ہے اور نیز اصل آیت کا یہہ ہے پس جو قصاص
لیوے پس آزاد بدلے آزاد کے ہے اور جسکو معاف کیا گیا پس دیت واجب ہے اور اسی پر
دلالت کرتی ہے تفسیر ابن عباسؓ کی انتہی **مسئلہ نود و پنجم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوۃ و غیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَيْهِ الضَّمَانُ یعنی کہا امام ابو حنیفہ نے کہ اوسپر ضمان ہے مطلب
اس کا یہہ ہے کہ جو شخص بلا اذن کسی کے گھر مین نظر کرے اور گھر والا اوس نظر کرنیوالے
کی آنکھہ کو کسی چیز کے ساتھہ اندھا کر دیوے اور اوس کی آنکھہ کو نکال دیوے تو وہ آنکھہ
نکالنے والا اوس کی آنکھہ کا ضامن ہے یعنی اوس آنکھہ نکالنے والے سے دیت لیجاویگی
یا کچھہ اور اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین
حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
ہے اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ
تَأْذَنْ لَهُ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ یعنی تحقیق
اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص بغیر اذن کے تیرے
گھر مین جھانکے پس مارے تو اوسکو تو پھر پس نکال دیوے تو آنکھہ اوس کی کو تو تجھہ پر کچھہ

اور ہڈی سے **تیسری حدیث** مسند امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی میں
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا ذَھَبَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْغَائِطِ فَلْیَذْھَبْ مَعَہٗ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ یَسْتَطِیْبُ بِھِنَّ
فَاِنَّھَا تُجْزِیُٔ عَنْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم سے پائخانہ کیطرف
جاوے تو چاہیے کہ اپنے ساتھ تین پتھر لیجاوے اونکے ساتھ استنجا کرے پس تحقیق وہ کفایت
کرینگے ہین چوتھی حدیث صحیح مسلم اور مسند امام احمد مین سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ یَسْتَھْزِیُٔ اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ
حَتَّی الْخِرَاءَۃَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَا
وَلَا نَکْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْھَا رَجِیْعٌ وَّلَا عَظْمٌ یعنی بعض مشرکون نے
کہا اور حالانکہ ٹھٹھا کرتا تھا تحقیق مین دیکھتا ہون صاحب تمہارے کو (یعنی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو) سکھلاتا ہے تمکو ہر کام یہانتک کہ پائخانہ بیٹھنا مین نے کہا ہان حضرت
نے حکم فرمایا ہے ہمکو یہ کہ نہ منہ کرین ہم طرف قبلہ کے یعنی پائخانہ کیوقت اور نہ استنجا کرین
ہم ساتھہ داہنے ہاتھون اپنے کے اور حکم کیا ہے ہمکو یہ کہ نہ کافی سمجھے ہم کم تین پتھرون سے
جنمین گوبر اور ہڈی نہو **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسنون ... ... امر یہی
ہے کہ تین پتھرون سے استنجا کرے تین سے کم نہو اسلئے کہ حضرت نے تین پتھرون کے
ساتھ استنجا کرنیکا حکم فرمایا ہے پس اگر یہ امر وجوب پر دلالت نکرے تو نہ کم ہوگا سنیت
سے پس ان حدیثون مین صریح تین ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے کا حکم موجود ہے پس ثابت
ہوا کہ تین پتھرون کے ساتھہ استنجا کرنا سنت ... ہے اور **فتح الباری** مین لکھا ہے
وَاَخَذَ بِھٰذَا الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَاشْتَرَطُوْا اَنْ لَّا یَنْقُصَ مِنَ الثَّلٰثَۃِ
مَعَ مُرَاعَاتِ الْاِنْقَاءِ قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَوْ کَانَ الْقَصْدُ الْاِنْقَاءَ فَقَطْ لَکَانَ اِشْتِرَاطُ الْعَدَدِ
عَنِ الْفَائِدَۃِ فَلَمَّا اشْتُرِطَ الْعَدَدُ لَفْظًا وَعُلِمَ الْاِنْقَاءُ فِیْہِ مَعْنًی دَلَّ عَلٰی اِیْجَابِ الْاَمْرَیْنِ
یعنی امام شافعی اور احمد اور اہلحدیث نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس حدیث کے کہ استنجا مین
ڈھیلے تین سے کم نہون اور خطابی نے کہا کہ اگر فقط صاف کرنا ہی مقصود ہوتا تو عدد کی

شرع سے امن اوٹھ جاویگا حس حدیث کا کچھ جواب نہ آیا اوسکو رد جب پر محمول کر دیا پھر
احکام شرع کے اثبات کی کیا صورت ہے اسطے تو صدہا احکام برباد ہو جاوینگے حالانکہ
اثبات ضمان مین کوئی حدیث صحیح بلکہ ضعیف بہی وارد نہین ہوئی محض رای اور مجرد
خیال ہے پھر محض رائے سے ضمان ثابت کیجاوے اوران حدیثون سے ضمان ساقط کی
جاوے یہ کیسا اندھیر ہے پھر اس اندھیر کا کیا جواب ہے اور جب کہ خود حدیث مین صاف موجود
ہے ماکان علیک من حرج یعنی تجھپر آنکھ نکالدینے مین کچھ گناہ نہین اور آپ نے خود
فرمایا کہ اگر مین جانتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتا پھر آنکھ کی ضمانت کہان سے ثابت ہوگی مسئلہ
نود و ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ
مین لکہا ہے ولیس فیہ عدد مسنون یعنی استنجا کرنے مین کوئی عدد مسنون نہین ہے
یعنے پائخانہ کے بعد جتنے ڈہیلون کے ساتھ چاہے استنجا کرلیوے اسمین کوئی عدد خاص مثلا
تین یا پانچ وغیرہ سنت نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے ان چہار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین سلمان رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے قال لقد نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلۃ لغائط
او بول او نستنجی بالیمین او ان نستنجی باقل من ثلثۃ احجار او ان نستنجی
برجیع او بعظم یعنی منع فرمایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرنے
سے پائخانہ یا بول کے وقت اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ داہنے ہاتھ کے اور یہ کہ استنجا کرین ساتھ
کم کے تین پتہرون سے اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ گوبر اور ہڈی کے **دوسری حدیث**
ابن ماجہ اور دارمی مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما انا لکم مثل الوالد لولدہ اعلمکم اذا اتیتم الغائط
فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروہا وامر بثلثۃ احجار ونہی عن الروث
والرمۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہین مین واسطے تمہارے
مثل والد کی ہون واسطے اولاد اپنی کے سکہلاتا ہون تمکو کہ جب تم پائخانہ جاؤ تو
قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو اور حکم فرمایا ساتھ تین پتہرون کے اور منع فرمایا گوبر

---

۹۵ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی ج ۱ کے صفحہ ۴۳ میں ہے ۱۲

ابہی گذر چکی ہے **تیسری حدیث** ترمذی اور نسای مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ
فَاِنَّھَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ یعنی اُسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا نکرو پس تحقیق وہ توشہ اور طعام ہے تمہارے بہائی جنون کا
چوتھی حدیث ابوداؤد مین رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالی سے روایت ہے قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رُوَیْفِعُ لَعَلَّ الْحَیٰوۃَ سَتَطُوْلُ بِکَ بَعْدِیْ فَاَخْبِرِ
النَّاسَ اَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْیَتَہٗ اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا اَوْ اسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّۃٍ اَوْ عَظْمٍ
فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَرِیْءٌ مِّنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ ای رویفع امید ہے
کہ تیری عمر میرے بعد لمبی ہوگی پس لوگون کو خبر دیدی کہ جو اپنی داڑہی کو گرہ کرے یا تانت
کو گلے مین ڈالے یا گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسسے
بیزار ہے **پانچوین حدیث** ابوداؤد مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّہٗ اُمَّتُکَ اَنْ یَّسْتَنْجُوْا بِاَعْظَمٍ اَوْ رَوْثٍ اَوْ رَمَّۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ لَنَا فِیْھَا رِزْقًا فَنَھَانَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ یعنی اوس نے کہا کہ جب جنون کے ایلچی نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے تو اونہون نے کہا یا رسول اللہ اپنی امت کو آپ منع کردو اس سے
کہ استنجا کرین ساتھ ہڈی کے یا گوبر کے یا کوئلے کے پس تحقیق اللہ تعالی نے اُس مین ہمارا رزق
گردانا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع کردیا **چھٹوین حدیث** دارقطنی
مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ
یُّسْتَنْجٰی بِرَوْثٍ اَوْ بِعَظْمٍ وَقَالَ اِنَّھُمَا لَا یُطَھِّرَانِ قَالَ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ وَفِیْ ھٰذَا رَدٌّ
عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِھِمَا یُجْزِیْ وَاِنْ کَانَ مَنْھِیًّا عَنْہُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہہ پاک نہین ہین اور پاک
نہین کرتے ہین اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین رد ہے اوس شخص پر
جو کہتا ہے کہ انکے ساتھ استنجا کرنا کفایت کرتا ہے اگرچہ اس سے منع کیا گیا ہے **فائدہ**

قید کا کوئی فائدہ نہ تھا اور جب کہ عدد کی شرط لگائی گئی لفظ مین اور اوسے التقا معنے معلوم ہوا تو اس حدیث نے دونون امرون کے واجب ہونے پر دلالت کی اور باوجود ان صریح حدیثون کے جو استنجا مین تین پتھرون کی عدد مسنون ..... ہونے پر دلالت کرتے ہین پھر بھی اگر کوئی حنفی اسکی عدد مسنون ہونے سے انکار کرے تو پھر معلوم نہین کہ عدد مسنون کس حدیث کا نام ہے اور نیز ممکن نہین کہ پھر تمام احکام شرع مین کوئی امر مسنون ثابت کر سکے اور اونکے ثابت کرنے کی کوئی صورت نہین ہے **تنبیہ** جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابوداؤد وغیرہ مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ الحدیث یعنی جو شخص ڈھیلا لیوے پس چاہئے کہ طاق لیوے جس نے یہ کام کیا پس تحقیق اُس نے اچھا کیا اور جس نے نکیا پس کوئی حرج نہین آخر حدیث تک سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ نفی حرج سے تین پتھرون کا نہ مسنون ہونا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ مسنون اور مستحب امر کا یہی شان ہے کہ اگر کیا تو ثواب ہے ورنہ کچھ گناہ نہین پس نفی حرج سے تین پتھرون کے مسنون نہونا ثابت نہین ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری کے عبارت سے یہی ثابت ہوتا ہے وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ لِزِيَادَةٍ فِي إِحْدَى أَوْ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ اب اسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نفی حرج استحباب کے منافی نہین ہے اور نیز فتح الباری مین اس حدیث کو اُسپر محمول کیا ہے جو تین کے بعد ڈھیلے زیادہ کئے جاوین پس مانحن فیہ سے خارج ہوگا وَبِهَذَا يَحْصُلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَاتِ **مسئلہ نود و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَوْ فَعَلَ بِحَجَرٍ لَهُ شُعَبٌ حَصَلَ الْمَقْصُودُ یعنی اگر ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجا کر لیوے تو کافی ہے واسطے حاصل ہونے مقصود کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چھ حدیثون کے **پہلی حدیث** سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مسئلہ نود و ششم مین مذکور ہو چکی ہے **دوسری حدیث** ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اوپر

ف یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ نولکشور کی عبارت سے ص ۱۳ مین ر ۱۲

تھے اور دوسری رکعت مین سورہ ہل اتی علی الانسان پڑہتے تھے دوسری حدیث
صحیح مسلم مین نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال کان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یقرء فی العیدین وفی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتاک
حدیث الغاشیۃ واذا اجتمع العید والجمعۃ فی یوم واحد قرأ بھما فی
الصلوتین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز مین سورہ سبح اسم
ربک الاعلی اور سورہ ہل اتاک حدیث الغاشیۃ پڑہا کرتے تھے اور جب کہ عید اور جمعہ
ایک دن مین جمع ہوتے تو دونون نمازون مین وہی سورتین پڑہتے تیسری حدیث
شرح سنہ اور ابن ماجہ مین جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال کان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم یقرأ فی صلوۃ المغرب لیلۃ الجمعۃ قل یاایھا الکفرون
وقل ھو اللہ احد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات مغرب کی نماز مین قل
یاایھا الکفرون اور قل ہو اللہ احد پڑہا کرتے تھے چوتھی حدیث صحیح بخاری مین ہے
کہ ایک شخص مسجد قبا مین جماعت کرایا کرتا تھا اور جب کوئی سورت نماز مین شروع
کرتا تہا تو اوس کے اول قل ہو اللہ احد ا پڑھ لیا کرتا تھا جب اوسسے فارغ ہوتا تو
سورت شروع کرتا اور ہمیشہ ہر رکعت مین ایسا ہی کیا کرتا تو اوس کے مقتدیون نے کہا
کہ تو ہمیشہ ہی سورۃ کے ساتھہ قرات کو شروع کرتا ہے پہر اسکے ساتھہ دوسری سورت
بہی ملا دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو اوسکو کافی نہین سمجھتا ہے پس یا تو فقط اوسی کو
پڑہا کر احد یا اوسکو چہوڑ دے اور دوسری کسی سورت کو پڑہا کر اوس نے کہا کہ مین تو
اوسکو کبہی چہوڑنیوالا نہین ہون خواہ تم مجکو امام بناؤ پس لوگون نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوسکی خبر دی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے مقتدیون کا کہنا
کیون نہین مانتا ہے اور اس سورۃ خاص کو کیون لازم کر رکہا ہے اوسنے عرض کی کہ
مین اس سورت کو دوست رکہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی محبت تجہکو
بہشت مین داخل کریگی فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوگیا کہ کسی سورۃ خاص
کو کسی خاص نماز کیواسطے مقرر کر رکہنا جائز ہے بلکہ فجر جمعہ و نماز جمعہ وغیرہ بعض نمازون

ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ ہڈی اور گوبر اور کوئلے کے ساتھ استنجا کرنا جائز نہین ہے اوسکے سخت ممانعت ہے اسلیے کہ یہ مسلمان جنون کا طعام ہے پس جو شخص گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کریگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے بری ہین یعنی یہ شخص حضرت کی امت مین سے نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھ استنجا کرنا کافی نہین ہے اگر کافی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے منع نکرتے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے

فِيهِ النَّهْيُ عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالنَّجَاسَاتِ وَنَبَّهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجِيعِ هُوَ الرَّوْثُ وَأَمَّا الْعَظْمُ فَلِكَوْنِهِ طَعَامًا لِلْجِنِّ فَنَبَّهَ عَلَى جَمِيعِ الْمَطْعُومَاتِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَائِعِ وَالْجَامِدِ فَإِنِ اسْتَنْجَى بِمَجْمُوعٍ لَمْ يَصِحَّ اسْتِنْجَاؤُهُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الِاسْتِنْجَاءُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْمَاءِ وَلَا يُجْزِئُهُ الْحَجَرُ لِأَنَّ الْمَوْضِعَ صَارَ نَجِسًا بِنَجَاسَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ وَلَوِ اسْتَنْجَى بِمَطْعُومٍ لَا يَصِحُّ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ اسْتِنْجَاؤُهُ وَلٰكِنْ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَجَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ یعنی اس حدیث مین منع ہے استنجا کرنا ساتھ نجاستون کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ رجیع کے جنس پر تنبیہ کردی ہے اسلیے کہ وہ گوبر ہے اور لیکن ہڈی پس واسطے ہونے اوسکے کے طعام جنون کا پس تنبیہ کردی اوپر تمام کھانے کی چیزون کے اور نہین فرق ہے درمیان اسکے کہ رقیق ہو یا جمی ہوئی ہو پس اگر نجاست کے ساتھ استنجا کیا تو صحیح نہین ہوگا بلکہ بعد اوس کے پانی کے ساتھ استنجا کرنا واجب ہوگا اور پتھر کفایت نہین کریگا اس لئے کہ جگہ نجاست اجنبی کی ساتھ ناپاک ہوگئے ہے اور اگر کھانے کے چیز کے ساتھ استنجا کیا تو استنجا صحیح نہین ہوگا ولیکن بعد اوس کے پتھر کفایت کریگا **مسئلہ نود و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے وَنُكْرَهُ أَنْ يُوَقِّتَ يَعْنِي يُعَيِّنَ مِنَ الْقُرْآنِ لِشَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ یعنی کسی خاص نماز کے واسطے کوئی سورت قرآن کی خاصکر مقرر کرکے پڑھنی مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان چہار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز مین پہلی رکعت مین الم تنزیل پڑھتے

۱ بہ عبارت صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۱۳۱ پر ہے ۱۲

۲ بہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی جلد اول کے صفحہ ۶۴ پر ہے ۱۲

اپنے سر کو اوٹھایا پس میںنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے تیسرا حصہ میری
امت کا بخشدیا پس سجدہ مین گر پڑا مین واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پھر مین نے اپنے
سر کو سجدہ سے اوٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے میری
امت کا تیسرا حصہ باقی بھی بخشدیا پس مین سجدہ مین گر پڑا واسطے شکر کرنے اپنے رب کے
فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ سجدہ شکر کا کرنا سنت ہے اور جب کوئی
نعمت عظیمہ ہاتھ آوے تو اُسوقت سجدہ شکر کا سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور امام احمد اور امام محمد وغیرہ علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ
کہتے ہین کہ مراد سجدہ سے ان حدیثون مین نماز ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل
ظاہر ان حدیثون کے سراسر برخلاف ہے ان حدیثون مین فقط اتنا ہی ذکر ہے کہ آپ
سجدہ مین گر پڑے قیام اور قرارت اور رکوع اور تشہد وغیرہ ارکان اور اذکار نماز کا
انمین کہین کچھ بھی پتہ نہین ہے پس یہ تاویل قطعًا باطل اور مردود ہے خاصکر سعد بن
ابی وقاص کی حدیث تو اس تاویل کے باطل کرنے مین ایسی صریح ہے کہ جسمین کسی قسم کا
ذرا شک باقی نہین اسلیے کہ اسصورت کا نماز ہونا کسیطرح سے ممکن نہین ہے اور نہ کسی
اہل شعور کو یہ طاقت ہے کہ اسصورت کو نماز کہہ سکے تین مرتبہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا اور
تین مرتبہ سجدہ مین گر پڑنا اور پھر حضرت کا یہ فرمانا کہ مینے تین مرتبہ اپنی امت کے واسطے
دعا کی تھی سو اللہ تعالی نے میری امت کو بخشدیا یہ کس مذہب کی نماز ہے اور اس صورت کا
نماز ہونا کیسے ممکن ہے اور سجدہ مین پڑکر اپنی امت کے واسطے دعا مانگنی یہ بھی کسی مذہب
مین نماز ہو سکتی ہے اور سکو کوئی انسان نماز کہہ سکتا ہے کلا واللہ پس ثابت ہوا کہ یہہ
تاویل قطعًا باطل اور یقینًا فاسد ہے اور **بعضے حنفی** یہ کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہے مگر یہہ
دعوی نسخ باطل ہے ساتھہ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہو چکین ہین خاصکر
یہان تو کہین ناسخ کا بھی کچھ پتہ نہین محض رائی ناقص کو ناسخ ٹھہراتے ہین اور **بعضے حنفی**
یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی نعمتین بیحد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے
پس سجدہ شکر کا حکم کرنا تکلیف مالا یطاق ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ بھی محض خیال

میں الم تنزیل وہل اتی علی الانسان وغیرہ سورتیں مقرر کر رکھنی سنت ہیں مکروہ نہیں ہے
مسئلہ دو وہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح
مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ لَیْسَ بِسُنَّۃٍ بَلْ
ھِیَ مَکْرُوْھَۃٌ یعنی سجدہ شکر کا امام اعظم اور مالک کے نزدیک سنت نہیں مکروہ ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثوں کے پہلی حدیث ابوداؤد
اور ترمذی میں ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرٌ اَوْ یُسَرُّ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ایسا کام آتا جس سے خوش ہوتی تو سجدہ میں
گر پڑتے واسطے شکر کرنے اللہ تعالیٰ کے دوسری حدیث دارقطنی اور شرح سنہ
میں ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی
رَجُلًا مِّنَ النَّعَاشِیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو
نہایت پست قد دیکھا پس آپ سجدہ میں گر پڑے تیسری حدیث مسند امام احمد
اور ابوداؤد میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ
رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ
فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ
لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ
فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ الثُّلُثَ الْاٰخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا یعنی اُس نے
کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکہ سے مدینہ کو ارادہ کرتے ہوئے نکلے پس جب ہم
عزورا (ایک پہاڑی کا نام ہے حرمین کے راہ میں) کے قریب پہونچے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوترے پھر آپنے دونوں ہاتھوں کو ایک ساعت اُٹھایا پھر سجدہ میں گر پڑے فرمایا
میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنے امت کے واسطے شفاعت کے پس اللہ تعالیٰ نے تیسرا
حصہ میری امت کا بخشدیا پس سجدہ میں گر پڑا میں واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پھر میں نے

مغیب الشمس الحدیث یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملون کی طرف لکھہ بھیجا کہ
تحقیق زیادہ تر لائق کوشش کی تمہارے کامون سے میرے نزدیک نماز ہے جسنے اُسکو
نگاہ رکھا اور اُسپر حفاظت کی اُسنے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جسنے اوسکو ضایع کیا پس
وہ اور کامون کو زیادہ تر ضایع کرنیوالا ہے پھر لکھا کہ ظہر کی نماز اُسوقت پڑہو جب سایہ
بقدر ایک گز کے ہو یہانتک کہ تمہارے ایک کا سایہ مثل اوسکی ہو جاوے اور پڑہو عصر
کو اور حالانکہ آفتاب بلند سفید صاف ہو مقدار اوسکی کہ سوار فرسخ یا تین فرسخ آفتاب
غروب ہونے سے پہلے چل سکے آخر حدیث تک **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم مین سیار
بن سلامہ سے روایت ہے قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی
کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الھجرۃ
التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا
الی رحلہ والشمس حیۃ یعنی مین اور میرا باپ ابی برزہ اسلمی پر داخل ہوے پس
میرے باپ نے اُسکو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضون کی نماز کسطرح پڑہتے تھے پس
اُسنے کہا کہ تھے نماز پڑہتے سخت گرمی کی جسکو تم اولی بولتے ہو جب کہ آفتاب ڈل جاتا
اور عصر کی نماز پڑہتے پھر ایک ہمارا اپنے گہر کی طرف لوٹ جاتا پر لی طرف مدینہ کے اور
حالانکہ آفتاب زندہ ہوتا اور کہا ابو داؤد نے خیثمہ سے قال حیاتھا ان تجد حرھا
یعنی زندہ ہونا اُسکا یہ ہے کہ اوسکے گرمی معلوم ہووے اور فتح الباری مین لکھا ہے قال الشمس
حیۃ ای بیضاء نقیۃ قال ابن المنیر المراد بحیاتھا قوۃ اثرھا حرارۃ وکونا
شعاعا ونارۃ وذلک لا یکون بعد مصیر الظل مثل الشیء یعنی ابن منیر نے
کہا کہ مراد ساتھہ حیات اُسکے قوت اثر اوس کی ہے ازروے گرمی کے اور رنگ کے
اور شعاع کے اور روشنی کے اور یہ نہین ہوتی ہے بعد ہونے سایہ ہر چیز کے مثل
اوسکی **چوتھی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ
فیذھب الذاھب الی العوالی فیاتیھم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی

فاسد اور وہم کاسد ہے اسلئے کہ اول ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو تو تمہارے واسطے ہم نعمتین زیادہ کردینگے
اور دوسری جگہہ فرمایا وَاشْكُرُوا لِلَّهِ یعنی اللہ کے واسطے شکر کرو اور بقول تمہارے اللہ تعالی
کی نعمتین بیحد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے پس شکر کا حکم فرمانا
تکلیف مالایطاق ہے پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے بندونکو تکلیف مالایطاق دی ہے
نعوذ باللہ من ذلک فماھو جوابکم فھو جوابنا **دوم** یہ کہ مراد اوسے ہر نعمت نہین ہے بلکہ مراد
اوس سے نعمتین عظیمہ ہین جیسے کہ شیخ نے لمعات مین لکھا ہے وَلٰكِنَّ الْعَامِلِينَ بِهَا يَرَوْنَ
النِّعَمَ الْعَظِيمَةَ انتہی یعنی لیکن سجدہ شکر کے ساتھ عمل کرنیوالی نعمتین عظیمہ مراد رکھتے
ہین ہر نعمت اونکی مراد نہین ہے **مسئلہ صدم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَآخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ
إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ سِوَى فَيْءِ الزَّوَالِ یعنی آخر وقت ظہر کا نزدیک
ابی حنیفہ کے تب ہوتا ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی دو مثل ہو جاوے سوا سایہ اصلی
کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان گیارہ حدیثون
کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ
الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرِّ الشَّمْسُ الحدیث یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر کا جب آفتاب ڈھل جاوے اور سایہ مرد کا اوسکی
لنبائی کے برابر ہو جاوے جب تک کہ عصر نہ آوے اور وقت عصر کا جب تک کہ آفتاب زرد
نہو جاوے آخر حدیث تک **دوسری حدیث** موطا امام مالک مین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيَ الصَّلٰوةُ مَنْ
حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ
اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلَى اَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ
وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ

۱۲ صحابہ سے بھی یہ مسئلہ مروی ہے اور اصحاب سے بھی اور دونون صحیح ہیں شکر کرو اب صلوٰۃ الصلوٰۃ ۱۲ بھی سے ۱۲

دونون قرنون مین ہوتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے پس چار ٹھونگے لگاتا ہے نہین یاد کرتا اُسمین
اللہ کو مگر تھوڑا **چھٹوین حدیث** صحیح مسلم مین ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
یَقُوْلُ صَلَّیْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ یُصَلِّی الْعَصْرَ قُلْتُ یَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلَّیْتَ قَالَ الْعَصْرُ
وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ كُنَّا نُصَلِّیْ مَعَهٗ یعنی اُسنے
کہا کہ ہمنے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکلے اور انس بن مالک پر
داخل ہوئے پس ہمنے اونکو عصر پڑھتے پایا مینے اُنسے کہا اے چچا یہ کونسی نماز ہے جو تمنے پڑھی
ہے اُسنے کہا کہ یہ عصر کی نماز ہے اور یہہ وہ نماز ہے جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ پڑھا کرتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَانِ
الْحَدِیْثَانِ صَرِیْحَانِ فِی التَّبْكِیْرِ لِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِهَا وَاَنَّ وَقْتَهَا یَدْخُلُ بِصَیْرُوْرَةِ
ظِلِّ الشَّیْءِ مِثْلَهٗ وَلِهٰذَا كَانَ الْاٰخَرُوْنَ یُؤَخِّرُوْنَ الظُّهْرَ اِلٰی ذٰلِكَ الْوَقْتِ یعنی
یہ دونون حدیثین صریح ہین جلدی کرنے مین ساتھ نماز عصر کے اول وقت مین
اور تحقیق اول وقت اُوسکا داخل ہوجاتا ہے ساتھ ہونے سایہ ہر چیز کے مثل اُس کی
اسی واسطے دوسرے لوگ ظہر کو اسوقت تک تاخیر کرتے تھے **ساتوین حدیث**
صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے یَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّی
الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَحْرُ الْجُزُوْرَ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ
ثُمَّ نَطْبُخُ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِیْجًا قَبْلَ مَغِیْبِ الشَّمْسِ یعنی اُسنے کہا کہ ہم حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اونٹ ذبح کیا جاتا پھر دس
حصون پر تقسیم کیا جاتا پھر ہم اوسکو پکاتے پھر ہم کھاتے گوشت پکا ہوا آفتاب کے
ڈوبنے سے پہلے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا تَصْرِیْحٌ
بِالْمُبَالَغَةِ فِی التَّبْكِیْرِ بِالْعَصْرِ یعنی اسحدیث مین تصریح ہے ساتھ نہایت جلدی کرنے
نماز عصر مین انتہے اور نیز امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْ هٰذِهِ
الْاَحَادِیْثِ وَمَا بَعْدَهَا دَلِیْلٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْنَحْوِهٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے
تھے اور حالانکہ آفتاب بلند روشن ہوتا پس جانیوالا گاؤن کے طرف جاتا پس اون کے
پاس آتا اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا اور بعضے گاؤن مدینہ سے چار میل پر ہین اور مثل اسکے
اور ایک روایت مین ہے ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى قُبَاءٍ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ
یعنی پھر عصر پڑہکر نکلتا انسان طرف بنی عمرو بن عوف کے پس اونکو عصر پڑہتے ہوئے
پاتا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالْمُرَادُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَ
مَا بَعْدَهَا الْمُبَادَرَةُ لِصَلٰوةِ الْعَصْرِ اَوَّلَ وَقْتِهَا لِاَنَّهٗ لَا يُمْكِنُ اَنْ يَّذْهَبَ بَعْدَ
صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِيْلَيْنِ وَثَلٰثَةً وَالشَّمْسُ بَعْدُ لَمْ يَتَغَيَّرْ بِصُفْرَةٍ وَنَحْوِهَا اِلَّا اِذَا
صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلَهٗ یعنی مراد ساتہہ ان حدیثون اور مابعد کے
جلدی کرنا ہے واسطے نماز عصر کے اوّل وقت مین اس لیے کہ نہین ممکن ہے جانا
بعد نماز عصر کے دو میل اور تین میل اور آفتاب نہ متغیر ہووے ساتھہ زردی وغیرہ
کے مگر جب کہ عصر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑہی جاوے **پانچوین حدیث** صحیح مسلم مین
علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهٖ بِالْبَصْرَةِ
حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهٗ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ اَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ
فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا
انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ
يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا
لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنی وہ انس بن مالک پر داخل ہوا بصرہ مین اوسکے گہر مین
جب کہ وہ ظہر سے پہرا اور اوسکا گہر مسجد کے پہلو مین تہا سو جب ہم اوسپر داخل ہوئے
تو کہا کیا تمنے عصر کی نماز پڑہی ہے پس ہمنے کہا کہ ہم تو ابہی اسی ساعت مین ظہر کی نماز
پڑہکر پہرے ہین کہا پس عصر کی نماز پڑہ لو پس ہم کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی پس جب ہم
نماز سے فارغ ہوئے اُسنے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تہے یہ
نماز منافق کی ہو بیٹہکر آفتاب کی انتظاری کرتا رہتا ہے یہانتک کہ جب شیطان کے

حالانکہ آفتاب میرے حجرے مین چڑھنے والا تہا ابہی تک سایہ بلند نہین ہوتا تھا

فائدہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے مَعْنَاهُ كُلُّ التَّكْبِيرُ بِالْعَصْرِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ حِينَ يَصِيرُ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَكَانَتِ الْحُجْرَةُ ضَيِّقَةَ الْعَرْصَةِ قَصِيرَةَ الْجِدَارِ بِحَيْثُ يَكُونُ طُولُ جِدَارِهَا أَقَلَّ مِنْ مَسَاحَةِ الْعَرْصَةِ بِشَيْءٍ يَسِيرٍ فَإِذَا صَارَ ظِلُّ الْجِدَارِ مِثْلَهُ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ وَتَكُونُ الشَّمْسُ بَعْدُ فِي أَوَاخِرِ الْعَرْصَةِ لَمْ يَرْتَفِعِ الْفَيْءُ فِي الْجِدَارِ الشَّرْقِيِّ وَكُلُّ الرِّوَايَاتِ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ یعنی معنے ان کل حدیثون کا جلدی کرنا ہے ساتھ عصر کے اول وقت مین اور وہ جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی مثل ہو جاوے اور حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چہوٹی تھین ساتھ اسطور کے کہ دیوارون کا طول میدان کے اندازہ سے کچہہ کم تہا پس جب کہ سایہ دیوار کا اوس کی مثل ہو جاتا تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا اور ابہی آفتاب میدان حجرہ کے اخیر مین ہوتا ابہی تک شرقی دیوار کے اوپر سایہ بلند نہوتا اور سب روایات اسی پر محمول ہین اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور فتح الباری مین لکہا ہے وَشَذَّ الطَّحَاوِيُّ فَقَالَ لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلَى التَّعْجِيلِ لِاحْتِمَالِ أَنَّ الْحُجْرَةَ كَانَتْ قَصِيرَةَ الْجِدَارِ فَلَمْ تَكُنِ الشَّمْسُ تَحْتَجِبُ حِينَهَا إِلَّا بِقُرْبِ غُرُوبِهَا فَيَدُلُّ عَلَى التَّأْخِيرِ لَا عَلَى التَّعْجِيلِ وَعُقِّبَ بِأَنَّ الَّذِي ذَكَرَهُ مِنَ الِاحْتِمَالِ إِنَّمَا يُتَصَوَّرُ مَعَ اتِّسَاعِ الْحُجْرَةِ وَقَدْ عُرِفَ بِالِاسْتِقْرَاءِ وَالْمُشَاهَدَةِ أَنَّ حُجَرَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ مُتَّسِعَةً وَلَا يَكُونُ ضَوْءُ الشَّمْسِ بَاقِيًا فِي تِلْكَ الْحُجْرَةِ الضَّيِّقَةِ إِلَّا وَالشَّمْسُ قَائِمَةٌ مُرْتَفِعَةٌ وَلَا سِيَّمَا مَالَتْ جِدًّا لَارْتَفَعَ ضَوْءُهَا عَنْ تِلْكَ الْحُجْرَةِ وَلَوْ كَانَتِ الْجُدُرُ قَصِيرَةً قَالَ النَّوَوِيُّ كَانَتِ الْحُجْرَةُ ضَيِّقَةَ الْعَرْصَةِ الخ یعنی خلاف کیا ہے طحاوی نے پس اوسنے کہا ہے کہ اس حدیث مین عصر کی جلدی پڑہنے پر دلیل نہین ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ حجرہ کی دیوارین چہوٹی تھین پس آفتاب اوسی پر پوشیدہ نہین ہوتا تھا مگر جب کہ غروب کے قریب ہوتا پس تاخیر پر دلالت کریگا نہ جلدی پر اور جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہ احتمال جب متصور ہو سکتا ہے جبکہ حجرہ فراخ ہوا اور حالانکہ

۵۱ ہمہ مصون صحیح مسلم دہلی کے جلد اول ص ۲۲۲ س ۴

۵۲ معلوم اصبا الحق کے بحث طلوع میں نقل کیے ہے ۱۲

اَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ يَدْخُلُ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَدْخُلُ حَتّٰى يَصِيْرَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلَيْهِ وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ حُجَّةٌ لِلْجَمَاعَةِ عَلَيْهِ مَعَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ بَيَانِ الْمَوَاقِيْتِ وَحَدِيْثِ جَابِرٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ یعنی ان حدیثون مین اور جواونکے بعد ہین دلیل ہے واسطے مذہب امام مالک اور امام شافعی اور احمد اور جمہور علما کے اس بات پر کہ تحقیق وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ اوس کی ایک مثل ہوجاوے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ نہین داخل ہوتا وقت عصر کا یہانتک کہ سایہ ہر چیز کا اُس کی دو مثل ہوجاوے اور یہ حدیثین حجت ہین واسطے جماعت کے ابو حنیفہ پر باوجود حدیث ابن عباس کے وقتون کے بیان مین اور حدیث جابر وغیرہ کے

آٹھوین حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت ہے قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ الحدیث یعنی اُسنے کہا کہ ہمنے جابر بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا سوال کیا پس اُسنے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اول وقت سخت گرمی مین پڑھتے تھے اور عصر کو جب کہ آفتاب گرم اور روشن ہوتا

نوین حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے جو ندا اور صف اول مین کیا ثواب ہے پھر نہ پاتے اوسکو سوا تہہ قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر لوگ جانتے اول وقت نماز کا ثواب ہے تو البتہ جاری کرتے طرف اوسکی

دسوین حدیث صحیح بخاری مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑہتے تھے اور ہنوز آفتاب میرے حجرے سے خارج نہین ہوتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور

۹ یہ حدیث شکوۃ کے باب تعجیل الصلوۃ مین ہے ۱۲

۱۰ یہ حدیث شکوۃ کے باب فضل الصلوۃ مین ہے ۱۲

ایک مثل کے عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے اس لئے کہ عصر کی نماز پڑھکر چار میل کی مقدار
چلے جانا اور پھر بھی آفتاب کا گرم اور روشن رہنا اور بعد عصر کے اونٹ کو ذبح کرکے تقسیم
کرنا اور پھر پکاکر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اسکو کھالینا اور آفتاب کا بعد عصر کے حجرہ کے
اندر داخل رہنا وغیرہ سب صورتین اوسیوقت متصور ہوسکتے ہین جبکہ عصر کا وقت بعد ایک
مثل کے شروع ہوجاوے اور اگر عصر کی نماز کو بعد دو مثل کے پڑہا جاوے تو بعد اوس کے
یہہ سب صورتین متصور نہین ہوسکتی ہین اور چار میل چلنا اور پھر بھی آفتاب کا روشن
رہنا اور اونٹ کو ذبح کرکے پکاکر پہلے غروب سے کہالینا وغیرہ صورتین ممکن نہین ہین

تنبیہ بعضے کہتے ہین کہ ظہر اور عصر کے درمیان چہار رکعت کا وقت مشترک ہے
اور وہ اپنی سند یہ حدیث جبرئیل علیہ السلام کے لاتے ہین صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي
حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ
كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجکو دوسرے دن ظہر کی نماز اسوقت
پڑہائی جب کہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہوگیا اور پہلے دن مین عصر کی نماز مجکو اسوقت
پڑہائی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہوگیا سو جواب اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاجَابُوا عَنْ حَدِيثِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنَّ مَعْنَاهُ فَرَغَ مِنَ
الظُّهْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَشَرَعَ فِي الْعَصْرِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ
شَيْءٍ مِثْلَهُ فَلَمَّا اشْتَرَكَ بَيْنَهُمَا فَقَدَ التَّأْوِيلُ مُتَعَيِّنٌ لِلْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ وَأَنَّهُ إِذَا
حُمِلَ عَلَى الِاشْتِرَاكِ يَكُونُ آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُولًا لِأَنَّهُ إِذَا ابْتَدَأَ بِهَا حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ
مِثْلَهُ لَمْ يُعْلَمْ مَتَى فَرَغَ مِنْهَا وَحِينَئِذٍ يَكُونُ آخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ مَجْهُولًا وَلَا يَحْصُلُ بَيَانُ
حُدُودِ الْأَوْقَاتِ وَإِذَا حُمِلَ عَلَى مَا تَأَوَّلْنَاهُ حَصَلَ مَعْرِفَةُ آخِرِ الْوَقْتِ وَانْتَظَمَتِ الْأَحَادِيثُ
عَلَى اتِّفَاقٍ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ یعنی جوابدیا ہے جمہور نے جبرئیل ع کی حدیث سے باین طور کہ معنے
اُسکا یہہ ہے کہ دوسرے دن ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ظہر سے فارغ ہوگئے اور پہلے دن
عصر اُسوقت شروع کی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اوسکی ہوگیا پس اس مین کچھ اشتراک نہین ہی اور یہی تاویل
متعین ہے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثون کے اور جبکہ اشتراک پر اسکو محمول کیا جاوے تو ظہر کا آخر وقت مجہول ہوجاویگا و

سنہ طبعہ اول سنہ ۲۲۲ھ

استقاضہ اور مشاہدے کے ساتھ پہچانا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویون کے حجرے
فراخ نہین تھے اور روشنی آفتاب کی چھوٹے حجرہ کے اندر اوسی وقت باقی ہوتی ہے
جب کہ آفتاب قائم اور بلند ہو پس جب کہ نہایت ہی نیچے ہو جاوے تو اوسوقت
اوس کی روشنی قعر حجرہ سے بلند ہو جاتی ہے اگرچہ دیوارین چھوٹی ہون کہا امام نووی
کہ حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چھوٹی تہین آخر تک جو اوپر گذرا ہے
گیارہوین حدیث نسائی مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ سُئِلَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ صَلِّ مَعِیَ فَصَلَّی
الظُّھْرَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ فَیْءُ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَالْمَغْرِبَ حِیْنَ
غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ صَلَّی الظُّھْرَ حِیْنَ کَانَ فَیْءُ
الْاِنْسَانِ مِثْلَہٗ وَالْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ فَیْءُ الْاِنْسَانِ مِثْلَیْہِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک مرد نے نماز کے وقتون سے سوال کیا پس آپنے فرمایا کہ ہمارے ساتھ
نماز پڑھ پس آپنے ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب ڈہل گیا اور عصر پڑھی جب کہ
سایہ ہر چیز کا اوسکے مثل کے برابر ہوا اور مغرب جب کہ آفتاب ڈوب گیا اور عشا جب کہ
سرخی غائب ہو گئی پہر ظہر کی نماز پڑھی جب کہ سایہ آدمی کا مثل اوس کی ہوا اور عصر کو پڑہا
جب کہ سایہ آدمی کا اوس کی دو مثل ہوا اور معنے اسکا یہہ ہے کہ اول روز عصر کے نماز
اُسوقت پڑھے جب کہ ایک مثل سایہ ہو چکا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل کا سایہ
ہونے تک نماز سے فارغ ہو گئے اور عصر کو دو مثل کیوقت پڑہا یعنی پہلے روز عصر کو اول وقت
مین پڑہا اور دوسرے دن عصر کو اول وقت سے تاخیر کرکے پڑہا کذا قالہ الشیخ
سلام اللہ والنووی آور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اسحدیث مین
دلیل ہے اسپر کہ نماز کیواسطے ایک وقت فضیلت کا ہے اور ایک وقت اختیار کا ہے
پس اول روز مین فضیلت کیوقت مین عصر پڑھی اور دوسرے دن اختیار وقت مین پڑہی
واسطے کسی مصلحت راجح کے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہو گیا کہ نماز ظہر کا وقت
ایک مثل تک باقی رہتا ہے بعد ایک مثل کے ظہر کا وقت باقی نہین رہتا ہے بلکہ بعد

حنفی نے محلے شرح موطا مین یہہ دیا ہے حَیْثُ قَالَ مَعْنَاہُ مَعَ الْفَیْءِ الْاَصْلِیِّ بِحَیْثُ یَکُوْنُ الْمَجْمُوْعُ ذٰلِکَ الْقَدْرَ وَیَحْصُلُ ذٰلِکَ بِالْاِیْرَادِ بِالضَّعِیْفِ وَالتَّکْثِیْرِ فِی الشِّتَاءِ فَلَا دَلِیْلَ لِمَنْ قَالَ بِبَقَاءِ وَقْتِ الظُّهْرِ بَعْدَ مَا صَارَ الظِّلُّ مِثْلَهٗ یعنی معنے اوسکا یہہ ہے کہ ساتھہ سایہ اصلی کے باین طور کہ کل مجموعہ اس قدر ہوجاوے اور یہہ گرمیون مین ساتھہ ایراد کے حاصل ہوگا اور جاڑے مین ساتھہ اول وقت کے پس اس مین دلیل نہین واسطے اوس شخص کے جو بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت کے باقی رہنے کا قائل ہے دوسرا جواب یہہ ہے کہ معنے اسکا یہہ ہے کہ ایک مثل کے ہونے تک ظہر پڑہکر فارغ ہوجا چاہیے کہ امام نووی نے حدیث جبریل کا یہی معنے کیا ہے پس اس مین سب حدیثون کی تطبیق ہوجاویگی اور بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت باقی رہنے پر حنفیہ اسکے سوا اور کئی حدیثون سے سند لاتے ہین لیکن درحقیقت اون حدیثون کو اس مسئلہ سے کچھہ بھی علاقہ نہین ہے چنانچہ معیار الحق اور اختیار الحق وغیرہ مین کمال بسط کے ساتھہ بیان اسکا مذکور ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهِمَا اسی وجہ سے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تفسیر مظہری مین لکہتے ہین اَمَّا اٰخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ یُوْجَدْ فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ اَنَّهٗ یَبْقٰی بَعْدَ مَصِیْرِ ظِلِّ کُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَهٗ وَلِذَا خَالَفَ اَبَا حَنِیْفَةَ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ وَفَقَا الْجُمْهُوْرَ یعنی بعد ایک مثل کے ظہر کا آخر وقت باقی رہنا کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف مین بہی پایا نہین گیا اسی وجہ سے صاحبین امام صاحب سے اس مسئلہ مین مخالف ہوگئے ہین اور جمہور کے ساتھہ موافق ہوگئے ہین مسئلہ صد و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یُفَادٰی بِالْاَسَارٰی عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْهِمْ یعنے نہ قیدیون کا بدلا لیا جاوے اور نہ اونپر احسان کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چار حدیثون کے پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھہ چند سوار نجد کی طرف بہیجے سو وہ ثمامہ بن اثال کو جو یمامہ کا سردار تہا قید کرکے لائے

اوسکی پہچان نہین رہیگی اسلئے کہ جب ایک مثل سایہ ہونے کے بعد شروع کیا تو نہ
معلوم ہوگا کہ کسوقت اوس سے فارغ ہوئے اور اسوقت ظہر آخر وقت معلوم نہین ہوگا
بلکہ مجہول رہیگا اور جبکہ ہماری تاویل پر محمول کیا جاوے تو آخر وقت کی معرفت حاصل ہوجاویگی
اور سب حدیثون مین تطبیق اور اتفاق ہوجاویگا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق **اور نین**
صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہے فاذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی
ان یحضر العصر اور ایک روایت مین ہے وقت الظہر مالم یحضر العصر یعنی جب
تم ظہر کی نماز پڑھو پس وہ وقت ظہر کا ہے یہانتک کہ عصر کا وقت آوے اور فرمایا
وقت ظہر کا تب تک ہے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجاوے امام **نووی** نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے معناہ وقت لاداء الظہر وفیہ دلیل للشافعی وللاکثرین
انہ لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل متی خرج وقت الظہر بصیر
الشیء مثلہ غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر لم یبق شیء
من وقت الظہر یعنی معنے اوسکا یہہ ہے کہ وہ وقت ہے واسطے ادائے ظہر کے اور اس
حدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اکثر علما کے کہ تحقیق نہین اشتراک ہے درمیان
وقت ظہر کے اور عصر کے بلکہ جب وقت ظہر کا ایک مثل سایہ ہونے کے خارج ہوگیا
سوا اوس سایہ کے جو زوال کے وقت ہوتا ہے تو وقت عصر کا داخل ہوگیا اور جب وقت
عصر کا داخل ہوا تو ظہر کا وقت کچھ باقی نرہا انتہے **اور بعضے** حنفی یہ سند لاتے ہین
جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من
فیح جہنم یعنی جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو پس تحقیق شدت گرمی کی دوزخ کے
جوش سے ہے اور اس حدیث کی تفسیر مین ابوہریرہ نے کہا انما اخبرک فصل الظہر
اذا کان ظلک مثلک رواہ مالک یعنی سوا اسکے نہین کہ مین تجکو خبر دیتا ہون کہ ظہر
کی نماز پڑھ جبکہ سایہ تیرا مثل تیری ہوجاوے کہتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک
مثل کے ظہر کا وقت باقی رہتا ہے **سو جواب** اسکے دو ہین اول جواب شیخ سلام اللہ

وقت الظہر اذا دخل وقت العصر

چھوڑ دیا چوتھی حدیث صحیح بخاری مین مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ حِیْنَ جَآءَہٗ وَفْدُ ھَوَازِنَ مُسْلِمِیْنَ
فَسَاَلُوْہُ اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ وَسَبْیَھُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوْا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ
اِمَّا السَّبْیَ وَاِمَّا الْمَالَ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ جَآءُوْا
تَآئِبِیْنَ وَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْھِمْ سَبْیَھُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ
فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی حَظِّہٖ حَتّٰی نُعْطِیَہٗ اِیَّاہُ مِنْ اَوَّلِ مَا
یُفِیْٓءُ اللّٰہُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَیَّبْنَا ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ مِمَّنْ لَمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا
حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَآؤُکُمْ اَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَھُمْ عُرَفَآؤُھُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْہُ اَنَّھُمْ قَدْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا یعنی تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے جبکہ آپ کے پاس ایلچی ہوازن کے مسلمان ہوکر
آئے پس اُنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مالون اور قیدیون کا سوال کیا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون چیزون مین سے ایک چیز کو اختیار
کرلو انہون نے کہا کہ ہمنے اپنے قیدیون کو اختیار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوے پس اللہ کی تعریف کہی جو اوس کی لائق تہی پھر فرمایا لیکن بعد اس کے پس
تحقیق بھای تمہارے آئے ہین درحالنیکہ وہ توبہ کرنیوالے ہین اور تحقیق مین نے ارادہ
کیا ہے کہ مین اون کی طرف اون کے قیدیون کو واپس کردون پس جو شخص کہ دوست
رکھے تم مین سے اس بات کو پس چاہیئے کہ کرلیوے اور جو شخص کہ دوست رکھے تم مین سے
اس بات کو کہ اپنے حصہ پر رہے یہانتک کہ دیوین ہم اسکو اول اُس چیز سے جو انعام کرے
اللہ تعالی اوپر ہمارے پس چاہیئے کہ کرلیوے پس لوگون نے کہا کہ ہم اس سے خوش ہوے
اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کس نے اذن دیا
ہے تم مین سے اور کس نے اذن نہین دیا پس پھر جاؤ یہانتک کہ پہونچاوین ہم تک

پس حضرتؐ نے اوسکو تین دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ باندہ رکھا پھر تین دن
کے بعد فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلقوا ثمامۃ
فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الحدیث یعنی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو پس چلا طرف کھجورون کی نزدیک مسجد کے پس
اُس نے غسل کیا پھر مسجد مین داخل ہوا پس کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات
کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے خدا کے اور گواہی دیتا ہون کہ تحقیق محمد بندہ اُس
کا ہے اور رسول اُس کا ہے **دوسری** حدیث صحیح مسلم مین انس رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابہ فاخذہم سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی و
ہو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ یعنی اسی مرد
مکے والون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہاڑ تنعیم سے اوترے ہتھیار باندہے ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کی غفلت چاہتے تھے (یعنی غفلت کے
وقت اوپر بارگاہ جا پڑین) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عاجز اور فرمانبردار کرکے پکڑا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو زندہ رکھا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کردیا یعنی اونپر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا پس اللہ تعالی
نے یہ آیت اُتاری اور اللہ وہ ہے جسنے اون کے ہاتھون کو تمسے روکا اور تمھارے
ہاتھون کو اون سے روکا مکے کے میدان مین **تیسری** حدیث شرح سنہ مین حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما
اسر اہل بدر قتل عقبۃ ابن ابی معیط والنضر ابن الحارث ومن علی ابی عزۃ
الجمحی الحدیث ترجمہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل بدر کو گرفتار کیا تو عقبہ
بن ابی معیط کو اور نضر بن حارث کو قتل کیا اور ابی عزہ جمحی پر آپنے احسان کیا اور اُس کو

---

۱۲ حدیث مکورہ کی باب حکم الاسیر الفصل اول مین ہے

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآیۃ یعنی لکھا ہمنے اوپر اون کے تورات مین
کہ جان بدلے جان کے ہے آخر آیت تک **پہلی حدیث** یہ ہے جو کہ ابوداؤد اور نسائی
مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ یعنی اور
جو شخص جانکر قتل کیا گیا پس بدلہ اُس کا قصاص ہے **دوسری حدیث** یہ ہے جو کہ ہدایہ
مین نقل کی ہے مَنْ غَرَّقَ غَرَّقْنَاهُ یعنی جو کسی کو پانی مین غرق کرے اُسکو ہم پانی مین
غرق کرین گے **فائدہ** ان آیتون اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ جو کسی کو کسی طرح
جانکر مار ڈالے خواہ تلوار سے قتل کرے یا پانی مین ڈبو دیوے تو اُسمین قصاص
واجب ہے قاتل کو اوسکے قصاص مین مار ڈالنا واجب ہے **مسئلہ صد و سوم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَلَا قِصَاصَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ یعنی نہین قصاص ہے
درمیان مرد اور عورت کے سوا جان کے مطلب اس کا یہہ ہے کہ اگر مثلاً مرد عورت کو جان
سے مار ڈالے تو مرد کو اُس عورت کے قصاص مین قتل کیا جاوے اور اگر مرد مثلاً عورت
کی اونگلی کاٹ ڈالے یا دانت توڑ ڈالے یا آنکھ پھوڑ ڈالے تو اوس کے قصاص مین
مرد کا دانت نہ توڑا جاوے اور نہ اُس کی آنکھ پھوڑی جاوے اور نہ اُس کی انگلی کاٹی
جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے
وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ
الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ یعنی لکھا ہمنے اوپر اون کے
تورات مین کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور
کان بدلے کان کے اور
دانت بدلے دانت کے اور زخمون کا بدلہ ہے اور دوسرا اس حدیث کے مخالف
ہے جو کہ بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ
وَهِيَ عَمَّةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ
ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ

رئیس تمہارے امر تمہارے کو پس لوگ پھر گئے اور رئیسون نے اون سے کلام کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے پس اونکو خبر دیدی کہ لوگ سب خوش ہوگئے ہین اور سب نے اذن دیدیا ہے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ قیدیون پر احسان کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت نے ابی عزہ اور ثمامہ اور مکے کے چالیس آدمیون پر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا اور اسیطرح سے آپ نے ہوازن کے قیدیون پر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا پس معلوم ہوا کہ قیدیون پر من اور احسان کرنا جائز ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین محض خیالی اور مجرد خیال ہے جو نصوص کے مقابلہ مین قطعاً باطل اور مردود ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ احسان کرنا منسوخ ہے سات آیت اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ کے یعنی قتل کرو مشرکون کو جہان پاؤ تم اونکو سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ دعوی نسخ مردود ہے ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہو چکے ہین اور نیز یہ آیت مخصوص ہے ساتھ اُن وجوہات کے جو ابتدا مین مذکور ہو چکی ہین اور نیز ہوازن کے قیدیون پر جو احسان ہوا ہے تو بعد فتح مکہ کے ہوا ہے اور یہ آیت اوس سے بہت مدت پہلے نازل ہوئی ہے پھر متقدم متاخر کے واسطے کیسے ناسخ ہو سکتا ہے اور اسکی سوا دوسری حدیثون مین بھی کسی کا تقدم اور تاخر معلوم نہین پھر اوسکو ناسخ ٹھہرانا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے۔ فیہ جواز المن علی الاسیر وہو مذہبنا ومذہب الجمہور یعنے اس حدیث تمامہ مین دلیل ہے اوپر جائز ہونی احسان کے قیدی پر اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا **تنبیہ مسئلہ صدودوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے رہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ غَرَّقَ صَبِيًّا أَوْ بَالِغًا فِي الْبَحْرِ فَلَا قِصَاصَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ یعنی جس شخص نے کسی نابالغ یا بالغ لڑکے کو دریا مین غرق کیا تو امام اعظم کے نزدیک اُسپر قصاص نہین ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اِن دو حدیثون کے اور اِن دو آیتون کے **پہلے** یہ آیت ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى یعنی لکھا گیا ہے تم پر قصاص مقتولون مین **دوسری** یہ آیت ہے

یہ حدیث صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۹۴ مین ہے ۱۲

فَاِنَّہٗ یُطْلٰی بِھَا السُّفُنُ وَیُدَّاھَنُ بِھَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ فَقَالَ لَا ھُوَ حَرَامٌ
ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَھَا اَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ
فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ یعنی اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح مکہ کے دن سنا فرماتے تھے کہ
تحقیق اللہ اور رسول نے حرام کردیا ہے بیچنا شراب کا اور مردار کا اور خنزیر کا اور بتوں کا
پس کسی نے سوال کیا آپ مردار کی چربی کا کیا حکم فرماتے ہو پس تحقیق اُس کی ساتھ کشتیوں
کو طلا کیا جاتا ہے اور چمڑوں کو تیل دیا جاتا ہے اور اُس سے چراغ جلاتے ہیں پس آپنے
فرمایا نہیں وہ حرام ہے پھر آپنے اُسوقت فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو لعنت کرے تحقیق
اللہ تعالیٰ نے جب مردار کی چربی اُنپر حرام کی اُسکو گلایا پھر اُسکو بیچا پھر اُسکی قیمت کو کھا
لیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید فروخت قطعاً حرام
اور ناجائز ہے خواہ خود آپ بیچے یا کسی کافر نصرانی وغیرہ کو وکیل کرکے تجارت کرے یہ حدیث
عام ہے ہر قسم کی بیع کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا جو کہ شیخ عبد الحق نے
لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی بُطْلَانِ کُلِّ حِیْلَۃٍ یُتَوَصَّلُ بِھَا اِلَی
الْحَرَامِ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اوپر باطل ہونے ہر حیلہ کے جسکے ذریعہ سے حرام کی
طرف پہونچے انتہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کافر کو وکیل
کرکے شراب کی تجارت اور خرید فروخت کرے تو اس حیلہ سے یہ تجارت شراب کی قطعاً
حرام اور ناجائز ہے اور مخالف ہے اس حدیث کے جو ترمذی اور ابن ماجہ میں انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشْرَۃً
عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَشَارِبَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ وَسَاقِیَھَا وَبَائِعَھَا وَاٰکِلَ
ثَمَنِھَا وَالْمُشْتَرِیْ لَھَا وَالْمُشْتَرَاۃُ لَہٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں دس
آدمیوں کو لعنت کی ہے اُس کے نچوڑنے والے کو اور اُس کے حکم کرنے والے کو اور اوس کے
پینے والے کو اور اوٹھانے والے کو اور جسکی طرف اوٹھایا گیا اور اُسکے پلانے والے کو اور
اُسکے بیچنے والے کو اور اُسکی قیمت کھانیوالے کو اور اُسکے خریدنے والے کو اور جس کے
واسطے خریدا گیا **فائدہ** مرقات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے ھُوَ اَعَمُّ مِنَ الْبَائِعِ اَیِ

القِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ الحدیث یعنی ربیع نے انصار کی ایک لڑکی کا
دانت توڑ دالا پس انصار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (یعنی واسطے قصاص لینے
کے) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا پس انس بن نضر نے کہا قسم ہے
اللہ کی نہیں توڑا جاویگا دانت اُس کا اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ای انس کتاب اللہ کے قصاص ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قصاص کا
حکم فرمایا ہے پس انصار کی قوم راضی ہوگئی اور دیت کو اونہوں نے قبول کرلیا **فائدہ**
اس آیت سے بھی صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ سوا جان لینے کے اور اعضا میں جیسے کہ دانت اور
کان اور آنکھ وغیرہ اطراف میں بھی قصاص ہے بلکہ سب زخموں کا قصاص ہے اور یہ آیت
عام ہے خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورتیں ہوں یا ایک مرد ہو اور ایک عورت
ہو پس آیت سب کو شامل ہے کسی قسم کی اس میں تخصیص اور قید نہیں ہے اور نہ کسی قسم
کی تخصیص اس میں ممکن ہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان سوا جان کے اور اعضا اور اطراف
میں بھی قصاص ہے جو اعضا قصاص کو قبول کرسکتے ہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی
اور مالک اور احمد اور جمہور سلف اور خلف کا انتہی **مسئلہ صدو چہارم** اور ایک
مسئلہ امام اعظم کا مخالف آیت قرآن کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا
ہے وَاِذَا اَمَرَ الْمُسْلِمُ نَصْرَانِيًّا بِبَيْعِ خَمْرٍ اَوْ بِشِرَائِهَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ جَازَ عِنْدَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اور اگر مسلمان کسی نصرانی کو شراب کے بیچنے یا خریدنے کا حکم کرے اور
وہ نصرانی اُسکے حکم سے شراب خرید کر لیوے یا بیچ ڈالے تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے
مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کو وکیل بنا کر شراب کی تجارت کرلیوے
تو اس حیلہ سے شراب کی تجارت جائز ہے سوا امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس
حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ سَمِعَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ
بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ

ل نہ ہوسکتا ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کو قتل کرے اور قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے

مسئلہ اوّل اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا اَتْلَفَ الْمُسْلِمُ خَمْرَ الذِّمِّیِّ اَوْ خِنْزِیْرَہٗ ضَمِنَ یعنی اگر مسلمان نے ذمی کی شراب یا خنزیر کو ضایع کر دیا تو مسلمان اُس کا ضامن ہے یعنی مسلمان پر اُس کی قیمت دینی واجب ہے **مسئلہ دوم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ کَسَّرَ لِمُسْلِمٍ بَرْبَطًا اَوْ طَبْلًا اَوْ مِزْمَارًا اَوْ دَفًّا اَوْ اَرَاقَ لَہٗ سُکْرًا اَوْ مُنَصَّفًا فَھُوَ ضَامِنٌ وَبَیْعُ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ جَائِزٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جو شخص کسی مسلمان کی سارنگی یا طنبور یا ستار یا دف (یہ سب راگ اور گانے بجانے وغیرہ کے سازون کے نام ہین) کو توڑ دیوے یا اوس کے شراب کو گرا دیوے تو وہ ضامن ہے یعنی اُس کی قیمت اُسپر واجب ہے اور بیچنا ان چیزون کا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیَجُوْزُ الشُّرْبُ فِی الْمُفَضَّضِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی چاندی کی پانی پہری ہوئی برتن مین پانی پینا جائز ہے نزدیک ابی حنیفہ کے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِبَیْعِ الْعَصِیْرِ مِمَّنْ یَّعْلَمُ اَنَّہٗ یَتَّخِذُہٗ خَمْرًا یعنی نہین ہے کوئی گناہ ساتھ بیچنے شیرہ کے اوس شخص کے پاس جسکا حال معلوم ہو کہ یہ اوس سے شراب تیار کرتا ہے **مسئلہ پنجم** اور ایک بے اصل مسئلہ فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَجَّرَ بَیْتًا لِیُتَّخَذَ فِیْہِ بَیْتُ نَارٍ اَوْ کَنِیْسَۃٌ اَوْ بِیْعَۃٌ اَوْ بَیْعُ الْخَمْرِ فَلَا بَاْسَ بِہٖ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جو شخص گھر کرایہ پر دیوے تاکہ اُس مین آتش پرستی کی جاوے یا گرجا گھر بنایا جاوے یا بت خانہ بنایا جاوے یا اُس مین شراب بیچا جاوے تو کچھ گناہ نہین ہے نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث ..... کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ

عَاقِدِہٖ وَلَوْ كَانَ وَكِيْلًا اَوْ وَكِيْلًا لَا لَا یعنی بیچنے والے سے مراد عام ہے آپ ہووے یا وکیل ہووے یا دلال ہووے اور اوسی مین والمشتری لہا کا یہ معنے لکھا ہے اَیْ لِلشَّرَابِ وَالتِّجَارَةِ بِالْوِكَالَةِ اَوْ غَيْرِهَا یعنے واسطے پینے کے ہو یا تجارت کے واسطے ہو ساتھہ وکالت کے ہو یا غیر کے اور مشتری لہا کا یہ معنے لمعات مین لکھا ہے كَالْمُوَكِّلِ وَاِنْ لَمْ يُبَاشِرِ الْعَقْدَ یعنی وکیل کرنیوالے پر بہی لعنت ہے اگرچہ وہ خود عقد بیع نکرے بلکہ اوس کا وکیل ہی کرے پس اس سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید و فروخت ہر طرح حرام و ناجائز ہے خواہ خود آپ اُس کی خرید و فروخت کرے یا کسی وکیل کے ذریعہ سے اُس کی خرید و فروخت کرائے **مسئلہ صد و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالتَّعْزِيْرُ اَكْثَرُهٗ تِسْعَةٌ وَ ثَلٰثُوْنَ سَوْطًا یعنی اکثر تعزیر کا اونتالیس کوڑے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین **ابی بردہ بن نیار** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوڑے مارے جاوین دس سے اوپر مگر حد مین اللہ کی حدون مین سے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیر مین دس کوڑے سے زیادہ مارنے جائز نہین ہین فقط یہ کل ایک سو اور پانچ مسئلے امام اعظم کے ہین جو کہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین **وعلی ھذا القیاس** امام اعظم کے اس قسم کے مسائل صحیح صحیح حدیثون کے مخالف اسقدر ہین کہ اگر سب کو قلمبند کیا جاوے تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جاوے ولیکن بخوف طول کے انہین چند مسائل پر اکتفا کیا گیا باقی بشرط صحت انشاء اللہ تعالیٰ **اور حصون مین ظفر المبین کی بیان کیے جاوین گے**

بیت اندکے بانو گفتم و بدل رسیدم ✦ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست ✦

اب فقہ حنفی کے بعض مسائل کو بیان کیا جاتا ہے جو محض بے دلیل اور بے اصل ہین اور قرآن و حدیث مین انکی کوئی سند نہین ہے

دوازدھم اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَعْتَقَ عَبْدَ الشَّیْطَانِ اَوْ لِلصَّنَمِ عَتَقَ یعنی جو شخص آزاد کرے غلام کو واسطے شیطان کے یا بت کے تو آزاد ہو جاویگا **مسئلہ سیزدھم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنِ اشْتَرٰی عَبْدًا بِخَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ فَاَعْتَقَهٗ اَوْ بَاعَهٗ اَوْ وَهَبَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ وَّعَلَیْهِ الْقِیْمَةُ یعنی جس شخص نے خریدا غلام کو بدلے شراب کے یا خنزیر کے پس اوسکو آزاد کر دیا یا بیچ دیا یا ہبہ کر دیا تو یہ سب کام جائز ہین اور اوسپر قیمت ہے **مسئلہ چہاردھم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِشَعْرِ الْخِنْزِیْرِ لِضَرُوْرَةٍ یعنی خنزیر کے بالون کے ساتھ ضرورت کے وقت نفع اُٹھانا جائز ہے **مسئلہ پانزدھم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا رِبٰوا بَیْنَ الْمَوْلٰی وَعَبْدِهٖ وَلَا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنی نہین ہے سود درمیان مالک اور اُس کے غلام کے اور نہین ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دارالحرب مین یعنی اگر مالک اور غلام آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین گناہ نہین ہے اور اگر دارالحرب مین مسلمان اور کافر حربی آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین بھی کچھ گناہ نہین ہے اور اسکو سود نہین کہا جاتا ہے **مغالطۂ سوم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور مجتہد مع اوس کی شرائط کے آجکل کے زمانے مین بالکل مفقود ہے اب کسی کو یہ طاقت کہان کہ اجتہاد کر سکے اور اپنے اجتہاد کے ساتھ قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط کر سکے یہ کام مجتہدین کے ساتھ ختم ہو چکا ہے بدون مجتہدین کے قرآن و حدیث سے مسائل استنباط کوئی نہین کر سکتا ہے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اوّل** باین وجہ کہ قرآن مجید مین خدا نے

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ حَمَلَ لِذِمِّیٍّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ یُطَالَبُ الْاَجْرَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جس شخص نے کسی کافر ذمی کا شراب اُٹھایا پس تحقیق وہ اپنی مزدوری طلب کرے نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ہفتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے قَدْرُ الدِّرْھَمِ وَمَا دُوْنَہٗ مِنَ النَّجَسِ الْمُغَلَّظَۃِ کَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخِرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوۃُ مَعَہٗ یعنی ایک درہم یا اوس سے کم نجاست غلیظہ مثل خون کی اور پیشاب کی اور شراب کی اور پاخانہ مرغی کی اور پیشاب گدہے کی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو اوس کے ساتھ نماز جائز ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ قَرَأَ فِیْھَا بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰی بِالْفَارِسِیَّۃِ وَھُوَ یُحْسِنُ الْعَرَبِیَّۃَ اَجْزَاہُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی اگر نماز کو فارسی مین شروع کیا یا اُسمین فارسی کے ساتھ قرآن پڑہا یا ذبح کیا اور بسم اللہ فارسی مین پڑہی اور حالانکہ عربی اچہی پڑہنی سکتا تھا تو کافی ہے امام اعظم کے نزدیک **مسئلہ نہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ مَرَّ ذِمِّیٌّ بِخَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ عُشِرَ الْخَمْرُ یعنی اگر کوئی کافر ذمی شراب یا خنزیر لیکر مسلمانون کی حد پر گذرے تو اُس سے شراب کا عشر یعنے دسوان حصہ لے لینا چاہئے **مسئلہ دہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ جَامَعَ فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ فَاَنْزَلَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ دُوْنَ الْکَفَّارَۃِ یعنے جس شخص نے روزہ مین سوا فرج کے کسی اور چیز مین جماع کیا پس اُسکو انزال ہو گیا تو اُسپر فقط روزے کی قضا ہے کفارہ نہین ہے **مسئلہ یازدہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کَمَا اِذَا سَمَّی الْخَمْرَ وَالْخِنْزِیْرَ فَیَصِحُّ الْعَقْدُ وَیَجِبُ مَھْرُ الْمِثْلِ یعنی اگر شراب یا خنزیر مہر مقرر کرکے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جاویگا اور مہر مثل دینا واجب ہوگا **مسئلہ**

وقد ردّه بحر العلوم مولانا عبد العلی اللکنوی فی شرحه تحریر الاصول ومسلم الثبوت
بانه قول لا یعباء به بعید عن حیز الثبوت بل هو رجم بالغیب بلا شک ولا
ریب وقد ذکرت اقسام المجتهدین وعدم اختتام الاجتهاد بتصریح المحققین
فی رسالتی النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر انتہی یعنی بعض نے کہا ہے کہ
اجتہاد مطلق چار سو امامون پر ختم ہو چکا ہے اور اسی پر وجوب تقلید امام معین کی بات پر بنا
کی ہے اور تحقیق رد کر دیا ہے اس دعوے کو بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر
الاصول مین اور مسلم الثبوت مین باین طور کہ اس قول کا کچھ اعتبار نہین ہے مقام ثبوت
سے بہت بعید ہے بلکہ وہ غیب مین پتھر مارنے ہین بغیر شک اور شبہ کے اور تحقیق ذکر
کیا ہے مین نے مجتہدین کے قسمون کو اور اجتہاد کا نہ ختم ہونا ساتھ تصریح محققین کے اپنے
رسالہ نافع کبیر مین اور نیز مولوی عبد الحی صاحب نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے بل لا
یخلو مائة من المأت من المجتهدین یهتدی بهم طائفة من المقلدین بل لا
عصر من الاعصار عن جماعة المجتهدین فی اقطار الارضین وان کانوا فی الظاهر
من المقلدین یعنی کوئی صدی مجتہدین سے خالی نہین اور نہ کوئی زمانہ مجتہدین سے
خالی ہے اگرچہ ظاہر مین وہ مقلدین سے ہون انتہے پس جب آجکل کے حنفیون کے
بڑے بہارے رئیس مولوی عبد الحی صاحب دعوی ختم اجتہاد کو باطل کرتے ہین تو پھر
اب حنفیون کو دم مارنے کی کوئی جگہہ باقی نہین ہے سوم باین طور کہ جب بقول حنفیون
کے اجتہاد ختم ہو چکا ہے تو اب علم اصول فقہ وغیرہ سب لغو اور بیہودہ شمار کیا جاوے گا
اس لئے کہ علم اصول اسی غرض سے وضع ہوا اور خاص اسی فائدہ کے واسطے مدوّن ہوا
کہ ہر کس اوسکو پڑہکر اور تحصیل کر کے ملکۂ استنباط حاصل کرے یہ علم اصول محض قصہ
اور کہانی نہین ہے کہ بجز تلاوت کے اوسسے کچھ مقصود نہو چنانچہ دراسات مین لکھا
ہے کیف وتدوین کتب الاصول وتبیین قواعدها المتعلقة بالحجج الاربعة
لیس تذکارا بحتا مما کان من صنیع الاوائل ومجر عنه الاواخر فتلوه کاساطیر
الاولین لتنتبوها کما ظن فیها وفی کتب متون الاحادیث لاسیما السنن

علم اصول فقہ کی تدوین کا سبب اور اسکی ضرورت

نے فرمایا ہے فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ یعنی ہر صاحب علم والے پر علم والا ہے دوسری
آیت مین ہے رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنی اے رب میرے مجھکو علم زیادہ دے اور حدیث
صحیحین مین آیا ہے اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ
فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ یعنی جسوقت حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے پس صواب کو
پہونچ جاوے پس واسطے اُسکے دو اجر ہین اور جب اجتہاد کرے پس خطا کر بیٹھے پس
واسطے اُسکے ایک اجر ہے یعنی اوسکو فقط کوشش کا بدلہ ایک ہے اجر ملے گا اب ان
آیتون اور حدیث کا عموم شامل ہے کل افراد زمانہ کو قیامت تک خصوص اشخاص و
خصوص ازمنہ کو اُس مین کچھ دخل نہین ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی قید اور تخصیص
ہے پس ان آیتون اور حدیث کے عموم سے صاف ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین ایسے
اشخاص ہو سکتے ہین جو قرآن اور حدیث سے اجتہاد کرکے مسائل استنباط کر سکین
پس حدیث صحیحین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب کبھی جس زمانے مین کوئی چاہے
اجتہاد کر سکتا ہے اور اسی طرح آیت فوق کل ذی علم علیم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
کہ ایک پر ایک زیادہ اعلم ہو سکتا ہے اور ایک سے ایک زیادہ مرتبہ اجتہاد کا حاصل
کر سکتا ہے اور اسیطرح آیت رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک سے ایک
زیادہ علم حاصل کر سکتا ہے ورنہ زیادتی علم کے واسطے دعا مانگنی لغو ہو جاویگی اور اس
زیادتی کی کوئی حد خاص معین نہین ہے پس اجتہاد کو بھی شامل ہوگی پس اجتہاد کا
حاصل کرنا ممکن ہوگا پس اجتہاد کو ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین کے ساتھہ خاص کرنا رحمت
واسعہ خدای تعالی کو بند کرنا ہے **دوم** باین طور کہ مولوی عبدالحی صاحب . . . .
لکھنوی نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے کہ اجتہاد کے ختم کا دعوی کرنا محض غلط اور مردود
ہے اور رجم بالغیب ہے یعنی غیب مین پتھر مارنے ہین چنانچہ نافع کبیر مین دعوی ختم
اجتہاد کو بڑے زور و شور سے باطل کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ اجتہاد ختم نہین ہوا
ہے چنانچہ لکھتے ہین قَالَ الْبَعْضُ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَدِ انْخَتَمَ
. . . . بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَقُرِّرَ عَلَيْهِ وُجُوْبُ تَقْلِيْدِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى الْاُمَّةِ

انتہے اور جب کہ تمام کتابین مبوّب اور مفصل ہوگئین اور ہر قسم کے اسباب بہی تیار ہین
تو اب علم کتاب اللہ مع اقسامہ اور علم لغت اور قیاس وغیرہ جو مقلدین نے اجتہاد کی شرطین
مقرر کی ہین بہت اسہل و آسان ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اجتہاد حاصل کرنے کا قصد
کریگا تو بموجب تصریح فقہا کے ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ اقسام کو ممتاز کرلیگا
پس اندریں صورت خود حنفیہ کے ہی قول سے آجکل مجتہدین کا ہونا ثابت ہوجاویگا پس دعوے
ختم اجتہاد خود حنفیہ کے قول سے باطل ہوجاویگا **پنجم** باین طور کہ محققین امت و ناقدین
ملت سلفاً و خلفاً دعوے ختم اجتہاد کو بڑے زور شور سے باطل کرچکے ہین بلکہ ختم اجتہاد کے
مدعی کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا بتلاچکے ہین چنانچہ بطور نمونہ کے چند علماء ثقات کے اقوال
کو نقل کیا جاتا ہے مولانا نظام الدین لکھنوی شرح مسلم مین فرماتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ
الْمُتَعَصِّبِیْنَ قَالُوْا اِخْتَتَمَ الْاِجْتِہَادُ الْمُطْلَقُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ وَلَمْ یُوْجَدْ مُجْتَہِدٌ
مُطْلَقٌ بَعْدَہُمْ وَالْاِجْتِہَادُ فِی الْمَذْہَبِ اِخْتَتَمَ عَلَی الْعَلَّامَۃِ النَّسَفِیِّ صَاحِبِ الْکَنْزِ
وَلَمْ یُوْجَدْ مُجْتَہِدٌ فِی الْمَذْہَبِ ہٰذَا غَلَطٌ وَّرَجْمٌ بِالْغَیْبِ فَاِنْ سُئِلَ مِنْ اَیْنَ
عَلِمْتُمْ ہٰذَا الْاَیْقِنُوْنَ عَلٰی اِبْدَاءِ دَلِیْلٍ اَصْلًا ثُمَّ ہُوَ تَعْلَمُ عَلٰی قُدْرَۃِ اللّٰہِ
فَمِنْ اَیْنَ یَحْصُلُ عِلْمُ اَنْ لَّا یُوْجَدَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَحَدٌ یَّتَفَضَّلُ اللّٰہُ عَلَیْہِ
بِمَقَامِ الْاِجْتِہَادِ فَاجْتَنِبْ عَنْ مِّثْلِ ہٰذِہِ التَّعَصُّبَاتِ یعنی جان تو کہ بعض متعصبین
نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چار ون امامون پر ختم ہوچکا ہے اور بعد اون کے کوئی مجتہد
مطلق پایا نہین گیا ہے اور کہتے ہین کہ اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی صاحب کنز
پر ختم ہوچکا ہے اور بعد اوسکے مجتہد فی المذہب کوئی نہین ہوا اور یہ قول اون
متعصبین کا غلط ہے اور غیب مین پتھر مارنا ہے پس اگر اون سے پوچھا جاوے کہ یہہ
بات تمکو کہان سے معلوم ہوئی تو اوس کی دلیل لانے پر ہرگز قادر نہین ہوسکینگے
پھر بعد اوس کے اللہ تعالی کی قدرت پر یہ زبردستی ہے پس یہ بات کہان سے معلوم
ہوگئی کہ قیامت تک کوئی ایک آدمی ایسا پیدا نہوگا جسپر اللہ تعالی مرتبہ اجتہاد کا عنایت
کرے پس بچ ایسے تعصبات سے انتہی **اور** بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین

الْمَوْضُوعَةُ فِي الْاَحْكَامِ وَكُتُبُ فُنُوْنٍ شَتّٰى يَتَعَلَّقُ بِعِلْمِ الْحَدِيْثِ بَلْ اِنَّمَا
اُسِّسَتْ قَوَاعِدُ اُصُوْلِ الْفِقْهِ لِيَعْمَلَ بِهَا مَنْ يُحَاوِلُ الْاِسْتِنْبَاطَ وَاِخْرَاجَ
الْفُرُوْعِ مِنْ اُصُوْلِهَا وَمَنْ يَّقْتَدِرُ بِتِلْكَ الْقَوَاعِدِ الْمَحْفُوْظَةِ عَلٰى ذٰلِكَ وَ
لَوْ فِيْ فَرْعٍ وَّاحِدٍ فَهُوَ الْمُجْتَهِدُ فِيْ ذٰلِكَ الْفَنِّ یعنی اجتہاد کے ختم کا دعوے
کیسے صحیح ہوسکتا ہے حالانکہ کتب اصول فقہ کا مدون ہونا اور چارون دلیلون کی قواعد
متعلقہ کا مبین ہونا محض قصہ نہین ہے پہلے لوگون کے پیشہ سے کہ بند کئے گئے ہون
اوس سے پچھلے لوگ پس ہونگے کہا نہین پہلون کی جو اونہون نے لکھا ہے جیسے کہ
اُس مین گمان کیا گیا ہے اور متن حدیث کی کتابون مین خاصکر جو کتابین حدیث کے
بیان مین مؤلف ہوئی ہین اور کسی قسم کی کتابین جو علم حدیث سے علاقہ رکھتی ہین
بلکہ اصول فقہ کے قواعد کے اسواسطے بنیاد رکھی گئی کہ عمل کرے ساتھہ اوس کے جو مسائل
کے استنباط کا قصد رکھتا ہو اوس کے اصول سے اور جو شخص ان قواعد اصول کو پڑھکر استنباط
پر قادر ہوسکے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو پس وہ مجتہد ہے اس مسئلہ مین انتہی اور جبکہ
علم اصول فقط اسی غرض سے موضوع ہوا تو پھر اجتہاد کے ختم ہونے کا کیا معنے اور
باوجود اسکے جو کوئی اجتہاد کے ختم ہونے کا دعوے کرے تو تحقیق سمجھہ لو کہ وہ شخص اپنے
عقل کا دشمن ہے اور اپنے دین ایمان کا عدو ہے **ہان** اگر حنفیہ یہ بات کہدین
کہ علم اصول فقہ کو ہمنے بجائی قرآن کے سمجھکر رکھا ہوا ہے گویا کہ ہمارے پیغمبر لقمان علیہ السلام
کا یہ قرآن ہے کہ بجز تلاوت اوسی کچھہ مقصود نہین ہے تو البتہ ایک صورت رہائی کی
نکل سکتی ہے اور یہ بات حنفیہ سے کچھہ بعید بھی نہین ہے اس لئے کہ جب یہ لوگ خاتم
المرسلین کی قرآن مجید کو بیکار سمجھتے ہین اور اوسکا سمجھنا مجتہدین کے ساتھہ خاص کرتے
ہین اور بجز تلاوت کے اوس سے کچھہ فائدہ نہین جانتے ہین تو پھر اگر یہ لوگ علم اصول
فقہ کو بمنزلہ قرآن کے سمجھین تو کیا عجب ہے اور سوا اسکے کسی صورت سے انکے رہائی
بھی نہین ہوسکتی ہے **چھاردہ** باین طور کہ فتح المبین کے صفحہ ۳۵۹ مین لکھا ہے
کہ تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا ہے

ایسا منقطع ہونا کہ پھر آنا اوسکا ممکن نہو پس تحقیق اُس شخص نے بڑی غلطی کی اور خبط کیا
اس لیئے کہ اجتہاد اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی خاص
ایک زمانے یا کسی خاص آدمی پر بند نہیں ہوتی ہے اور جو شخص کہ اجتہاد پر جمہور کا
اتفاق ہے ایسا کوئی مجتہد بعد اونکے پایا نہیں گیا جسکے مجتہد مستقل ہونے پر جمہور
نے اتفاق کیا ہو تو بات مسلم ہے ورنہ چارون امامون کے بعد بھی بہت مجتہد مستقل
پائے گئے ہیں جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہم
جیسے کہ نہیں پوشیدہ ہے اوس شخص پر جو کتب طبقات کا مطالعہ کرے وَقَالَ الْاِمَامُ
الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ الْمُتَاخِّرِيْنَ اَبُوْ شَامَةَ فِي الْكِتَابِ الْمُؤَلَّفِ قَدْ حَتَّمَ الْفُقَهَاءُ
فِيْ زَمَانِنَا الْنَّظَرَ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالْاٰثَارِ وَالْبَحْثَ عَنْ فِقْهِهَا وَمَعَانِيْهَا
وَمُطَالَعَةَ الْكُتُبِ النَّفِيْسَةِ الْمُصَنَّفَةِ فِيْ شُرُوْحِهَا وَغَرِيْبِهَا بَلْ اَنْفَوْا زَمَانَهُمْ
وَاَعْمَارَهُمْ فِي النَّظَرِ فِيْ اَقْوَالِ مَنْ سَبَقَهُمْ مِنْ مُتَاَخِّرِيْ الْفُقَهَاءِ وَتَرَكُوا النَّظَرَ
فِيْ نُصُوْصِ نَبِيِّهِمُ الْمَعْصُوْمِ مِنَ الْخَطَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَةِ
الَّذِيْنَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَعَايَنُوا الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَهِمُوا نَفَائِسَ
الشَّرِيْعَةِ فَلَاجَرَمَ حُرِمُوْا هٰؤُلَاءِ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ وَبَقُوْا مُقَلِّدِيْنَ عَلَى الْاٰبَادِ
وَقَدْ كَانَتِ الْعُلَمَاءُ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ مَعْدُوْدِيْنَ فِيْ تَرْكِ مَا لَمْ يَقِفُوْا عَلَيْهِ
مِنَ الْحَدِيْثِ لِكَوْنِ الْاَحَادِيْثِ لَمْ تَكُنْ حِيْنَئِذٍ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مُدَوَّنَةً اِنَّمَا كَانَتْ
تُلْقٰى مِنْ اَفْوَاهِ الْعُلَمَاءِ وَهُمْ يَتَفَرَّقُوْنَ فِي الْبُلْدَانِ وَقَدْ زَالَ ذٰلِكَ الْعُذْرُ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بِجَمْعِ الْاَحَادِيْثِ الْمَجْمُوْعَةِ فِيْ كُتُبٍ بَوَّبُوْهَا وَقَسَّمُوْهَا وَسَهَّلُوا الطَّرِيْقَ
اِلَيْهَا وَبَيَّنُوا الضَّعِيْفَ كَثِيْرًا مِنْهَا وَصَحِيْحَهُ وَتَكَلَّمُوْا فِيْ عَدَالَةِ الرِّجَالِ وَتَجْرِيْحِ
الْمَجْرُوْحِ مِنْهُمْ وَفِيْ عِلَلِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَدَعُوْا لِلْمُسْتَعْمِلِ مَا يَتَعَلَّلُ بِهٖ وَفَسَّرُوا
الْقُرْاٰنَ وَتَكَلَّمُوْا فِيْ غَرِيْبِهَا وَفِقْهِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا فِيْ مُصَنَّفَاتٍ عَدِيْدَةٍ
جَلِيْلَةٍ وَالْاٰتِ مُتَهَيِّاَةٍ لِذِيْ طَلَبٍ صَادِقٍ قَدْ كَفَاهُ وَفَطِنَ وَكَذَا اللُّغَةُ وَصِنَاعَةُ
الْعَرَبِيَّةِ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ حَرَّرَهُ اَهْلُهُ وَحَفِظُوْهُ فَالْتَوَصُّلُ اِلَى الْاِجْتِهَادِ بَعْدَ الْجَمْعِ

کے منقطع ہونے کا فی نفسہ الہام ہونا اور اوسکے کسی پر ظاہر ہونے کا ہمارے زمانے میں کسی کو ہونا اور اوسکے
ہمارے زمانے میں کسی کو ہونے کا ہمارے زمانے میں کسی کو ہونا اور اوسکے

مِنَ النَّاسِ مَنْ حَكَمَ بِوُجُوبِ خُلُوِّ الزَّمَانِ عَنِ الْمُجْتَهِدِ . بَعْدَ الْعَلَّامَةِ النَّسَفِيِّ
وَعَنَوْا بِهِ الْاِجْتِهَادَ فِي الْمَذْهَبِ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا اِنَّهُ اِخْتُتِمَ بِالْاَئِمَّةِ
الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى اَوْجَبُوْا تَقْلِيْدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْاُمَّةِ وَهٰذَا كُلُّهُ هَوَسٌ
مِّنْ هَوَسَاتِهِمْ لَمْ يَاْتُوْا بِدَلِيْلٍ وَّلَا يُعْبَاُ بِكَلَامِهِمْ وَمِنَّا هُمْ مِّنَ الَّذِيْنَ حَكَمَ
الْحَدِيْثُ عَلَيْهِمْ اَنَّهُمْ اَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَلَمْ يَفْهَمُوْا اَنَّ هٰذَا
اِخْبَارٌ بِالْغَيْبِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنْتَهٰى وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنِ ادَّعٰى
بِاَنَّهُ قَدِ انْقَطَعَتْ مَرْبَبَةُ الْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ الْمُسْتَقِلِّ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ انْقِطَاعًا
لَا يُمْكِنُ عَوْدُهُ فَقَدْ غَلَطَ وَخَبَطَ فَاِنَّ الْاِجْتِهَادَ رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
لَا تُقْصَرُ عَلٰى زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ وَّلَا عَلٰى بَشَرٍ دُوْنَ بَشَرٍ وَمَنِ ادَّعٰى انْقِطَاعَهَا
فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ مَعَ اِمْكَانِ وُجُوْدِهَا فِيْ كُلِّ زَمَانٍ فَاِنْ اَرَادَ اَنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ
الْاَرْبَعَةِ مُجْتَهِدٌ اِتَّفَقَ الْجُمْهُوْرُ عَلٰى اِجْتِهَادِهِ وَسَلَّمُوا اسْتِقْلَالَهُ كَاِتْقَانِهِمْ
عَلٰى اِجْتِهَادِهِمْ فَهُوَ مُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَقَدْ وُجِدَ بَعْدَهُمْ اَيْضًا اَرْبَابُ الْاِجْتِهَادِ
الْمُسْتَقِلِّ كَاَبِيْ ثَوْرٍ الْبَغْدَادِيِّ وَ . دَاوٗدَ الظَّاهِرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ
الْبُخَارِيِّ وَغَيْرِهِمْ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى طَالِعِ كُتُبِ الطَّبَقَاتِ انتهى اي يعني بعضے
لوگ کہتے ہین کہ علامہ نسفی کے بعد کوئی مجتہد نہین ہوا اور مراد اوس سے مجتہد فی
المذہب ہے اور لیکن اجتہاد مطلق پس کہتے ہین کہ وہ چارون اامامون پر ختم ہو چکا ہے
یہانتک کہ اون مین سے ایک امام معین کی تقلید . امت پر واجب کہتے ہین
لیکن یہ ایک ہوس ہے اون کی ہوسون سے اسپر وہ کچھ دلیل نہین رکھتے ہین اور نہ
اون کی کلام کا کچھ اعتبار ہے اور سوا اسکی ہین کہ وہ ختم اجتہاد کے مدعی اون لوگون
مین سے ہین جنپر حدیث نے یہ حکم کیا ہے کہ اونہون نے بغیر علم کے فتوے دیا پس آپ
بہی گمراہ ہوے اور لوگون کو بہی گمراہ کیا اور اون لوگون کو یہ سمجھ نہ آئی کہ یہ غیب کی
خبر دیتا ہے اون پانچ چیزون سے جنکو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہر حال
اسکا یہ ہے کہ جو شخص اجتہاد مطلق کے چارون اامامون پر منقطع ہونیکا مدعی ہے

اور علامہ ہارون مرجانی حنفی نے کتاب ناظورۃ الحق مین لکھا ہے وَالَّذِیْ یَتَوَلَّاہُ الْمُخَاطِبُ وَیَفْتَرِیْ بِہِ الْکَذِبَ عَلَی اللّٰہِ اَنَّہٗ یَزْعَمُ اَنَّ التَّمَسُّکَ بِالْاَدِلَّۃِ اِنَّمَا ہُوَ وَظِیْفَۃُ الْمُجْتَہِدِ وَالْاِجْتِہَادُ مَلَکَۃٌ رَّاسِخَۃٌ وَّ بَصِیْرَۃٌ شَرِیْفَۃٌ وَّرُتْبَۃٌ عَظِیْمَۃٌ صَعْبَۃُ الْمُرْتَقٰی وَاَہْلُہٗ قَدِ انْقَرَضَ وَزَمَانُہٗ قَدْ مَضٰی یعنی جو مخالف بات بناتا ہے اور اللہ پر جھوٹھ باندہتا ہے سو یہ ہے کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑہنا مشکل ہے جسکے لوگ تمام ہوئے اور زمانہ اوسکا گذر چکا ہے اور شاہ صاحب وصیت نامہ مین لکھتے ہین وامّا تقریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بدبریش خاوند دادن است را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقدمہ فقہا را کہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ متابعت کتاب وسنت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدیشان التفات نکردن وقربت خدا جستن بدوری ایشان انتہے یعنی فروعات فقہیہ کو کتاب وسنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا اور جو موافق ہو اوسکو قبول کرنا ورنہ کہوٹے اسباب کو مالک کی داڑہی پر مارنا امت کو مسائل فقہیہ کتاب اللہ اور سنت پر پیش کرنے سے کوئی چارہ نہین ہے یعنی مسائل فقہیہ کو کتاب اللہ اور سنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا ضرور ہے اور فقہا کی من گہڑی باتون کو (جنہون نے ایک عالم کے تقلید کو دستاویز کرکے کتاب اللہ اور سنت کو ترک کردیا ہے نہ سننا اور اونکی طرف التفات نکرنا اور خدا کی نزدیکی اُنکی دوری کے ساتھ طلب کرنا انتہی شاہ صاحب کی اس کلام سے ثابت ہوا کہ اجتہاد ختم نہین ہوا ہے ورنہ مسائل فقہیہ کو ہمیشہ کتاب اور سنت کے مقابلہ مین کرنے کی کوئی سنے نہین اسی وجہ سے حنابلہ کے نزدیک کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین ہوتا ہے اور یہی بات ابن دقیق نے بہی اختیار کی ہے اور زبیری کا بہی مذہب یہی ہے اور اونکی دلیل یہ حدیث ہے لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاہِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہین گے اور کتب تاریخ اسلامی کی تتبع سے

وَالنَّظَرِ فِي الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ إِذَا ارْتَفَعَ الْإِنْسَانُ الْحِفْظَ وَالْفَهْمَ وَمَعْرِفَةَ اللِّسَانِ أَسْهَلُ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ یعنی فقہا اور محدثین کے امام ابو شامہ نے کہا ہے کہ تحقیق حرام کیا ہے ہمارے زمانہ کے فقہا نے حدیث اور آثار کی کتابون مین نظر کرنے کو اور حرام کیا ہے اوس کی فقہ اور معانی مین بحث کرنے کو اور حرام کیا ہے بہت عمدہ تفسیر کتابون کے (جو احادیث کی شرح مین اور اوس کی نادر باتون کے بیان کرنے مین تصنیف ہوئی ہین) مطالعہ کرنے کو اور رفنا اور برباد کیا ہے اونہون نے اپنے تمام عمرون کو اقوال فقہا کے مطالعہ کرنے مین اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے اپنے نبی معصوم کی نصوص مین نظر کرنا اور ترک کر دیا ہے اونہون نے اقوال اور آثار صحابہ کو (جنہون نے وحی کا حضور پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور شریعت کی عمدہ باتون کو سمجھا) پس لاچار رتبہ اجتہاد سے محروم اور خالی رہگئی اور ہمیشہ مقلد رہگئی اور علما پہلے زمانے مین معذور تھے اوس حدیث کے ترک کرنے مین جسپر وہ واقف نہوئے اس لئے کہ حدیثین اوسوقت ایک جگہہ مین جمع نہین ہوئی تھین سوا اسکے نہین کہ علما کی زبان سے سیکھی جاتی تھین اور تمام علما شہرون مین متفرق تھے اور تحقیق یہ عذر دفع ہو چکا ہے اور شکر ہے اللہ کا ساتھ جمع ہونے کتابون حدیث کے اور علمانے اونکو مبوب اور تقسیم کر دیا ہے اور آسان کر دیا ہے طریق طرف اوس کی اور اون مین سے بہت حدیثون کی صحت اور ضعف کو بیان کر دیا ہے اور کلام کیا ہے اونہون نے راویون کی عدالت مین اور مجروح کی جرح مین اون مین سے اور کلام کیا ہے اونہون نے حدیث کی علتون مین اور نہین چھوڑا ہے اونہون نے واسطے عمل کرنیوالے کے کوئی حیلہ اور تفسیر کر دیا ہے قرآن کو یعنی اوسکی شان نزول کو اور کلام کیا ہے اوس کی غرائب اور فقہ مین اور جو اوس کے متعلق ہے بہت بڑی کتابون مین اور طیار کئے آلات مین واسطے صاحب طلب صادق کے اور ذکا اور دانائی کے اور اسی طرح لغت اور صنعت عربی کو لوگون نے لکھدیا ہے اور محقق کر دیا ہے پس اجتہاد کی طرف پہونچنا اب بہت سہل اور آسان ہے پہلے سے انتہے

کی مثل تھے وفات انکی ۴۸۱ھ مین ہے ہفتم ابوالوفا مشہور حنبلی آپ بہی مجتہد تھے
اور فرماتے تھے پیروی دلیل کی واجب ہے نہ پیروی امام احمد کی وفات ان کی ۵۱۳ھ
مین ہے ہشتم امام مغافری مشہور مالکی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور تقلید کے تارک
تھے اور کتاب اور سنت سے مسائل استنباط کرتے تھے وفات ان کی ۵۴۳ھ مین ہے
نہم امام رازانی آپ بہی مجتہد تھے اور اہل حدیث کے مذہب کے موافق فتوی دیتے
تھے وفات انکی ۵۴۶ھ مین ہے دہم امام محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات آپ بھی
مجتہد تھے اور اتباع حدیث اور ترک تقلید مین بے نظیر تھے اور علم حدیث کے ایک ایسا
دریا تھے جسکا کنارہ نظر نہین آتا اور قیاس کے ایسے منکر جسکا کچھ بیان نہین ہوسکت
وفات انکی ۶۳۸ھ مین ہے یازدہم امام ابوشامہ مشہور شافعی ہین آپ نے مذمت
تقلید اور ترغیب عمل بالحدیث مین ایک کتاب مستقل تالیف فرمائی ہے جسکا نام الکتاب
المومل فی الرد الی الامر الاول ہے آپ بہی مجتہد تھے وفات انکی ۶۶۵ھ مین ہے دوازدہم
امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ مشہور حنبلی ہین آپ مجتہد مطلق تھے اور آپ کا تارک تقلید
ہونا اور باجتہاد خود حدیث کے ساتھہ عمل کرنا آپکے نام سے زیادہ تر مشہور ہے وفات
اونکی ۷۲۸ھ مین ہے سیزدہم امام ابن القیم مشہور حنبلی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور
عامل بالحدیث اور مذمت تقلید مین بے مثل وفات انکی ۷۵۱ھ مین ہے چہاردہم
امام محمد ابراہیم وزیر مشہور زیدی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور عامل بالحدیث اور تارک
تقلید تھے کسی مذہب زیدی وغیرہ کے مقلد نہ تھے پیدایش اون کی ۷۷۵ھ مین ہے
پانزدہم امام جلال الدین محلی مشہور شافعی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور امام شافعی کے
مذہب کے ملتزم نہین تھے بلکہ جس شخص کے پاس حق پاتے اوسی کی طرف رجوع
کرتے وفات اونکی ۸۶۴ھ مین ہے شانزدہم امام شہاب الدین منزلاوی آپ بہی
مجتہد تھے اور کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرتے اور سنی محمدی کہلاتے حنفی شافعی وغیرہ
نہ کہلاتے وفات اونکی ۹۵۱ھ مین ہے ہفدہم امام مقبلی صنعانی آپ بہی مجتہد
تھے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر تھے (جو بجز رسول اللہ صلی اللہ

سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ مین کسی نہ کسی کنارہ زمین مین کوئی نہ کوئی مجتہد ضرور رہے ہوتا رہا ہے خصوصا علماء شافعیہ اور حنابلہ مین علی الخصوص عارفان کتاب اور سنت مین اجتہاد کوئی ایسی چیز نایاب نہین ہے کہ سوائے چار ون اماموں کے اور کسی کے ہاتھہ نہ لگی ہو بلکہ جو شرائط اجتہاد کے مع شئے زائد اصحاب صحاح ستہ نبوی کو حاصل تھے وہ ائمہ اربعہ مین کسی ایک کو بھی حاصل نہ تھی بلکہ جو آلات اور اسباب اجتہاد متاخرین اہل علم کو ملی ہین وہ مجتہدین سابقین کے ہاتھہ نہین لگے اسی وجہ سے متاخرین مین ہر زمانے مین کوئی نکوئی مجتہد کسی نہ کسی ملک مین ضرور رہی ہوتا رہا ہے اور دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانہ مین تارکین تقلید اور بلا واسطہ مجتہدین عاملین بالحدیث ہوتے چلے آئے ہین لہذا دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانے کے ایک ایک مجتہد کا نام بطور تمثیل کے لکھا جاتا ہے

اول محمد بن جریر طبری ہین مشہور شافعی ہین ۲۲۴ھ دو سو چوبیس مین پیدا ہوئے آپ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ خود مجتہد تھے اور اپنا مذہب مستقل کہتے تھے جسکے بہت لوگ تابع تھے **دوم** یحیی بن یحیی مصمودی مشہور مالکی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور امام مالک کے مذہب کے مخالف فتوی دیا کرتے تھے ۲۳۴ھ مین انتقال کیا **سوم** دارکی مشہور شافعی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور امام شافعی کے مذہب کے مخالف فتوے دیا کرتے تھے کوئی اعتراض کرتا کہ یہ فتوی امام شافعی کے مذہب کے مخالف ہے تو آپ فرماتے تجھپر افسوس ہے یہ تو حدیث کا فتوے ہے اور کبھی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعی کا قول پوچھتا ہے یا جو میری خیال مین ہے وفات انکی ۳۷۵ھ مین ہے **چہارم** حافظ ابن حزم ۳۸۴ھ مین پیدا ہوئی مشہور ظاہری ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور تقلید کو برا کہتے ہین.....

..... خبر بالمثل تھے **پنجم** حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد سے حدیث سے مسائل استنباط کرتے تھے اور اقوال مخالف حدیث کو ترک کردیتے تھے وفات انکی ۴۷۰ھ مین ہے **ششم** امام ہروی مشہور حنبلی ہین آپ بھی مجتہد تھے اور اہل حدیث کے مذہب پر تھے اور اتباع مین عبداللہ بن مبارک

ص المقلد بن انتہی ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے پس اس بیان یا برہان سے ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین مجتہد ہوتے آئے ہین اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین رہا ہے اور اسی طرح زمانہ حال مین بھی کوئی نکوئی مجتہد کسی نکسی ملک مین ضرور ہوگا بلکہ اب زمانہ حال بہ نسبت زمانہ سابق کے اجتہاد کرنا اور کتاب وسنت سے مسائل استنباط کرنا بہت سہل و آسان ہے اسلیئے کہ اللہ تعالی کے فضل سے جو اسباب و آلات علوم و فنون کے اب اس زمانے مین علما کو میسر ہوئے ہین علماء زمانہ سابق کو ایسے اسباب کبھی خواب مین بھی میسر نہ ہوئے تھے اور جسقدر کتب تفاسیر اور کتب حدیث اور کتب اصول و فقہ وغیرہ علوم مختلفہ و فنون شتے کے اب اس زمانہ مین جمع ہوئے ہین کسی علماء زمانہ سابق کے پاس جمع نہین ہوئے تھے پھر باوجود اس کے اجتہاد کے ختم کا دعوے کرنا بڑی سخت گمراہی اور بڑا درجے کی جہالت اور کج فہمی ہے **ششم** باین طور کہ یہ شرائط اجتہاد کے جو بعض متاخرین نے لگائے ہین تو مجتہد مطلق کے واسطے لگائے ہین جو جمیع احکام مین فتوے دیوے اور جو شخص کہ کسی ایک حکم مین مثلا مجتہد ہو اوس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین ہین بلکہ اوسکو اوسی قدر علم حاصل کرنا ضرور ہے جو اوس مسئلے کے متعلق ہو چنانچہ تلویح مین لکھا ہے ثُمَّ هٰذِهِ الشَّرَائِطُ اِنَّمَا هُوَ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الَّذِيْ يُفْتِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْكَامِ وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ حُكْمٍ دُوْنَ حُكْمٍ فَعَلَيْهِ مَعْرِفَةُ مَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ كَذَا ذَكَرَهُ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ انتہی اور **کشاف اصطلاحات الفنون** مین لکھا ہے وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ مَسْئَلَةٍ فَيَكْفِيْهِ عِلْمُ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا وَلَا يَضُرُّهُ الْجَهْلُ بِمَا لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا هٰكَذَا فِي الْعَضُدِيِّ وَحَوَاشِيْهِ اور **دراسات** مین لکھا ہے وَمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ زَمَانِنَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ مَعَ كَوْنِهٖ مِمَّا نُوْقِشَ فِيْهِ لَوْ سُلِّمَ فَهُوَ نَفْيٌ لِلْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ لَا مُطْلَقِ الْاِجْتِهَادِ الشَّامِلِ لِلْاِجْتِهَادِ الْجُزْئِيِّ لِعَدَمِ خُلُوِّ الْاَعْصَارِ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى عَصْرِنَا هٰذَا فَاَدْنٰى مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاِجْتِهَادُ الْجُزْئِيُّ اَمْرٌ قَرِيْبُ الْحُصُوْلِ يَقْضِيْ وَطَرَهٗ قَلِيْلٌ مِّنَ الْعِلْمِ انتہی حاصل یہ ہے کہ اجتہاد جزئی یعنی فقط ایک ہی مسئلہ مین اجتہاد کرنا اس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین جو مجتہد

علیہ وسلم کے کسی کا اتباع نکرتے) اور تقلید کے ایسے تارک تھے کہ اس کے سبب سے مقلدین نے انپر کفر کے فتوے لگائے جنسے وہ بحکم سلطان روم امتحان کے بعد بری کیے گئے پیدایش اونکی ۱۲۴۷ھ مین ہے **ہژدہم** امام مکوکبانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے پیدایش انکی ۱۲۳۵ھ مین ہے **نوزدہم** زبیدی مشہور حنفی آپ بھی مجتہد تھے اور فرماتے تھے میرا دین وہ نہین جو ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کا ہے اگر وہ حدیث صحیح کے مخالف ہو پیدایش انکی ۱۱۵۹ھ مین ہے **بستم** علی ابن عبداللہ صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے تھے پیدایش اون کی ۱۱۶۵ھ مین ہے **بست و یکم** عبداللہ بن لطف اللہ صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور تقلید سے سخت نفرت کرتے تھے وفات انکی ۱۲۷۲ھ مین ہے **بست و دوم** عبدالرحمن بن احمد صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے حدیث پر عمل کرتے تھے پیدایش اون کی ۱۱۸۰ھ مین ہے **بست و سوم** امام محمد بن علی شوکانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے آپ کے زمانہ مین اور اوس کے بعد آپکے شاگردون مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین جو کسی کے مقلد نہ تھے اور باجتہاد خود عمل بالحدیث کرتے تھے جیسے محمد بن احمد متوفی ۱۲۳۶ھ اور محمد بن حسن متوفی ۱۲۵۷ھ وغیرہ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب وغیرہ سب مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ تقلید کی مذمت کرتے تھے چنانچہ اون کی تصانیف سے یہ امر اظہر من الشمس ہے اور اب اس زمانہ حال[1] مین بھی بہت علما ایسے ہین کہ وہ کسی کے مقلد نہین ہین بلکہ اپنے اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے ہین اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے ہین اور بعضے دوسرے ایسے ہین کہ بظاہر مقلد کہلاتے ہین مگر درحقیقت وہ اپنے ملکہ سے استنباط کرسکتے ہین اسی وجہ سے مولوی عبدالحی صاحب نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے بَلْ لَا یَخْلُوْ مِائَۃٌ مِنَ الْمِائَاتِ مِنَ الْمُجْتَہِدِیْنَ یَھْتَدِیْ بِھِمْ طَائِفَۃٌ مِنَ الْمُقَلِّدِیْنَ بَلْ وَلَا عَصْرٌ مِنَ الْاَعْصَارِ عَنْ جَمَاعَۃِ الْمُجْتَہِدِیْنَ فِی اَقْطَارِ الْاَرْضِیْنَ وَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِلَّۃِ

[1] جیسے کہ جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب غزنوی و شیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی و شیخ محمد صاحب پوری و مولانا احمد اللہ صاحب پرتھ والہ و شیخ عبدالرحمن صاحب لکھوکے والہ و مولانا محمد صاحب جونا گڑھی و مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی و مولانا عبدالسلام صاحب مبارکپوری و مولانا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری و مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی و مولانا شرف الدین صاحب دہلوی و مولانا عبدالجبار صاحب عمر پوری و مولانا عبدالصمد صاحب شرف الدین و مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی و مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوری و مولانا عبدالرحمن صاحب احمد آبادی و مولانا عبدالرحمن صاحب ملتانی و مولانا عبدالرحمن صاحب فاروقی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ٹونک و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بہار و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کلکتہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پٹنہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بنارس و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن الہ آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن لکھنؤ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن فیض آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گورکھپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بستی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گونڈہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بلرامپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن سیتاپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ہردوئی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن شاہجہانپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بریلی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن مرادآباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن رامپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بدایوں و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن فرخ آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کانپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن اٹاوہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن متھرا و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن آگرہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن دہلی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن انبالہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن لاہور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن امرتسر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گوجرانوالہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن سیالکوٹ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گجرات و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جہلم و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن راولپنڈی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پشاور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کوہاٹ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ڈیرہ غازی خان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ملتان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بہاولپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن حیدرآباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بمبئی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پونہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ناگپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بھوپال و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن اندور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جودھپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جیسلمیر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بیکانیر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جے پور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن الور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بھرت پور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گوالیار و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ٹونک و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بہار و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کلکتہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پٹنہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بنارس و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن الہ آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن لکھنؤ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن فیض آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گورکھپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بستی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گونڈہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بلرامپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن سیتاپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ہردوئی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن شاہجہانپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بریلی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن مرادآباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن رامپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بدایوں و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن فرخ آباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کانپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن اٹاوہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن متھرا و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن آگرہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن دہلی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن انبالہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن لاہور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن امرتسر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گوجرانوالہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن سیالکوٹ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گجرات و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جہلم و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن راولپنڈی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پشاور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن کوہاٹ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ڈیرہ غازی خان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ملتان و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بہاولپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن حیدرآباد و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بمبئی و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن پونہ و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن ناگپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بھوپال و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن اندور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جودھپور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جیسلمیر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بیکانیر و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن جے پور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن الور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن بھرت پور و مولانا عبدالرحمن صاحب ساکن گوالیار

آگے کچھہ اعتبار نہین اور جب کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ کے حدیث پر عمل کرنا امام اعظم کے
نزدیک جائز بلکہ واجب ہے تو پھر اُسکو حماقت اور تکبر کہنا گویا کہ امام اعظم کو احمق اور
متکبر ٹھہرانا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ کہ ظاہر نصوص مین
تاویل کرنا اور نص کو ظاہر معنے سے پھیر دینا اکثر علماء حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک
مطلق حرام ہے چہ جائیکہ تاویلی معنے پر عمل کیا جاوے یا ائمہ مجتہدین کی تاویلات کیطرف
التفات کیا جاوے بلکہ اگر صحابی راوی بھی اپنی مروی کے ظاہر معنے کے برخلاف تاویل
کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو اکثر حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اوسکی
تاویل بھی قابل عمل نہین بلکہ ظاہر معنے حدیث واجب العمل ہے اور تاویل صحابی کی طرف
رجوع جائز نہین ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور حنفیہ مین سے امام کرخی اور
جمہور علماء کا یہی قول ہے چنانچہ حصول المامول مین لکھا ہے السادس ان یکون
الخبر ظاھرا فی شیء فیحملہ الراوی من الصحابۃ علی غیر ظاھرہ اما بصرف
اللفظ عن حقیقتہ الی مجازہ او بان یصرفہ عن الوجوب الی الندب او من
التحریم الی الکراھۃ ولم یات بما یفید صرفہ عن الظاھر فمذھب الجمھور
من اھل الاصول انہ یعمل بالظاھر ولا یصار الی خلافہ بمجرد قول الصحابی
او فعلہ وھذا ھو الحق لانا متعبدون بروایتہ لا برایہ خلافا للحنفیۃ یعنی
حدیث کے حالات سے چھٹا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنے مین ظاہر الدلالۃ ہو اور صحابی
اوس کا راوی اُسکو غیر ظاہر معنے پر حمل کرے بایں طور کہ اوس کے حقیقی معنے چھوڑ کر
مجازی معنے لے یا اوسکو وجوب سے استحباب کی طرف پھیر دیوے یا اُسکو حرمت سے
کراہت کی طرف پھیر دیوے اور اپنی اس تاویل پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت
مین جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل
مخالف ظاہر حدیث کی طرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی بات حق ہے اس لئے کہ ہم
صحابی کی روایت پر عمل کرنے کے ساتھہ مکلف ہین نہ اُس کی رای پر عمل کرنے کے ساتھہ
اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے اور تحریر الاصول شیخ ابن ہمام اور اُسکی شرح مین لکھا ہے

مطلق کے واسطے لگاتے ہین بلکہ اوسکو اتنا ہی علم کافی ہے جو اُس مسئلہ کے متعلق ہو
اور کوئی زمانہ اس سے خالی نہین ہے اس کے واسطے تھوڑا علم کافی ہے فقط

مغالطۂ چہارم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ
دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ مجتہدین کے صحیح حدیث
پر عمل کر لینا حسن ظن تو ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور یہ مغالطہ دیتے ہین کہ حدیث
پر عمل کرنا گمراہی ہے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** اسوجہ سے کہ اصول حنفی
مین لکھا ہے کہ اگر راوی صحابی اپنی مروی مین تاویل کرے تو وہ موجب جرح نہین ہو
سکتی ہے چنانچہ تلویح مین لکھا ہے وَاَنَّ عَمَلَ بِبَعْضِ مُحْتَمَلَاتِہٖ بِطَرِیْقِ التَّاْوِیْلِ لَا
یَکُوْنُ جَرْحًا انتہی اور جبکہ راوی صحابی کی تاویل اوسکو حجت ہونے سے خارج نہین کرتے
ہے تو پھر ائمہ مجتہدین کی تاویلات جو صدہا برس کے بعد پیدا ہوئے کس گنتی اور شمار مین
ہین اور حدیث کو حجت ہونے سے کیسے خارج کر سکتے ہین **دوم** باین طور کہ خود
فتح المبین کے صہ ۲۸ و ۲۹ مین لکھا ہے کہ خود مجتہدین اکابر دین کو آجتک کسی مسئلہ
کی تحقیق نہین ہوئی ہے انتہے پس اب عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا
بنا فاسد علی الفاسد ہے **سوم** یہہ کہ امام اعظم صاحب اور امام محمد کے نزدیک تو صحیح
حدیث پر عمل کر لینا بلا تحقیق تاویل و نسخ کے جائز ہے چنانچہ بحر الرائق مین لکھا ہے
وَاِنْ لَمْ یَسْتَفْتِ وَلٰکِنْ بَلَغَہُ الْخَبَرُ وَھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ
وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْغِیْبَۃُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَلَمْ یَعْرِفِ النَّاسِخَ وَلَا تَاْوِیْلَہٗ فَلَا
کَفَّارَۃَ عَلَیْہِ عِنْدَھُمَا لِاَنَّ ظَاھِرَ الْحَدِیْثِ وَاجِبُ الْعَمَلِ انتہے یعنی اگر کسی
سے فتوی نہ پوچھا ولیکن اوسکو یہ حدیث پہونچ گئی کہ پچھنی لگانے والی اور لگوانے
والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اور نہین پہچانتا ہو اُسکے
منسوخ ہونے کو اور نہ اُس کی تاویل کو تو اُسپر کچھ کفارہ نہین ہے نزدیک امام
اعظم اور محمد کے اس لئے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے انتہے پس اس سے صاف
معلوم ہو گیا کہ ظاہر حدیث کا معنے واجب العمل ہے تاویلات ائمہ مجتہدین کا اُس کے

حدیث پر عمل کرنیکا بیان ۵ بغیر اگر عمل کیا جاوے بعض مجتہدین اوسکے بطور تاویل کر دیتے ہین

خلاف کرنے کی کوئی وجہ (دلیل) معلوم ہو اور اس تاویل کی جو راوی نے اختیار کی ہو دلیل
بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہے اور ظاہر حدیث کا ترک کرنا جائز ہے نہ
اس لئے کہ وہ راوی کا عمل ہے اس واسطے کہ کسی مجتہد کے لئے حجت نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اس دلیل کی نظر سے جو معلوم ہوئی اور اگر اس تاویل صحابی راوی کی کوئی دلیل معلوم نہ ہو
تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور راوی کی تاویل و مخالفت کا یہ سبب بھی ہو سکتا
ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس تاویل و مخالفت ظاہر
حدیث میں کسی دلیل سے مستدل ہوا ہو جس میں اُس سے خطا ہو گئی ہو یا وہ ایسی
دلیل ہو جسکا صرف وہی قائل ہو نہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو یقیناً جان لیا ہو اور جب ان سب احتمالوں میں
تردد و شک رہا تو ظاہر معنے حدیث کو اوس کے شک و تردد سے چھوڑا نہیں جا سکتا
ہے اور راوی بہر حال اس مخالفت کے سبب سے فاسق بھی نہیں ہو سکتا ہے تاکہ
اُس کی اس روایت پر عمل کرنا جائز نہ ہوا تب بعضے حنفیہ کہتے ہیں کہ تاویل صحابی ظاہر
حدیث پر مقدم ہے اس لئے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا
ومع ذلک اُس نے ظاہر کو ترک کیا تو اُس سے معلوم ہوا کہ اُس نے کوئی دلیل ظاہر
حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اُسکو ترک کیا سو حنفیوں کی اس دلیل کا جواب
احکام آمدی کی اس کلام میں آچکا ہے بایں طور کہ جیسے صحابی کے ظاہر حدیث کے ترک
کرنے میں یہ احتمال تم نکالتے ہو ویسے ہی یہ بھی احتمال ہے کہ صحابی راوی اُس حدیث کو
بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال کہ وہ اس تاویل اور مخالفت ظاہر حدیث میں کسی دلیل سے
متمسک ہوا ہو جسمیں اُس نے خطا کی ہو یا وہ ایسی دلیل ہو جسکا فقط وہی قائل ہو
نہ دوسرے مجتہدین اور جب کہ اوس کی تاویل میں اتنے احتمال ہیں تو وہ قطعی دلیل
نہیں ہو سکتی اور ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے پس اس تاویل ظنی اور محتمل سے اوس کا ترک
کرنا جائز نہیں ہے اور **دراسات** میں لکھا ہے اَقُوْلُ وَقَدْ عُلِمَ مِنْهُ اَنَّ اَكْثَرَ
الْعُلَمَاءِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ قَائِلُوْنَ بِعَدَمِ تَرْكِ ظَاهِرِ النُّصُوْصِ

وَاِذَا حَمَلَ الصَّحَابِيُّ مَرْوِيَّهُ الظَّاهِرَ فِي حُكْمٍ عَلٰى غَيْرِ الظَّاهِرِ حُكْمُهُ فَذَهَبَ
الْاَكْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَالْكَرْخِيُّ اَنَّ الْمَعْمُوْلَ بِهٖ هُوَ الظَّاهِرُ دُوْنَ
مَا حَمَلَ عَلَيْهِ الرَّاوِيُّ مِنْ تَاْوِيْلِهٖ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ كَيْفَ اَتْرُكُ الْحَدِيْثَ بِقَوْلِ
مَنْ لَوْ عَاصَرْتُهُ لَحَاجَجْتُهُ انتهى یعنی جب صحابی راوی (اپنے قول وفعل سے) اپنی روایت
کے ظاہر معنے کے خلاف تاویل کرے اور اوسکو ظاہر معنے سے پھیر دیوے تو جمہور علما
امام شافعی اور امام کرخی وغیرہ کے نزدیک حدیث کا ظاہر معنے واجب العمل ہے اور تاویل
صحابی کی ساتھ عمل کرنا جائز نہین ہے امام شافعی نے فرمایا مین حدیث کو ایسے شخص کے
قول سے کسطرح چھوڑدون کہ اگر مین اُسکا ہمعصر ہوتا تو اوس کے ساتھ جھگڑتا پس یہان سے
ثابت ہوگیا کہ اگر صحابی راوی حدیث مین ظاہر معنے کے برخلاف تاویل کرے تو اوسکی
تاویل اکثر علما کے نزدیک قابل عمل نہین ہے اور احکام آمدی مین لکھا ہے وَالْمُخْتَارُ
اَنَّهٗ اِنْ عُلِمَ مَاْخَذُهٗ فِي الْمُخَالَفَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ مَا يُوْجِبُ حَمْلَ الْخَبَرِ عَلٰى مَا ذَهَبَ
اِلَيْهِ الرَّاوِيْ وَجَبَ اِتِّبَاعُ ذٰلِكَ الدَّلِيْلِ لِاَنَّ الرَّاوِيَ عَمِلَ بِهٖ فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَمَلُ
اَحَدِ الْمُجْتَهِدَيْنِ حُجَّةً عَلَى الْاٰخَرِ وَاِنْ جُهِلَ مَاْخَذُهٗ فَالْوَاجِبُ الْعَمَلُ بِظَاهِرِ
اللَّفْظِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الرَّاوِيَ عَدْلٌ وَقَدْ جَزَمَ بِالرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَهُوَ الْاَصْلُ فِيْ وُجُوْبِ الْعَمَلِ بِالْخَبَرِ وَمُخَالَفَةُ الرَّاوِيْ لَهٗ مُحْتَمِلٌ اَنْ كَانَ
لِنِسْيَانٍ طَرَاَ عَلَيْهِ وَيَحْتَمِلُ اَنَّهٗ كَانَ لِدَلِيْلٍ اجْتَهَدَ فِيْهِ وَهُوَ مُخْطِئٌ فِيْهِ
اَوْ هُوَ مِمَّا يَقُوْلُ بِهٖ دُوْنَ غَيْرِهٖ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ كَمَا عُرِفَ مِنْ مُخَالَفَةِ مَالِكٍ لِخَبَرِ
خِيَارِ الْمَجْلِسِ بِمَا رَاٰهُ مِنْ اِجْمَاعِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى خِلَافِهٖ وَيَحْتَمِلُ اَنَّهٗ عَلِمَ بِذٰلِكَ
عِلْمًا لَا مِرَاءَ فِيْهِ مِنْ قَصْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا تَرَدَّدَ بَيْنَ هٰذِهِ
الْاِحْتِمَالَاتِ فَالظَّاهِرُ لَا يُتْرَكُ بِالشَّكِّ وَالْاِحْتِمَالِ وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ فَيَحْتَمِلُ
لِلْخَبَرِ لَا يَكُوْنُ فَاسِقًا حَتّٰى يَمْنَعَ الْعَمَلَ بِرِوَايَتِهٖ وَبِهٰذَا يَنْدَفِعُ قَوْلُ الْخَصْمِ اَنَّهٗ
اِنْ اُحْسِنَ الظَّنُّ بِالرَّاوِيْ وَجَبَ حَمْلُ الْخَبَرِ عَلٰى مَا حَمَلَهٗ عَلَيْهِ وَاِنْ اُسِيْئَ بِهِ
الظَّنُّ اُمْتُنِعَ بِرِوَايَتِهٖ یعنی پسندیدہ اور مختار بات یہ ہے کہ اگر راوی کی ظاہر حدیث کو

اقوال ائمہ کے جائز نہین تو اب اقوال ائمہ پر بلا تحقیق و تفتیش ماخذ کے عمل کرنا بطریق
اولی جائز نہوگا پس لابد ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کو بہی تحقیق کی جاوے پس یا تو اقوال
ائمہ کی تحقیق حدیث سے کی جاویگی اور اونکا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا حدیث سے معلوم
کیا جاویگا یا کسی دوسرے امام کے قول سے پر شق اول دور لازم آویگا یا تسلسل اس لئے
کہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تم تحقیق اقوال ائمہ پر موقوف کر چکے ہو اور جب اقوال ائمہ
کی حدیث پر موقوف ہوئی تو دور لازم آویگا یا تسلسل اور پر شق ثانی بہی دور لازم آویگا
پس جب دونون شقین باطل ہوئین تو مدعا ہمارا ثابت ہوا اور حدیث پر عمل کرنا جائز
ہوا **ششم** باین طور کہ ائمہ مجتہدین کی تحقیق مختلف طور سے ہے مثلاً ایک حدیث
کے امام شافعی کچھ معنے کرتے ہین اور مالک اوسکا معنے کچھہ اور کرتے ہین اور امام اعظم
اوسکا معنے کچھ اور بتلاتے ہین وعلی ہذا القیاس اور ائمہ مجتہدین اوس مین کچھہ اور ہی
رائے لگاتے ہین اور تخصیص ایک امام کی ترجیح بلا مرجح ہے پس اب کس امام کی
تحقیق پر عمل کیا جاوے بلکہ اب کسی امام کی تحقیق پر عمل کرنا جائز نہوا خصوصاً
عامی تو بقول مؤلف فتح المبین کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے نہین سکتا
ہے اور آجکل کے علما بہی بقول مؤلف فتح کے عوام کے مساوی ہین پس وہ بہی ایک
کو دوسرے پر ترجیح نہین دیسکتے ہین پس اب کیا کیا جاوے اور عوام الناس کیا کرین
اور کدہر جاوین **اور** نیز بقول مؤلف فتح المبین جب کہ خود مجتہدین ہی کو کسی مسئلہ
کی تحقیق ابہی تک نہین ہوئی تو پہر آجکل کے علما سے کسی مسئلہ کی تحقیق ہونا کیسے
ممکن ہے پس ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا بہی اون سے ممکن نہوا اس لئے کہ یہ بہی مسئلہ
منجملہ اونکی تحقیق سے ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکہنا
قطعاً باطل ہوا **ہفتم** جب حنفیہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ مجتہدین پر
موقوف رکہتے ہین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا معنے وہی معتبر ہے جو تمام
ائمہ مجتہدین نے اتفاق کرکے اپنی تحقیق سے اوس کا ایک معنے مقرر کیا ہو پس
اب اسسے ثابت ہوا کہ ایک امام کی تحقیق کا کوئی اعتبار نہین جب تک کہ اوسپر

بتاویل الصحابۃ بخلافہ فضلا عن تاویل تابعی ومن تبعہ من دونہ من طبقات العلماء وعلم ایضا ان ذلک کان حراما فی زمن الصحابۃ ومن بعدھم مستفیضا مشہورا یعنی مین کہتا ہون کہ تحقیق معلوم ہوچکا ہے اس سے کہ اکثر علمار شافعیہ اور حنفیہ صحابہ کی تاویل مخالف سے ظاہر نصوص کے ترک کرنے کو جائز نہین رکھتے ہین پس تابعین اور تبع تابعین اور جو لوگ بعد اونکے پیدا ہوئے اون کی تاویل مخالف ظاہر حدیث کا تو کیا ہی ٹھکانا ہے اور یہ بہی معلوم ہوچکا کہ تاویل کے ساتھہ ظاہر حدیث کو ترک کرنا صحابہ کے زمانہ مین حرام تہا اور یہ مشہور معروف تہا انتہے اور نیز دراسات مین لکہا ہے والاقل المجوزون انما جوزوہ فی تاویل الصحابۃ خاصۃ لتقلیل تجویزھم ذلک بما یخص الصحابۃ فحسب یعنی یہ سب اختلاف فقط تاویل صحابی مین ہے اکثر علما اوسکو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین لائق عمل نہین جانتے ہین اور بعض قابل عمل سمجہتے ہین مگر جو لوگ کہ صحابہ کے بعد پیدا ہوئے ہین جیسے تابعین اور تبع تابعین و من بعد ہم اونکی تاویل تو ظاہر نص کے مقابلہ مین بالاتفاق مقبول نہین ہے اسلئے کہ جو بعض حنفیہ صحابہ کی تاویل کے ساتھہ عمل کرنا جائز رکھتے ہین وہ دلیل اُس کی الخ بیان کرتے ہین جو فقط صحابہ ہی کے ساتھہ خاص ہے دوسرون مین وہ دلیل پائی نہین جاتی ہے پس جب کہ ظاہر حدیث کے مقابلہ مین صحابی کی تاویل کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ ظاہر نص واجب العمل ہے نزدیک جمہور علما کے تو پہر تابعین اور تبع تابعین وغیرہ مجتہدین کے اقوال اور تاویلات کا تو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین بطریق اولی کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ اس سے ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین کی تاویلات ظاہر حدیث کے مقابلہ مین بالاتفاق مقبول نہین ہین اور ظاہر حدیث کے مقابلہ مین اون کے ساتھہ عمل کرنا بالاتفاق جائز نہین ہے بلکہ قطعا حرام و ناجائز ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق اقوال ائمہ مجتہدین پر موقوف رکہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور کون مسلمان اسکو جائز کہہ سکتا ہے اور سلف و خلف اہل اسلام سے یہ کسکا مذہب ہے جسکو آج کل کے جعلی حنفیون نے اختیار کیا ہے پنجم یہ ہین طور کہ جب حدیث صحیح پر عمل کرنا بلا تحقیق

وعدم المعارض بل ينبغي العمل به الى ان يظهر شيء من الموانع فينظر فيه ذلا
في العمل كون الاصل عدم هذه العوارض المانعة من العمل وقد بني اله
اعتبار اصل الشيء احكاما كثيرة في الماء ونحوه لا يخفى على المتتبع و
من اهل البوادي والقرى البعيدة من كان يجيء عنده صلى الله عليه و
او مرتين ويسمع شيئا ثم يرجع الى بلاده ويعمل به والوقت كان وقت
تبديل ولم يعرف انه صلى الله عليه وسلم امر احدا ممن هو لاء بالمراجعة
الناسخ من المنسوخ بل انه صلى الله عليه وسلم قرر من قال لا ازيد على ها
انقص على ما قال ولم ينكر عليه بانه يحتمل النسخ بل قال دخل الجنة ان
او كما قال وكذلك ما امر الصحابة اهل البوادي وغيرهم بالعرض على
للناسخ والحجة بلوغه لا وجوده ويدل على ان المعتبر البلوغ لا الوجو
المكلف مأمون بالعمل على فرض المنسوخ كحديث نسخ القبلة الى الكعبة
انتهى كذا نقله في الدراسات **ترجمہ** علامہ ولی الدین عراقی
دلیل سے جواز عمل بالحدیث معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب
کی اصطلاح پر مجتہد نہ تھے بلکہ اونمین شہری لوگ بھی تھے اور جنگلی بھی تھے اور
بھی تھے جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقط ایک ہی حدیث سنی تھی
ہی مرتبہ صحبت حاصل کی تھی اور اس مین شک نہین ہے کہ جو آنحضرت صلی
سلم سے کوئی حدیث سنتا یا اور صحابہ سے کچھ سنتا تو موافق سمجھ کے اوسپر عمل کر
ہو یا نہو یہ امر ثابت نہین ہوا کہ جو اون مین مجتہد نہ تھا اُسپر یہ حکم لگایا گیا ہو کہ و
طرف رجوع کرکے (اس سے اُسکا معنے پوچھکر) اُس سنی ہوئی حدیث پر عمل کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یہ امر پایا گیا نہ بعد آپ کے صحابہ کے زما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غیر مجتہد کے واسطے عمل بالحدیث کی تقریر واجا
جاتی ہے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہو اگر یہ بات نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
راشدین غیر مجتہدین صحابہ کو حکم دیتے خصوصاً اون لوگون کو جو جنگل مین رہتے تھے

تمام ائمہ مجتہدین کا اتفاق نہو جاوے پس اب مثلاً امام اعظم اگر اکیلے اپنی تحقیق سے
کسی حدیث کا کوئی معنی کریں یا اوس کی کوئی تاویل کریں تو اُس کا بھی کچھ اعتبار
نہو گا جب تک کہ تمام مجتہدین اوس معنے ..... یا اوس تاویل پر اتفاق نکر لیویں
پس حنفی مذہب کی تو اس سے بیخ و بنیاد اوکھڑ گئی اس لئے کہ امام صاحب کی تو کل
تاویلات و تحقیقات ایسے ہین کہ کوئی امام مجتہداون کے ساتھہ کسی تحقیق مین متفق
نہین ہے الا ماشاء اللہ ھشتم باین طور کہ تمام علماء محققین و ثقات ماہرین کے
اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حدیث صحیح پر بغیر تحقیق تاویل و نسخ و تفتیش اقوال
ائمہ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور سب علماء برملا یہی منادی کرتی ہین کہ حدیث
پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہین ہے لہذا چند اقوال علماء محققین و ائمہ مجتہدین
کے اوس کی تصدیق کیواسطے نقل کئے جاتے ہین - قال ولی الدین العراقی الدلیل
یعطی الجواز یعنی العمل بالامر لما تقرر ان الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم ما کان
کلھم فقہاء علی اصطلاح العلماء فان فیہم القروی والبدوی ومن سمع منہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واحدا وصحبہ مرۃ ولا شک ان من سمع منہم حدیثا
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او اخذ عن الصحابۃ کان یعمل بہ علی حسب فھمہ فقیہا کان
او لا ولم یعرف ان غیر الفقیہ منہم کلف بالرجوع الی الفقیہ فیما سمعہ من الحدیث
لا فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا بعدہ فی زمان الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم وھذا
تقریر منہ صلی اللہ علیہ وسلم بجواز العمل بالحدیث لغیر الفقیہ واجماع من الصحابۃ
علیہ ولولا ذلک لامر الخلفاء الراشدون رضی اللہ تعالی عنہم غیر الفقہاء من
الصحابۃ سیما اھل البوادی ان لا یعملوا بما اخذوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشافھۃ
او بواسطۃ حتی یعرضوا علی الفقہاء منہم ولم یرو من ھذا عین ولا اثر وھذا ظاھر
قولہ تعالی ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ونحوہ من الایات
حیث لم تقید بان ذلک علی فہم الفقہاء ومن ھنا عرف انہ لا یتوقف العمل
بعد وصول الحدیث الصحیح علی معرفۃ عدم الناسخ وعدم الاجماع علی خلافہ

نسخ قبلکی رہتے اور علامہ بہاؤالدین مرجانی حنفی نے اپنی کتاب
ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق میں کہا ہے وَالَّذِیْ یَقُوْلُہٗ
الْمُخَاطَبُ وَیَفْتَرِیْ بِہِ الْکَذِبَ عَلَی اللّٰہِ اَنَّہٗ یَزْعَمُ اَنَّ التَّمَسُّکَ بِالْاَدِلَّۃِ اِنَّمَا
ھُوَ وَظِیْفَۃُ الْمُجْتَھِدِ وَلَاْ جْلِھَا دُمْلَکَۃٌ رَّاسِخَۃٌ وَّبَصِیْرَۃٌ شَرِیْفَۃٌ وَّرُتْبَۃٌ عَظِیْمَۃٌ
صَعْبَۃُ الْمُرْتَقٰی وَاَھْلُہٗ قَدِ انْقَرَضَ وَزَمَانُہٗ قَدْ مَضٰی وَکُلُّ اٰیَۃٍ وَّحَدِیْثٍ وَّخَبَرٍ
مُخَالِفٍ لِّقَوْلِ اَصْحَابِنَا لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ وَیُقَدَّمُ اَقْوَالُ الْفُقَھَاءِ عَلَی الْحَدِیْثِ
ثُمَّ قَالَ وَاِذَا اُوْرِدَ عَلَیْہِ الْحَدِیْثُ یَھْذِیْ وَیَقُوْلُ اِنَّہٗ لَمْ یَاْخُذْ بِہِ الْفَقِیْہُ وَ
الْمُجْتَھِدُ فَلَا یُعْمَلُ بِمُقْتَضَاہُ قُلْتُ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّثْلَ قَوْلِھِمْ
تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا
مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَاءَنَا وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَا اِلَیْہِ مُرِیْبٍ وَقَالُوْا مَا نَفْقَہُ
کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ مَّقَالَاتِھِمُ الْمُسْتَھْجَنَۃِ وَکَلِمَاتِھِمُ الْمُسْتَقْبَحَۃِ
الْحَکِیْمَۃِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِہٖ اِنَّہٗ لَکِتَابٌ
لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ
مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ اَمْ لَکُمْ کِتَابٌ فِیْہِ تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَکُمْ فِیْہِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ
وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ثُمَّ قَالَ
وَتَقْدِیْمُ اَقْوَالِ الرِّجَالِ عَلَی الْحَدِیْثِ رَدُّ النُّصُوْصِ وَرَجْمٌ بِالْغَیْبِ وَھُوَ کُفْرٌ بِالرَّبِّ
وَلَوْ لَمْ یَثْبُتِ الْحُکْمُ الشَّرْعِیُّ عِنْدَ ذٰلِکَ الْکَذَّابِ الْمُفْتَرِیْ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا بِقَوْلِ
الْفَقِیْہِ لَزِمَ الدَّوْرُ اَوِ التَّسَلْسُلُ فَاِنَّہٗ اِذَا قِیْلَ لَہٗ لِمَ وَجَبَ الْاَخْذُ بِقَوْلِ الْفَقِیْہِ
وَمَا الَّذِیْ رَجَّحَہٗ عَلٰی قَوْلِ غَیْرِہٖ مَاذَا یَقُوْلُ فَاِنْ قَالَ وَجَبَ الْاَخْذُ بِہٖ وَیُتَرَجَّحُ عَلٰی
غَیْرِہٖ بِقَوْلِ اٰخَرَ لِلْفَقِیْہِ یُنْقَلُ الْکَلَامُ اِلٰی وُجُوْبِ الْاَخْذِ بِقَوْلِ ھٰذَا الْفَقِیْہِ الْاٰخَرِ
وَھٰکَذَا فَاِمَّا اَنْ یَّدُوْرَ اَوْ یَتَسَلْسَلَ وَھُوَ بَاطِلٌ اَوْ یَنْتَھِیَ اِلٰی قَوْلِ الرَّسُوْلِ
اَوْ فِعْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** جو مخاطب بات بناتا ہے اور اللہ پر جھوٹ
باندھتا ہے سو یہ ہے جو خیال کرتا ہو کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد

لہ اس عبارت کو مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ میں نقل کیا ہے

کہ جو کچھ اونہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اور اصحاب کے
سنا ہے اسپر عمل کرین جب تک کہ اوسکو مجتہدین صحابہ پر پیش نکرلیوین اور اس حکم مین کوئی
امر مروی نہین ہے اور اس حکم کا نہونا اس قول خدا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تمکو
رسول دے سو لے لو اور جس سے روکے رکجاؤ ایسے ہی اور آیات ہین کہ اُن مین نہم مجتہد
کی قید نہین ہے اور یہان سے تو یہ جان لیا کہ حدیث پر عمل کرنا بعد پہونچ جانے حدیث
صحیح کے اسبات پر موقوف نہین ہے کہ ہم اُسکا منسوخ نہونا یا اُس کے برخلاف اجماع
نہونا یا اوس کے مقابلے مین اور حدیث کا نہونا جان لین پس اُس حدیث پر عمل کرنا
واجب ہے جب تک کہ کوئی امر ان امور سے ظاہر نہو جب معلوم ہو تو پھر اُس مین نظر کی
جاویگی اور اُسپر عمل کرینگے (یہی کافی ہے ہم کو ان امور سے عارضی کا نہونا معلوم ہے اور
فقہ کے بہت احکام پانی وغیرہ کے باب مین اس اصل پر بنا کئے ہین چنانچہ ناظرین پر
پر مخفی نہین ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ جنگلی اور دور دور بستیون کے لوگ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا دو دفعہ آتے اور کچھ کچھ حدیثین سُن جاتے پھر اپنے شہرون
کی طرف پھر جاتے تو اوسی پر عمل کرتے رہتے اور حالانکہ وہ وقت نسخ اور تبدیل کا تھا
پھر یہ معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو فرمایا کہ ناسخ اور منسوخ کو پہچان
لیا کرین یعنی تب ان حدیثون پر عمل کرین بلکہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فقط
ایک ہی حدیث سنی اُس نے چند احکام سیکھ کر کہا تھا کہ مین اس سے کم و بیش نکرونگا
اُسکی بات کو آپنے مسلم رکھا اور یہ نفرمایا کہ ایسا کیون کہتا ہے یہ احکام نسخ کا احتمال رکھتے
ہین بلکہ آپ نے اوسکو یہ فرمایا کہ یہ شخص جنت مین داخل ہوویگا اگر سچ کہتا ہے اسی طرح
رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے جنگل والے لوگون کو یہ نہین فرمایا کہ حضرت کی حدیثون کو
مجتہدین کے سامنے پیش کرلیا کرین تاکہ وہ اونکو ناسخ اور منسوخ مین تمیز کردیا کرین نسخ
کے باب مین ناسخ کا پہونچ جانا حجت ہے نہ اُس کا فی الواقع موجود ہونا دلیل اسپر یہ ہے
کہ مکلف منسوخ پر عمل کرنے کے ساتھ حکم کیا گیا ہے جب تک کہ اوس کا ناسخ اوسپر ظاہر
نہو جاوے اور جب ظاہر ہوا تو اُسکو اپنے پچھلے عمل کا قضا کرنا نہین آتا ہے جیسے حدیث

علیہ وسلم کی طرف پھر آیا پس دعا حاصل ہوا انتہی اور علامہ ابن القیم نے اعلام
کے خاتمہ میں کہا ہے الفائدۃ الثامنۃ والاربعون اذا کان عند الرجل الصحیحان
او احدھما او کتاب من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موثوق بما فیہ فھل لہ
ان یفتی بما یجدہ فیہ فقالت طائفۃ من المتاخرین لیس لہ ذلک لانہ قد یکون
منسوخا او لہ معارض او فھم دلالتہ خلاف ما یدل علیہ او یکون امر ندب فیعدم
منہ الایجاب او یکون عاما لہ مخصص او مطلقا لہ مقید فلا یجوز لہ العمل ولا
الفتیا حتی یسأل اھل الفقہ والفتیا وقالت طائفۃ بل لہ ان یعمل بہ و
یفتی بہ بل یتعین علیہ کما کان الصحابہ رضی اللہ تعالی یفعلون اذا بلغھم
الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدث بہ بعضھم بعضا بادروا الی العمل
بہ من غیر توقف ولا بحث ولا یقول احد منھم قط ھل عمل بھذا فلان و
فلان ولو قالوا من یقول ذلک لانکروا علیہ اشد الانکار وکذلک التابعون
وھذا معلوم بالضرورۃ لمن لہ ادنی خبرۃ بحال القوم وسیرتھم وطول العھد
بالسنۃ وبعد الزمان وعتقھا لا یسوغ ترک العمل بھا والاخذ بغیرھا ولو کان
سنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسوغ العمل بھا بعد صحتھا حتی یعمل
بھا فلان وفلان لکان قول فلان وفلان عیارا علی السنن ومزکیا لھا وشرطا
فی العمل بھا وھذا من ابطل الباطل وقد اقام اللہ سبحانہ وتعالی الحجۃ
برسولہ دون اصحاب الامۃ وقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتبلیغ سنتہ ودعا
لمن بلغھا فلو کان من بلغتہ لا یعمل بھا حتی یعمل بھا الامام فلان والامام
فلان لم یکن فی تبلیغھا فائدۃ وحصل الاکتفاء بقول فلان وفلان قالوا
والنعم الواقع فی الاحادیث الذی اجتمعت علیہ الامۃ لا یبلغ عشرۃ احادیث
البتۃ بل ولا شطرھا فتقدیر وقوع الخطاء فی الذاھب الی المنسوخ اقل
بکثیر من وقوع الخطاء فی تقلید من یصیب ویخطی ویجوز علیہ التناقض
والاختلاف ویقول القول ویرجع عنہ ویحکی عنہ فی المسئلۃ الواحدۃ عدۃ

مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی ہے اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑھنا دشوار ہے جس کے
لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جب اُسپر کوئی حدیث وارد کی جاتی ہے تو
بیہودہ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اسپر عمل نکیا
جاویگا (اس کے جواب مین) مین کہتا ہون (جو قرآن مجید مین اللہ تعالی نے کفار کے
جواب مین فرمایا ہے) کہ ایسا ہی اون لوگون نے کہا ہے جو اُن سے پہلے تھے ان کی
بات کی طرح ان کے دل ایک جیسے ہو رہے ہین اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ اوس کی
طرف آؤ جو اللہ تعالی نے اوتارا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہین کہ ہمکو وہی کافی ہے
جسپر پایا ہمنے اپنے باپ دادون کو اور ہم اُس چیز سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو شک
مین ہین جو بے چین کر رہا ہے اور کہتے ہین ہم تمہاری بات نہین سمجھتے ہین ایسے ہی
اور بہت سی کہتے ہین جو اللہ تعالی کی کتاب مین منقول ہین اور اللہ تعالی ان جھوٹی
باتون کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنی باتون سے پختہ کرتا ہے وہ کتاب اللہ کی ایسی ہی جس کے
آگے پیچھے باطل نہین پھٹکتا ہے وہ خدا کی طرف سے اُتاری گئی تمھین کیا ہوا
تم کیا کہتے ہو تمہارے پاس کوئی کتاب آسمانی ہے جس مین یہ باتین پڑھتے ہو جو تم
پسند کرتے ہو تمہارے اس گمان نے جو تم خدا کے ساتھ رکھتے ہو تمہین ہلاک کر دیا ہے
سو تم نقصان والے ہوگئے اور لوگون کے اقوال کو حدیث پر مقدم کرنا حدیثون کو رد
کرنا ہے اور رجم بالغیب ہے جو بیشک کفر ہے اور اگر حکم شرعی اس کذاب مفتری کے
نزدیک بجز شہادت قول فقیہ کے ثابت نہین ہوتا ہے تو دور یا تسلسل لازم آوے گا
اس لئے کہ جب اُسکو کہا جاوے کہ اس مجتہد کی بات کو لے لینا کیون واجب ہے اور
اُسکو دوسرے مجتہد کے قول پر کس نے ترجیح دی ہے تو کیا کہیگا اگر یہ بات کہے کہ
اس فقیہ کے قول کو لے لینا دوسرے مجتہد کے کہنے سے ہے تو پھر اوس دوسرے
مجتہد کی بات لے لینے مین کلام منتقل ہوگی باین طور کہ اس کی بات کو کس کے کہنے سے
لے لیا اور اُسکو غیرون پر کس نے ترجیح دیدیا اور اسی طرح الی غیر النہایۃ تک پس یا تو
دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہ دونون امر باطل ہین اور یا قول و فعل رسول صلے اللہ

اور اونکو پاک اور ستھرا کرنے والے اور اون کے عمل کیلئے شرط مقرر ہوتی اور یہ بات بڑی
باطل ہے باطل ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستاویز بنایا ہے اور امت
سے کسی ایک کو حجت نہین گردانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثون کے
پہونچانے کا حکم فرمایا ہے اور پہونچانے والے کے واسطے دعا کی ہے پھر اگر جسکو وہ حدیث
پہونچے اوسکو اُسپر عمل جائز نہو جب تک کہ فلان فلان امام اُسپر عمل نکرلے تو اوس کے
پہونچانے کا کچھ فائدہ نہ تھا اسی امام کا قول کافی ہوتا (ائمہ محدثین) کہتے ہین کہ اتفاقی
نسخ حدیثون کا جسپر تمام امت نے اجماع کیا ہے وہ یقیناً دس حدیث بلکہ اوس کے نصف
تک بھی پہونچتا ہے پس منسوخ حدیث پر چلنے کے احتمال سے خطا اوس خطا کی نسبت
بہت کم ہے جو تقلید مجتہد مین ہے جو صواب کے ساتھہ خطا بھی کرتا ہے اور اوس کے اقوال
مین تناقض اور اختلاف بھی ہوسکتا ہے اور کبھی وہ بات کہتا ہے اور پھر اُس سے
پھر جاتا ہے اور اُس سے ایک ایک مسئلہ مین کئی کئی مختلف روایات آئی ہین اور معصوم
کی کلام سمجھنے مین خطا نہایت ہے کم اُس خطا سے جو فقیہ کے کلام سمجھنے مین واقع ہوتی
ہے پس کوئی احتمال خطا کا عمل بالحدیث اور اوسپر فتوے دینے مین نہین ہے مگر اوسکی کئی
گنا زیادہ در زیادہ فقیہ کی کلام مین خطا کا احتمال حاصل ہے جسکے صواب اور خطا معلوم نہین
انتہی اور نیز علامہ ابن القیم اوسی مین فرماتے ہین وَقَدْ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُئِلُوا عَنْ مَسْئَلَةٍ يَقُولُونَ قَالَ اللهُ كَذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ
كَذَا وَفَعَلَ كَذَا وَلَا يَعْدِلُونَ عَنْ ذَلِكَ مَا وَجَدُوا إِلَيْهِ سَبِيلًا قَطُّ فَمَنْ تَأَمَّلَ
أَجْوِبَتَهُمْ وَجَدَهَا شِفَاءً لِمَا فِي الصُّدُورِ فَلَمَّا طَالَ الْعَهْدُ وَبَعُدَ النَّاسُ مِنْ
نُورِ النُّبُوَّةِ صَارَ هَذَا أَعْجَبَ إِلَى الْمُتَأَخِّرِينَ أَنْ يَذْكُرُوا فِي أُصُولِ دِينِهِمْ وَفُرُوعِهِ
قَالَ اللهُ قَالَ رَسُولُهُ أَمَّا أُصُولُ دِينِهِمْ فَصَرَّحُوا فِي كُتُبِهِمْ أَنَّ قَوْلَ اللهِ وَرَسُولِهِ
لَا يُفِيدُ الْيَقِينَ فِي مَسَائِلِ أُصُولِ الدِّينِ وَإِنَّمَا يُسْتَفَادُ بِكَلَامِ اللهِ وَرَسُولِهِ فِيهَا
الْحَشْوِيَّةُ وَالْمُجَسِّمَةُ وَأَمَّا فُرُوعُهُمْ فَقَنَعُوا بِتَقْلِيدِ مَنِ اخْتَصَرَ لَهُمْ بَعْضَ الْمُخْتَصَرَاتِ
الَّتِي لَا يُذْكَرُ فِيهَا نَصٌّ عَنِ اللهِ وَلَا عَنْ رَسُولِهِ وَلَا عَنِ الْإِمَامِ الَّذِي زَعَمُوا أَنَّهُمْ

اَقْوَالٍ وَّوُقُوْعِ ۔ الْخَطَأُ فِيْ فَهْمِ كَلَامِ الْمَعْصُوْمِ اَقَلُّ بِكَثِيْرٍ مِّنْ وُّقُوْعِ الْخَطَأِ فِيْ كَلَامِ الْفَقِيْهِ الْمُعَيَّنِ فَلَا يُفْرَضُ احْتِمَالُ خَطَأٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِالْحَدِيْثِ وَاَفْتٰى بِهٖ اِلَّا وَاَضْعَافُ اَضْعَافِهٖ حَاصِلٌ لِّمَنْ اَفْتٰى بِتَقْلِيْدِ مَنْ لَّا يُعْلَمُ خَطَأُهٗ مِنْ صَوَابِهٖ انتہٰی **ترجمہ** جب کسی کے پاس بخاری اور مسلم دونون ہون یا ایک ہو یا کوئی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کی (جیسے ابوداؤد یا ترمذی وغیرہ) ایسی موجود ہو جسکے نسخے پر بھروسا ہو تو کیا اوس کو ان حدیثون پر جو ان مین ہین فتوی دینا جائز ہے ایک جماعت متاخرین یعنی پچھلے لوگون کی کہتی ہے کہ جائز نہین ہے اس لیے کہ حدیث کبھی منسوخ ہوتی ہے یا کوئی اوس کی معارض دوسری حدیث ہوگی یا اُس کے معنے وہ سمجھ مین آئین گے جو اصلی نہین ہونگے یا اوس مین ایک امر استحباب کا حکم ہوگا اور اوس سے واجب ہونا سمجھا جاویگا یا وہ حکم بظاہر عام ہوگا اور اوس کا کوئی مخصص ہوگا یا مطلق ہوگا جسکا کوئی مقید ہوگا پس اُسپر عمل جائز نہین اور نہ اُسپر فتوی دینا جائز ہے جب تک کہ اہل فتوی اور فقہ والون سے پوچھ نہ لیوے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ یون نہین بلکہ اُسپر عمل کرنا جائز ہے اور فتوی دینا درست ہے بلکہ یہی امر اُس کے واسطے لازم اور متعین ہے اس لیے کہ صحابہ ایسا ہی کیا کرتے تھے جب اُنکو کوئی حدیث پہونچ جاتی اور ایک دوسرے کو سناتے تو بلا توقف عمل کی طرف دوڑ پڑتے اور اوس کے منسوخ ہونے اور معارض کی بحث نکرتے اور کوئی اون مین سے کبھی یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین بلکہ اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اُسپر سخت انکار کرتے اور اُسپر بہت غصے ہوتے ایسا ہی تابعین کرتے رہے اور یہ بات اوسکو بالبداہت معلوم ہو جسکو ادنی احوال سیرت قوم سے کچھ خبر ہے **اور سنت** کے زمانے کا دور دراز ہوجانا اور اوس کا پُرانا ہوجانا اوس کے عمل کو ترک کرنے اور اوس کے سوا اور چیزون کے لے لینے کو جائز نہین کر دیتا ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر باوجود اون کے صحت کے عمل جائز نہ ہو جب تک کہ فلان فلان امام اوسپر عمل نکرلے تو اون لوگون کے اقوال حدیثون کی گہسوٹی ٹھہرتے

اور اوس کے الفاظ یہ ہین پس حلال وہ ہے جسکو اس کتاب نے حلال کیا اور حرام وہ ہے
جسکو اس کتاب نے حرام کیا اور واجب وہ ہے جسکو وہ واجب کرے اور باطل وہ ہے
جسکو وہ باطل کرے اور صحیح وہ ہے جسکو وہ صحیح کہے یاد رکھ اس بات کو اور ہمسے ان لوگون
کے ساتھہ اس زمانے مین کیونکر مقابلہ ہو سکے ہم ایسے وقت مین پیدا کئے گئے ہین کہ اس
سے حقوق العباد خدا کی طرف چلا رہے ہین اور شرمگاہ اور مال اور خون (جسکو وہ ناحق
حلال کر رہے ہین) اپنے رب کو پکار رہے ہین اس مین احکام بدل گئے اور حرام حلال
ہو گئے جائز بات اس مین پرلے درجے کے ناجائز ہو رہے ہے اور ناجائز بات جس کو
اللہ اور رسول نے ناجائز بنایا ہے جائز ہو رہی ہے اور حق اس زمانے بہت کمیاب ہے
اور حق کو پہچاننے والا اوس سے بہی زیادہ تر کمیاب ہے اور جو شخص کہ لوگون کو راہ حق
کی طرف بلاوے اور اپنے نفس کو سمجہاوے اوس سے بہی زیادہ کمیاب ہے آور شاہ
ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین فرمایا ہے فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ
الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ یَدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْھَبِہٖ
وَتَرَکْنَاہُ فِیْہِ تَبِعْنَا ذٰلِکَ التَّخَیُّرَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا یَوْمَ یَقُوْمُ
النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ انتہی ترجمہ پس اگر ہمکو رسول معصوم کی حدیث پہونچ جاوے
جسکی اطاعت اللہ تعالی نے ہمپر فرض کی ہے ساتھہ سند صحیح کے جو مذہب امام کو مخالف
ہو اور ہم حدیث کو چہوڑ دیوین اور اس بناوٹی بات (یعنی قول امام) کے پیچہے لگین پس
ہمسے کون زیادہ تر ظالم ہے اور اسدن ہمارا کوئی عذر نہین ہے جسدن تمام لوگ
رب العلمین کے سامنے کہڑے ہونگے انتہے آور نیز شاہ صاحب نے فوز الکبیر مین
فرمایا ہے اگر نمونہ یہود خواہی بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگر فرقہ بتقلید سلف و
معرض از کتاب و سنت و تعمق و تشدد باستحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام
شارع معصوم بے پرواشدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را معتمدا
ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم انتہے یعنی اگر یہودیون کا نمونہ تو دیکہنا چاہے تو
بڑے علماؤن کو جو دنیا کے طالب ہین اور پہلون کی تقلید کے خوگر ہین اور کتاب اور

قلدوہ فی دینھم بل عدھم فیما یفتون ویقضون بہ ویتقولون بہ الحقوق
ویتیحون بہ الفروج والدماء والاموال علی قول ذلک المصنف واجلھم عندہ
نفسہ وزعیمھم عند بنی جنسہ من لستحضر لفظ الکتاب ویقول ھذا قال
وھذا لفظہ فالحلال ما احلہ ذلک الکتاب والحرام ما حرمہ والواجب ما اوجبہ
والباطل ما ابطلہ والصحیح ما صححہ ھذا وانا لنا بھؤلاء فی مثل ھذہ
الازمان فقد دفعنا الی امر تضج منہ الحقوق الی اللہ عجیجا وتعج منہ الفروج
والاموال والدماء الی ربھا عجیجا تبدل فیہ الاحکام وتقلب الحلال بالحرام
ویجعل فیہ المعروف فی اعلی مراتب المنکرات والمنکر الذی لا یشرعہ
اللہ ورسولہ من افضل القربات والحق فیہ غریب وما غرب منہ من یعرفہ
واغرب منہ من یدعو الیہ ویتحمہ بہ نفسہ والناس انتہی **ترجمہ**
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ جواب مین کہتے اللہ تعالی
یون فرماتا ہے اور اوس کا رسول یون ارشاد کرتا ہے اس سے نہ پھرتے جب تک اوس کی طرف
راہ پاتے جو کوئی اونکے جوابون کو سوچے وہ اپنی سینون کی مرضون کے لیے اونکو شفا
پاوے پھر جب زمانہ دراز ہوگیا اور لوگ نور نبوت سے دور پڑگئے تو پچھلے علما کے نزدیک
یہ عیب ہوگیا کہ اپنے اصول و فروع مین قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر کرین اصول
دین مین تو اونہون نے صاف کہدیا ہے کہ اللہ اور اوس کے رسول کا اس باب مین
مفید یقین نہین ہے اسے وہ سند پکڑتا ہے جو ظاہری ہے (خدا کا جسم بتانیوالا) رہے فروعات
سو اوس مین اونہون نے ان مختصر کتابون کی تقلید پر قناعت کرلی ہے جس مین اللہ اور
رسول کے قول کا ذکر نہین ہے اور نہ اس امام کا جس کی تقلید کے وہ مدعی ہین پس اونکا
بھروسا اون باتون مین جنپر فتوے دیتے ہین اور قضا کرتے ہین اور ایک دوسرے کو
حقوق دلاتے ہین اور عورتون کے شرمگاہ اور خون حلال کرتے ہین اس کتاب کے
مصنف کے قول پر انمین بڑا بزرگ اپنے آپ مین اور سب کا کفیل اپنی ہمجنسون مین وہ
ہے جو کتاب کے الفاظ کو یاد رکھے اور یون کہدے کہ اوس کتاب مین یون کہا ہے

وَلَا يُحَرِّفُ كَلَامَهُ عَنْ حَقِيقَتِهِ بِخَيَالٍ يُسَمِّيهِ أَصْحَابُهُ مَعْقُولًا نَعَمْ هُوَ
مَجْهُولٌ وَعَنِ الصَّوَابِ مَعْزُولٌ وَلَا يُوقَفُ قَبُولُ مَا جَاءَ بِهِ عَلَى مُوَافَقَةِ
أَحَدٍ فَكُلُّ هٰذَا مِنْ قِلَّةِ الْأَدَبِ مَعَهُ وَهُوَ عَيْنُ الْجُرْأَةِ وَرَأْسُ الْأَدَبِ
مَعَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَالُ التَّسْلِيمِ وَالْانْقِيَادِ لِأَمْرِهِ بِالْقَبُولِ وَالتَّصْدِيقِ
دُونَ أَنْ يُحَمِّلَهُ بِمُعَارَضَةِ خَيَالٍ بَاطِلٍ يُسَمِّيهِ أَهْلُهُ مَعْقُولًا وَيُسَمِّيهِ شَكًّا
أَوْ شُبْهَةً وَيُقَدِّمُ آرَاءَ الرِّجَالِ وَزِيَادَاتِ أَذْهَانِهِمْ فَيُوَحِّدُهُ بِالتَّسْلِيمِ
وَالتَّحْكِيمِ وَالْانْقِيَادِ وَالْاذْعَانِ كَمَا وَحَّدَ الْمُرْسِلَ بِالْعِبَادَةِ وَالْخُضُوعِ وَالْإِنَابَةِ
وَالتَّوَكُّلِ فَهُمَا تَوْحِيدَانِ لَا نَجَاةَ لِلْعَبْدِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ إِلَّا بِهِمَا
تَوْحِيدُ الْمُرْسِلِ وَتَوْحِيدُ مُتَابَعَةِ الرَّسُولِ فَلَا يُحَاكَمُ الرَّسُولُ إِلَى غَيْرِهِ
فَلَا يُرْضَى بِحُكْمِ غَيْرِهِ انتہی کذا نقلہ فی الدراسات **ترجمہ** ادب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہہ ہے کہ اُس کے قول مین کوئی شبہ نکیا جاوے بلکہ کونسی
کی رای اور قیاس مین شبہ کیا جاوے ساتھہ قول علیہ السلام کے اور حضرت کی نص کا
قیاس کے ساتھہ معارضہ نکیا جاوے بلکہ اوس کی نص کے مقابلہ مین تمام قیاسون کو چھوڑ
دیا جاوے اور اوس کی نص کو لے لیا جاوے اور حضرت کی کلام کو حقیقی معنے سے تحریف
نکیا جاوے ساتھہ خیالات نکمے معقولیون کے کہ دراصل وہ مجہول ہین اور راہ
صواب سے برکنارہ ہین اور نہ موقوف رکہا جاوے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے
ہین کسی امام کی موافقت پر پس یہہ سب بے ادبی اور عین جرات ہے حضرت کے خدمت
مبارک مین اور اصل ادب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ یہہ ہے کہ اُنکے
حکم کے کمال تسلیم اور فرمانبرداری کی جاوے پس یہہ دونون توحیدین ہین نہین نجات
ہے واسطے بندے کے اللہ کے عذاب سے مگر ساتھہ ان دونون کے توحید اللہ تعالے
اور توحید متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس نہ محاکمہ کیا جاوے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم طرف غیر کی اور نہ راضی ہونا چاہیے ساتھہ حکم غیر کے انتہے اور دراسات
مین لکہا ہے وَالْإِمَامُ لَيْسَ بِمَعْصُومٍ حَتّٰى تُؤَوَّلَ لَهُ النُّصُوصُ الشَّرْعِيَّةُ وَنَتْرُكَ

سنت سے روگردان ہین اور تعمق اور تشدد مانا یک عالم کو سند پکڑ کر کلام شارع معصوم سے بے پروا ہو گئے ہین اور موضوع حدیثون کو اور تاویلات فاسدہ کو اپنا مقتدا بنا رکھا ہے دیکھو گویا کہ یہود یہی مقلدین ہین انتہے اور امام شعرانی نے میزان مین کہا ہے وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الَّذِي أَضَافَ إِلَى الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يُقَدِّمُ الْقِيَاسَ عَلَى النَّصِّ ظَفَرَ بِذَلِكَ فِي كَلَامِ مُقَلِّدِيهِ الَّذِينَ تَلْزَمُونَ الْعَمَلَ بِمَا وَجَدُوهُ عَنْ إِمَامِهِمْ مِنَ الْقِيَاسِ وَيَتْرُكُونَ الْحَدِيثَ الَّذِي صَحَّ بَعْدَ مَوْتِ الْإِمَامِ فَالْإِمَامُ مَعْذُورٌ وَأَتْبَاعُهُ غَيْرُ مَعْذُورِينَ وَقَوْلُهُمْ إِنَّ إِمَامَنَا لَمْ يَأْخُذْ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَا يَنْهَضُ حُجَّةً لِاحْتِمَالِ أَنَّهُ لَمْ يَظْفَرْ بِهِ أَوْ ظَفَرَ بِهِ لَكِنْ لَمْ يَصِحَّ عِنْدَهُ وَقَدْ تَقَدَّمَ قَوْلُ الْأَئِمَّةِ كُلِّهِمْ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبُنَا وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مَعَهُ قِيَاسٌ وَلَا حُجَّةٌ إِلَّا طَاعَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ بِالتَّسْلِيمِ لَهُ انتہی یعنی قیاس کا نص پر مقدم کرنا جو شخص امام اعظم کی طرف منسوب کرتا ہے احتمال ہے کہ اُسنے امام کے مقلدین کی کلام مین یہ بات پائی ہوگی جو امام کے قیاس پر عمل کرنے کو واجب جانتے ہین اور صحیح حدیث کو (جو امام کی موت کے بعد صحیح ہوئی) چھوڑ دیتے ہین پس امام اس مین معذور ہے اور یہ مقلدین اون کے معذور نہین ہین اور اون کا یہ قول کہ ہمارے امام نے اس حدیث کو نہین لیا ہے حجت کی لائق نہین ہو سکتا ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ یہ حدیث امام کو نہ پہونچی ہو یا پہونچی ہو لیکن اُسکے نزدیک صحیح نہوئی ہو اور سب امامون کے قول پہلے گذر چکے ہین کہ جب کوئی حدیث صحیح کو پہونچ جاوے تو وہی مذہب ہمارا اور حدیث صحیح کے ساتھ کسی کے قیاس اور رحجت کا اعتبار نہین ہے مگر اللہ اور رسول کی اطاعت ساتھ قبول کر لینے اوس کے کے انتہے اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین وَمِنَ الْأَدَبِ مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يُسْتَشْكَلَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ يُسْتَشْكَلُ آرَاءُ الرِّجَالِ وَأَقْوَالُ الْغَيْرِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يُعَارَضُ نَصُّهُ بِقِيَاسٍ بَلْ يُهْدَرُ الْأَقْيِسَةُ وَتُلْقَى لِنُصُوصِهِ

کل تابعین کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع کل تبع تابعین پہلون اور پچھلون کا
اوپر منع ہونے اور منع کرنے کے اس بات سے کہ کسی خاص معین آدمی کے قول
کو اون مین سے قصد کیا جاوے پس اُسی کے تمام اقوال کو لے لیا جاوے پس لازم ہے
کہ جان رکھے وہ شخص جو امام ابو حنیفہ کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا مالک کے تمام
اقوال کو لے لیتا ہے یا شافعی کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا احمد کے تمام اقوال کو
لے لیتا ہے اور جس کی تابع ہوا اوس کے قول کو غیر کے قول کی طرف نہین اوتارتا
ہے اور نہین اعتبار کرتا ہے اوسکا جو قرآن اور حدیث مین وارد ہوا اس حالت
مین کہ اسکو کسی انسان معین کی قول کی طرف نہین پھیرتا ہے تحقیق اُس شخص نے
مخالفت کی اجماع کل امت کے پہلے اور پچھلے کے ساتھ یقین کے جس مین کوئی
شک نہین ہے اور اوس کا اس باب مین کوئی پیشوا اور امام نہین ہے تینون
زمانون بہتر مین پس تحقیق وہ شخص تابع ہوا ہے غیر راہ مسلمانون کے پناہ پکڑتے
ہین ہم ساتھ اللہ کے ایسی جگہہ سے انتہی اور **ابن امیر الحاج** شرح تحریر مین
لکھا ہے اِنَّ الْقُرُوْنَ الْمَاضِيَةَ مِنَ الْعُلَمَاءِ اجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِلْحَاكِمِ وَلَا لِلْمُفْتِيْ
تَقْلِيْدُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ بِحَيْثُ لَا يَحْكُمُ وَلَا يُفْتِيْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَحْكَامِ اِلَّا بِقَوْلِهٖ
انتہی یعنی پہلے گذرے ہوئے زمانون کے علمانے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ کسی حاکم
اور مفتی کے واسطے ایک مرد معین کی تقلید حلال نہین ہے ایسے طور سے کہ تمام احکام
مین فقط اوسی ایک ہی امام کے قول پر فتوی دیوے انتہے اور جبکہ سرے سے
تقلید ہی جائز نہوئی تو پھر عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا بنا فاسد علی الفاسد
ہے **دھم** باین طور کہ چارون امامون سے ثابت ہو چکا ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ
فَهُوَ مَذْهَبُنَا یعنے جب حدیث صحت کو پہونچ جاوے تو وہی ہے مذہب ہمارا جیسے
کہ ابھی امام شعرانی کے کلام مین مذکور ہو چکا ہے بلکہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ حدیث
صحیح کے ہوتے ہوئے میرے قول کو دیوار کے ساتھہ ٹپک مارو اور امام احمد نے فرمایا
کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ مین کسی کے قول کا اعتبار نہین نہ میری ہی تقلید کرو اور نہ

حَقِيقَةَ كَلَامِ الشَّارِعِ وَلَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ وَلَا رَسُولُهُ بِهٰذِهِ النُّصْرَةِ وَمَا أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مِّنَ الْمَذَاهِبِ فَضْلًا عَنِ اتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ وَارْتِكَابِ التَّحَيُّلَاتِ لِصِحَّتِهِ انتہیٰ **ترجمہ** امام معصوم نہین ہے تاکہ اُس کے واسطے شریعت کی نصوص کی تاویل کی جاوے اور حقیقت کلام شارع کو چھوڑ دیا جاوے اور نہین اذن دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ اُس کے رسول نے ساتھہ اس نصرت کے اور نہین حکم کیا ہمکو مطلق کسی مذہب کی تابعداری کرنیکا چہ جائیکہ مذہب معین کی تابعداری کی جاوے اور اوس کی صحت کے واسطے حیلے نکالے جاوین انتہیٰ اور جو دلائل کہ ہمنے دعوی ختم اجتہاد کے باطل کرنے پر بیان کیے ہین اکثر وہ بھی یہان جاری ہو سکتے ہین **نہم بایں** طور کہ عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا مبنی ہے وجوب تقلید امام معین پر اور تقلید امام معین کا واجب ہونا بالاجماع باطل ہے چنانچہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی معیار الحق اور اختیار الحق وبحر الزخار وغیرہ کتابون مین بہت بسط اور تفصیل کے ساتھہ مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہا اور امام ابن حزم نے نبذ الکافیہ مین لکھا ہے وَقَدْ صَحَّ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ وَإِجْمَاعُ التَّابِعِينَ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ وَإِجْمَاعُ تَبَعِ التَّابِعِينَ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ عَلَى الِامْتِنَاعِ وَالْمَنْعِ مِنْ أَنْ يَقْصِدَ أَحَدٌ قَوْلَ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ أَوْ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَأْخُذَ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمْ مَنْ أَخَذَ بِجَمِيعِ أَقْوَالِ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ مَالِكٍ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ الشَّافِعِيِّ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ أَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَلَا يَنْزِلُ قَوْلَ مَنِ اتَّبَعَ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ إِلَى قَوْلِ غَيْرِهِ وَلَمْ يَعْتَقِدْ عَلَى مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ غَيْرَ صَارِفٍ ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِ إِنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أَنَّهُ قَدْ خَالَفَ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ كُلِّهَا أَوَّلِهَا عَنْ آخِرِهَا بِيَقِينٍ لَا إِشْكَالَ فِيهِ وَأَنَّهُ لَا يَجِدُ لِنَفْسِهِ سَلَفًا وَلَا إِمَامًا فِي جَمِيعِ الْأَعْصَارِ الْمَحْمُودَةِ الثَّلَاثَةِ فَقَدِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ انتہیٰ **ترجمہ** تحقیق صحیح ہو چکا ہے اجماع کل صحابہ کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع

تبلیغہ الی الامۃ لتا وافقہ اھل القباء فانہم استدارو وما اعادوا
انتہی یعنی مذہب حنفیون اور حنبلیون کا اور اوسی کو اختیار کیا ہے ابن حاجب نے
یہ ہے کہ حکم ناسخ کا ثابت نہین ہوتا ہے بعد تبلیغ جبرئیل کے قبل پہنچانے اوس کے
طرف امت کی دلیل ہماری قصہ اہل قبا کا ہے پس تحقیق وہ نماز ہی مین قبلہ کیطرف
پھر گئے اور نماز کو نہ دوہرایا انتہی اور جب کہ حنفیہ نص عام پہ اور نص منسوخ پر بدون
بحث اور تحقیق مخصص اور ناسخ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب جانتے ہین باوجود ہونے
مخصص اور ناسخ کے دلیل مستقل ادلہ اربعہ سے اور مانع قوی عمل سے تو پھر اب
حدیث صحیح پر عمل کرنا بدون تحقیق وتفتیش اقوال ائمہ کے کیسے ناجائز ہوسکتا ہے
اور تحقیق وتاویل مجتہد کی نص مخصص اور ناسخ کے برابر کیسے ہوسکتے ہے بلکہ نوا تو جروا
دوازدھم باین طور کہ ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث پر عمل کرنا تو عین ایمان واصل اسلام ہے پس جو شخص یہ بات کہے کہ حدیث
پر عمل کرنا گمراہی ہے وہ شخص ہرگز ہرگز مسلمان نہین ہے اور نزاو اوس کے دین ایمان کا کچھ
اعتبار ہے اوسکو لازم ہے کہ اس قول سے جلدی توبہ کرے ایسا نہو کہ بغتۃً ناگہان
سر پہ موت آجاوے اور ایمان سے خالی ہاتھ جاوے یہ نصیحت اور خیر خواہی کے طور سے
ہمنے یہ بات کہی ہے آیندہ اوسکو اختیار ہے خواہ توبہ کرلیوے خواہ بے ایمان ہوکر
مرے **ہان** یہ بات کہنی صحیح ہے کہ امام اعظم کے اجتہادات اور اقوال پہ بلا تحقیق
دلیل وماخذ کے عمل کرلینا حسن ظن تو ہے مگر شقاوت اور ضلالت سے خالی نہین اس لئے
کہ جب اون کی اجتہادات پر بلا تحقیق کے عمل کیا تو ایک نہ ایک دن خدا و رسول کے
خلاف مین پہنچکر اپنے ایمان کو کھو بیٹھے گا وما علینا الا البلاغ **سیزدھم**
باین طور کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وغیرہ آیات قرآنیہ مین خدا اور رسول
کی اطاعت کا حکم آچکا ہے اور جب کہ بغیر تحقیق ائمہ کے قرآن وحدیث پہ عمل کرنا
جائز نہوا تو یہ سب آیتین بیکار ہوگئین نعوذ باللہ من ذلک اور اگر عمل بالحدیث تحقیق
ائمہ پر موقوف ہوتا تو پھر رسول کی اطاعت کے حکم کرنیکا کیا فائدہ تھا بلکہ مجتہدین کی

ملا عمل بالحدیث فقط صحت پر بقول جاہلون اہلحدیث کے

مالک کے اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کے اور احکام کو قرآن وحدیث سے لو جہاں سے انہوں نے لیا انتہی کذا ذکرہ الامام الشعرانی فی المیزانیت پس ان چاروں اماموں کے اقوال سے صاف ثابت ہو گیا کہ حدیث صحیح کے ساتھ عمل کرنا ائمہ کی تحقیق اور تنقیح پر موقوف نہیں ان میں سے کسی نے نہیں فرمایا کہ حدیث صحیح پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث سب اماموں نے فقط صحت ہی کو ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ صحیح حدیث پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث فقط صحت ہی ہے ولیس یازدھم باین طور کہ تمام حنفیہ کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا قبل بحث وتفتیش مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے یہاں تک کہ اُسپر قرون ثلثہ کے اجماع منعقد ہونے کا دعوے کرتے ہیں چنانچہ مسلم الثبوت اور اوس کی شرح فواتح الرحموت میں لکھا ہے یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِالْعَامِ قَبْلَ الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ وَاسْتِفْصَاءٍ وَتَفْتِیْشٍ عِنْدَنَا وَعَلَیْہِ الصَّیْرَفِیُّ وَالْبَیْضَاوِیُّ وَالْاَمَوِیُّ وَیَلُوْحُ اٰثَارُ رِضَی صَاحِبِ الْمَحْصُوْلِ ثُمَّ قَالَ وَبِالْجُمْلَۃِ لَمْ یُنْقَلْ مِنْ وَّاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ قَطُّ التَّوَقُّفُ فِی الْعَامِ اِلَی الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ کَذَا فِی الْقَرْنِ الثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَالْحَنَفِیَّۃُ یُوْجِبُوْنَ الْعَمَلَ بِہٖ قَبْلَ الْبَحْثِ فِی الْعَامِ عَنِ الْمُخَصِّصِ وَلَا اِنْکَارَ لِاَحَدٍ مِّنْھُمْ فِی الْمُنَاظَرَاتِ عَلٰی مَنْ تَمَسَّکَ بِالْعَامِ قَبْلَ الْبَحْثِ فَاسْتَقَرَّ ھٰذَا الْمَذْھَبُ اِلَی الْاٰنَ فَاَیْنَ الْاِجْمَاعُ وَقَدْ تَقَدَّمَ النَّقْلُ عَنِ الْقَاضِی الْاِمَامِ اَبِیْ زَیْدٍ مِّنْ اَنَّ التَّوَقُّفَ مُبْتَدَعٌ بَعْدَ الْقَرْنِ الثَّالِثِ انتہی حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ حنفیوں کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا بدون بحث وتحقیق مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے اور اُس میں توقف کرنا کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہیں ہے بلکہ اُس میں توقف کرنا مبتدع ہے بعد قرن ثالث کے پیدا ہوا انتہی وعلی ھذا القیاس اسی طرح نص منسوخ پر عمل کرنا بدون بحث وتفحص ناسخ کے حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ مسلم الثبوت میں لکھا ہے مَذْھَبُ الْحَنَفِیَّۃِ وَالْحَنَابِلَۃِ وَاخْتَارَہُ ابْنُ الْحَاجِبِ لَا یَثْبُتُ حُکْمُ النَّاسِخِ بَعْدَ تَبْلِیْغِ جِبْرِیْلَ قَبْلَ

متعارضہ مین تطبیق یا ترجیح بھی دی گئی ہے اس کی شہادت مین علامہ **ہارون بہاؤالدین** کی کلام نقل کی جاتی ہے قال العلامۃ ہارون بن بہاؤ الدین المرجانی الحنفی فی کتابہ ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وَاِنْ لَّمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَالَّذِیْ بِقَوْلِہٖ لَحَاطِبُ وَیَفْتَرِیْ بِہِ الْکَذِبَ عَلَی اللّٰہِ اَنَّہٗ یَزْعَمُ اَنَّ التَّمَسُّکَ بِالْاَدِلَّۃِ اِنَّمَا ھُوَ وَظِیْفَۃُ الْمُجْتَھِدِ وَالْاِجْتِھَادُ مَلَکَۃٌ رَّاسِخَۃٌ وَّبَصِیْرَۃٌ شَرِیْفَۃٌ وَّرُتْبَۃٌ عَظِیْمَۃٌ صَعْبَۃُ الْمُرْتَقٰی وَاَھْلُہٗ قَدِ انْقَرَضَ وَزَمَانُہٗ قَدْ مَضٰی وَکُلُّ اٰیَۃٍ وَّحَدِیْثٍ وَّخَبَرٍ مُّخَالِفٍ لِّقَوْلِ اَصْحَابِنَا لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ وَیُقَدَّمُ اَقْوَالُ الْفُقَھَاءِ عَلَی الْحَدِیْثِ لِاحْتِمَالِ اَنْ یَّکُوْنَ مَوْضُوْعًا اَوْ مُنْکَرًا وَلَوْ ثَبَتَ فَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ مَنْسُوْخًا اَوْ مُقَیَّدًا اَوْ مُؤَوَّلًا اَوْ مُعَارَضًا **ترجمہ** اور جو مخاطب بات بناتا ہے اور اللہ تعالی پر جھوٹھ باندھتا ہے سو یہ ہے کہ خیال کرتا ہے کہ دلائل کو پکڑنا اور اوسی مسائل استنباط کرنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑھنا دشوار ہے جس کے لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جو آیت یا حدیث ہمارے فقہا کے قول سے مخالف ہو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے اور فقہا کے قول حدیث پر مقدم ہین اس لئے کہ حدیث مین یہ احتمال ہے کہ موضوع ہو یا منکر ہو اور اگر صحیح بھی ہو تو تو اوس مین یہ احتمال ہے کہ منسوخ ہو یا مخصوص ہو یا مقید ہو یا مؤول ہو ثُمَّ قَالَ وَاِذَا اُوْرِدَ عَلَیْہِ الْحَدِیْثُ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَمْ یَاْخُذْ بِہِ الْفَقِیْہُ وَالْمُجْتَھِدُ فَلَا نَعْمَلُ بِمُقْتَضَاہُ قُلْتُ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّثْلَ قَوْلِھِمْ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ یعنی پھر کہا کہ جب اوس مقلد پر حدیث وارد کی جاتی ہے تو بیہودہ کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اوسپر عمل نہوگا (اسکے جواب مین) مین کہتا ہون (جو قرآن مجید مین خدای تعالی نے کافرون کے جواب مین کہا ہے) کہ ایسا ہی ان لوگون نے کہا ہے جو اوسسے پہلے تھے انکے بات کی طرح انکے دل ایک جیسے ہو رہے ہین آخر تک جو آیتین اوپر گذر چکے ہین ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْاَئِمَّۃُ وَاتَّفَقَ عَلَیْہِ کَلِمَۃُ فُقَھَاءِ الْاُمَّۃِ اَنَّ مَا صَحَّ مِنْ خَبَرِ الْوَاحِدِ فَضْلًا عَنِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ الْمُتَوَاتِرَۃِ

تقلید کا حکم ہوتا بین طور اطیعوا ابا حنیفۃ تو اوسی کی اطاعت مین رسول کی اطاعت بھی آجاتی پس ان وجوہ سے باطل اور فاسد ہوگیا یہ مغالطہ مقلدین کا کہ حدیث پر عمل کرنا حسن ظن تو ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور جو کہ رسول کی حدیث پر عمل کرنے کو حماقت اور تکبر ٹھہراوے وہ شخص بھی اگر اپنے آپ کو مسلمان سمجھے تو اوس سے بڑھکر تمام جہان مین کوئی سفیہ اور بیوقوف نہین ہے نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ **مغالطہ پنجم** اور ایک مغالطہ مقلدین حنفیہ حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث صحیح مین کئی احتمالات ہین احتمال ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو (۲) احتمال ہے کہ اوس کے معارضہ مین اوسے بڑھکر اقوی حدیث موجود ہو (۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا جس کے حق مین وارد ہوئی ہے اوس سے مخصوص ہو (۴) احتمال ہے کہ اگر عام ہو تو مخصوص البعض ہو (۵) احتمال ہے کہ مؤول ہو ان احتمالون کی سبب سے حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہ احتمالات خمسہ (باستثناء احتمال چہارم) ہر حدیث مین جائز رکھنے محض وہم اور مجرد تخمین ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور وہم محض جو کسی دلیل سے پیدا نہو لائق التفات و اعتبار نہین ہے رہا احتمال چہارم سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تخصیص فقط اسی قدر تاثیر رکھتی ہے کہ عام کو قطعی الدلالۃ رہنے نہ دے نہ یہ کہ پایہ عمل و اعتبار سے ساقط کر ڈالے اگر ایسا ہو تو لغت اور شرع سے امان اوٹھ جاوے اور اکثر خطابات شارع بیکار ہو جاوین چنانچہ توضیح و تلویح وغیرہ مین مصرح ہے اور **ثانیا** یہ احتمالات کتب فقہ کی روایات مین حدیث سے بڑھکر ہین مثلاً اگر حدیث مین نسخ کا احتمال ہے تو اقوال مجتہد (جنکے مجموعہ کا نام فقہ ہے) مین بھی رجوع کا احتمال ہے اور اگر حدیث مین تعارض کا احتمال ہے تو اقوال مجتہدین مین اوسی دس گنا بڑھکر تعارض موجود ہے ایک امام ابو حنیفہ سے مثلاً محمد کچھہ روایت کرتے ہین اور ابو یوسف کچھہ اور حسن اور زفر کچھہ اور پھر ایک ایک مسئلہ مین تین تین چہار چہار روایات آئی ہین **ثالثا** ان احتمالات کا تدارک اور فیصلہ کتب حدیث مین بخوبی ہو چکا ہے کتب حدیث مین سب حدیثون منسوخہ کو الگ کر دیا ہے اور احادیث

تفتیش رجالہ والبحث عن احوال رواتہ واما یوجدانہ فی الاصول المعتبرۃ
والجامع المعتمدۃ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا اور یہ اس مقلد کا رد ہے اور یہ
مذہب ہے کہ دلیل سے استدلال کرنا مجتہد ہی کا کام ہے (اس لئے) کہ حدیث دراصل
رسول معصوم کی کلام ہے جو اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتا ہے جو وہ کہتا ہے وہ
وحی ہوتی ہے بڑی قوت والی نے سکھائی ہے (یعنی جبریل نے) اس حدیث میں جو
شبہ راہ پاتے ہیں کہ موضوع ہو یا منکر ہو یا ضعیف ہو تو اوس کی سند کی راہ سے اور
راویوں کے حالات کی وجہ سے آپہونچتے ہیں اور جو احتمالات پیچھے ذکر ہوئے (یعنی
منسوخ یا مخصوص یا مقید یا مؤول ہونا) یہہ اوس کی وجوہ دلالت اور معانی کو عارض
ہوتی ہے (سو جواب اس کا یہہ ہے) کہ احتمال موضوع اور منکر ہونے کو اوس کی سند
کا صحیح ہونا اور راویس کی نقل کا ثبوت کو پہنچنا دفع کر دیتا ہے اور اس احتمال کو باطل
کر دیتا ہے یا تو اوس کی سند بواسطہ نقل ثقات کے جو علت اور شذوذ سے خالی
ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر اور اوس کے رجال کے احوال میں خوب بحث
وتفتیش کو عمل میں لاکر اور یا صحیح نسخوں اور معتبر کتابوں جامعہ میں اوس کو پاکر
ثم قال وقول الفقہاء یحتمل الخطا فی اصلہ وغالبہ خال عن الاسناد الیہ
ورفعہ بطریق مقبول معتمد علیہ وکل احتمال ذکر فی الحدیث قائم فیہ فانہ
یحتمل ان یکون موضوعا قد افتری علیہ غیرہ الا ترٰی ان ابا جعفر الطحاوی وابا
العباس الاصم وغیرہما رووا عن محمد ابن الحکم انہ سمع الشافعی یقول فی ایتان
المرأۃ من دبرہا ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تحلیلہ ولا تحریمہ شیء و
القیاس انہ حلال وحکی عن مالک انہ اباح نکاح المتعۃ وکذا مثلہ عن غیرہ
وھو موضوع علیہم وقد حکی ابو نصر بن الصباغ ان الربیع کان یحلف باللہ
الذی لا الہ الا ھو لقد کذب ابن الحکم علی الشافعی فی ذلک ومذہب مالک
وجوب الحد علی من وطئ بنکاح المتعۃ یعنی پھر علامہ ہارون نے فرمایا کہ فقہا کا
قول سرے سے محتمل خطا ہوتا ہے اور نیز اکثر وہ اسناد سے خالی ہوتا ہے یعنی بے سند

وَالْمَشْهُورَةِ إِذَا لَمْ يُعْرَفْ مُخَالَفَتُهُ لِمَا هُوَ فَوْقَهُ وَهُوَ فِي حَادِثَةٍ لَا تَعُمُّ بِهَا الْبَلْوٰى
وَلَمْ يَكُنْ مَتْرُوكَ الْمُحَاجَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ فَهُوَ حُجَّةٌ لَازِمَةٌ وَالْعَمَلُ بِهٖ وَاجِبٌ
لَا مَحَالَةَ وَكُتُبُ الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ بِنَقْلِهٖ مَشْحُونَةٌ وَالْآيَاتُ وَالْأَحَادِيثُ الدَّالَّةُ
عَلٰى وُجُوبِ ذٰلِكَ غَيْرُ مَحْصُورَةٍ وَإِنَّمَا الشُّذُوذُ وَذُو خَالَفُوا فِيمَا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوٰى
وَفِي مَتْرُوكِ الْمُحَاجَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَهُمْ مَمْنُوعُونَ عَنِ الْعَمَلِ بِقَوْلٍ لَمْ يُعْرَفْ دَلِيلُهُ
وَإِنْ صَحَّ عَنْهُمْ نَقْلُ الْفَتْوٰى بِهٖ فَكَيْفَ إِذَا لَمْ يُسْنَدْ إِلَيْهِمْ بِنَقْلٍ صَحِيحٍ وَكَانَ
مُخَالِفًا لِلْحَدِيثِ الصَّرِيحِ **ترجمہ** اور جس بات پر تمام امامون اور فقہاء امت کا اتفاق
ہے سو یہ ہے کہ جو حدیث صحیح خبر واحد (جو ایک راوی کی نقل سے ثابت ہو)
چہ جائیکہ کتاب اللہ ہو یا حدیث متواتر یا حدیث مشہور جب وہ اپنے اوپر کے درجے
کی نص کے مخالف نہو اور وہ ایسے موقع مین وارد ہو جس سے اکثر لوگون کا کام
نہ پڑے اور ایسے بہی نہو جسپر ضرورت کے وقت عمل چہوٹ گیا ہو تو وہ حجت لازم ہے
اور اُسپر عمل واجب ہے کتب اصول (علم قواعد استنباط کا نام ہے) اور فروع (فقہیات
وغیرہ) اس مسئلے کی نقل سے پُر ہین اور آیات اور احادیث اس کے وجوب پر حد سے
زیادہ ہین اور سوا اس کے نہین کہ فقط چند نادر لوگون نے اس مسئلے مین خلاف کیا
ہے سو وہ بہی ایسی حدیث مین ہے جسمین عام لوگون کا کام پڑے اور اُسپر ضرورت کے
وقت عمل نہوا ہو یہ لوگ بلا دلیل قول پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین اگرچہ اونکا
فتوی دینا بنقل صحیح سے لوگون کو پہونچ جاوے پس چہ جائیکہ وہ فتوی بنقل صحیح
ان تک نہ پہونچے اور حدیث صحیح کے مخالف ہو ثُمَّ قَالَ وَمِنْ مَذْهَبِهِ الرَّدِّيِّ
أَنَّ التَّمَسُّكَ بِالْأَدِلَّةِ إِنَّمَا هُوَ وَظِيفَةُ الْمُجْتَهِدِ وَالْحَدِيثُ فِي أَصْلِهٖ كَلَامُ
الرَّسُولِ الْمَعْصُومِ الَّذِي لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى عَلَّمَهُ شَدِيدُ
الْقُوٰى وَإِنَّمَا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ مَظِنَّةُ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ مِنَ الْوَضْعِ وَالنَّكَارَةِ وَ
الضُّعْفِ بِدَفْعِهٖ صِحَّةُ سَنَدِهٖ وَثُبُوتُ نَقْلِهٖ إِمَّا بِرَفْعِ إِسْنَادِهٖ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَقْلِ الثِّقَةِ سَالِمًا عَنِ الشُّذُوذِ وَالْعِلَّةِ وَ

لَمْ يُذْكَرْ فِي كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ أَنَّهَا تَجُوزُ یعنی اکمل نے صاحب ہدایہ کی
طرف سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ احتمال ہے کہ شمس الائمہ (جس سے صاحب ہدایہ نے یہہ
بات نقل کی ہے) نے کوئی قول امام مالک کا متعہ کے جواز مین پایا ہوگا مین کہتا ہون
(عینی کا قول ہے) کہ مالکیون کی کسی کتاب مین اس کا جواز پایا نہین جاتا ہے اور ہمارے
زمانے کے بڑے مشہور حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بھی اس بات کو
رد کر دیا ہے چنانچہ اپنے رسالہ مذیلۃ الدرایہ مین اُس کو اُن غلطیون سے شمار کیا ہے
جو نصف اول ہدایہ مین واقع ہوئی ہین چنانچہ کہتے ہین قَالَ الْكَاكِي هٰذَا سَهْوٌ
فَإِنَّ الْمَذْكُورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَرَدَّهُ الْعَيْنِيُّ أَيْضًا بِأَنَّهُ
لَمْ يُذْكَرْ فِي كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ رِوَايَةُ جَوَازِهِ وَبِالْاِحْتِمَالِ نَقْلُ قَوْلِ إِمَامٍ
غَيْرِ مُوَجِّهٍ یعنی کاکی نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کی سہو ہے اس لئے کہ مالکیون کی تمام
کتابون مین متعہ کا حرام ہونا مذکور ہے اور عینی نے بھی اوسکو رد کر دیا ہے باین طور کہ مالکیون
کی کسی کتاب مین اس کے جائز ہونے کا ذکر نہین ہے اور محض احتمال سے کسی امام کا
قول نقل کر دینا اچھی بات نہین ہے ثُمَّ قَالَ وَيَكُونُ مُنْكَرًا لِاتِّهَامِ نَاقِلِهِ أَوْ
ضَعِيفًا لِاضْطِرَابِ رَاوِيهِ كَرِوَايَةِ أَبِي عِصْمَةَ نُوحِ ابْنِ مَرْيَمَ فَإِنَّ رِوَايَاتِهِ
أَنْكَرُوهَا عَلَيْهِ وَرِوَايَاتِ هِشَامِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدِ ابْنِ
الْحَسَنِ فَإِنَّهُ كَانَ يَضْطَرِبُ فِي رِوَايَاتِهِ قَالَ الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الضَّمِيرِيُّ
كَانَ مَعَ عَظِيمِ شَأْنِهِ لَيِّنًا فِي الرِّوَايَةِ سَمِعْتُ الشَّيْخَ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ ابْنَ مُوسٰى
يَذْكُرُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الرَّازِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ أَنْ يُقْرَأَ عَلَيْهِ الْأَصْلُ بِرِوَايَةِ سُلَيْمَانَ
أَوْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَمَاعَةَ لِصِحَّتِهِمَا وَضَبْطِهِمَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُقْرَأَ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ هِشَامٍ
لِمَا فِيهِ مِنَ الْاِضْطِرَابِ انْتَهٰى وَأَمْثَالُ ذٰلِكَ كَثِيرَةٌ خُصُوصًا عِنْدَ تَنَزُّلِ
الزَّمَانِ وَشُيُوعِ الْكَذِبِ وَالْهُدْيَانِ یعنی پھر علامہ ہارون نے فرمایا کہ احتمال ہے
کہ قول مجتہد کا منکر ہو واسطے متہم ہونے اوس کے راوی کے اور احتمال ہے کہ ضعیف
ہو واسطے ضعیف ہونے راوی اوس کے کے جیسے کہ ابو عصمہ نوح ابن مریم کی

ہوتا ہے حدیث کی طرح اوس کی سند مسلسل متصل نہیں ہوتی ہے اور اس امر سے کہ
وہ بطریق مقبول اور معتبر مجتہد کی طرف پہونچے اور سب احتمالات جو حدیث مین ذکر کئے
گئے ہین سو وہ سب احتمالات فقہ مین موجود اور قائم ہین اس لیے کہ مجتہد کا قول
موضوع ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ کسی نے مجتہد پر افترا کیا ہو (راقم کہتا ہے جب کہ
کذاب اور جھوٹے لوگ پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر چکے ہین اور موضوع
حدیثین گھڑ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر چکے ہین تو پھر اور لوگون مجتہدین
وغیرہ پر افترا کرنا تو بطریق اولی ہو سکتا ہے) کیا تو نے نہین دیکھا کہ طحاوی اور ابو العباس
اصم وغیرہ نے محمد بن حکم سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام شافعی سے سنا کہ عورت
کی دبر مین دخول کرنے مین کوئی حکم حلال یا حرام ہونے کا نہین آیا ہے اور قیاس چاہتا
ہے کہ حلال ہو اور امام مالک سے منقول ہے کہ اُس نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے ایسا
ہے اور لوگون سے منقول ہے جو انپر موضوع اور افترا ہے اور ابو نصر بن صباغ نے
بیان کیا کہ ربیع قسم کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابن حکم نے اس بات مین جھوٹ بولا ہے
اور امام شافعی پر افترا کیا ہے اور امام مالک کے مذہب مین نکاح متعہ مین حد مارنا واجب ہے

فائدہ راقم کہتا ہے کہ یہ افترا امام مالک پر ہدایہ شریف (جسکو حنفیہ قرآن و حدیث
کے برابر سمجھتے ہین) مین بھی موجود ہے اور ہدایہ کے شارحین اس کو کذب اور جھوٹ
سمجھتے ہین الفاظ ہدایہ کے یہ ہین وَقَالَ مَالِكٌ هُوَ جَائِزٌ یعنی امام مالک نے کہا کہ نکاح
متعہ جائز ہے اور شیخ الحنفیہ ابن ہمام اوسکو کذب سمجھتا ہے چنانچہ اوس نے
فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے نِسْبَتُهُ إِلَى مَالِكٍ غَلَطٌ وَلَا خِلَافَ فِيهِ
بَيْنَ الْأَئِمَّةِ وَعُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ إِلَّا طَائِفَةً مِنَ الشِّيعَةِ انتہی یعنی نکاح متعہ کے
جائز ہونے کو امام مالک کی طرف نسبت کرنا غلط ہے اور اس مسئلہ مین بجز شیعہ کے کسی
کا علما و ائمہ سے اختلاف نہین ہے اور **عینی حنفی** نے بھی **شرح ہدایہ** مین اس بات
کو رد کر دیا ہے چنانچہ لکھا ہے قَالَ الْأَكْمَلُ مُعْتَذِرًا عَنِ الْمُصَنِّفِ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ
تَمَسَّكَ بِالْأَئِمَّةِ الَّذِي أَخَذَ مِنْهُ الْمُصَنِّفُ وَجَدَ قَوْلًا لِمَالِكٍ فِي جَوَازِهَا قُلْتُ

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ قول موؤل ہے یعنی سنت اور مروت اور اخلاق حسنہ کے رو سے واجب ہے کہ اوس نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا حکم پوچھا کیا واجب ہے امام مالک نے کہا کہ وہ سنت ہے اور دین مین معروف ہے **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین امام اعظم کے بہت اقوال ایسے ہین کہ مقلدین حنفیہ نے اوس کی تاویل کردی ہے اور ظاہر معنے چھوڑکر اوس سے کچھہ اور مراد رکھی ہے چنانچہ ناظر کتب فقہ پر یہ بات مخفی نہین ہے **ثُمَّ قَالَ** أَوْ يَكُونَ مُخَصَّصًا أَوْ مُقَيَّدًا فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ نَصَّ عَلَى أَنَّ الْإِشْعَارَ مَكْرُوهٌ وَحَمَلَهُ الطَّحَاوِيُّ عَلَى إِشْعَارِ أَهْلِ زَمَانِهِ وَرُبَّمَا يَكُونُ مُعَارِضًا وَلَا مَحَالَةَ مِنْ مُعَارَضَةِ قَوْلِ غَيْرِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا کہ مجتہد کے قول مین یہہ بھی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو دیکھو امام ابو حنیفہ نے اشعار کو عام اور مطلق طور پر مکروہ کہدیا ہے اور طحاوی حنفی نے اوسکو مقید کیا ہے اور اپنے زمانہ کے مروج اشعار پر محمول کیا ہے اور نیز کبھی مجتہد کا قول آپس مین معارض بھی ہوتا ہے (اگر اپنے قول سے تعارض نہو) تو اس سے چارہ نہین کہ دوسرے مجتہد کے قول سے معارض ہو یعنی ایک مجتہد کا قول دوسرے کسی نکسی مجتہد کے قول سے تو ضرور ہی معارض ہوگا **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ علامہ ہارون کی کلام سے ثابت ہوگیا کہ یہ سب ہی احتمالات فقہ مین موجود ہین بلکہ فقہ مین تو ایسا اندھیر پڑا ہوا ہے کہ جسکا کچھہ تدارک ممکن نہین ہے اکثر مسائل فقہ مین امام صاحب و صاحبین کا اختلاف ہے یہانتک کہ دو تہائی مذہب مین صاحبین امام صاحب سے جدا ہوگئے ہین اور نیز ایک ہی امام صاحب سے ایک ایک مسئلہ مین مختلف روایات آئی ہین مثلاً گھوڑے کے جوٹھے مین امام صاحب سے چہار روایات آئی ہین اور پھر اون کی تطبیق یا ترجیح[1] کی کوئی صورت بیان نہین کی گئی ہے اور نہ اونکے واسطے کوئی قواعد اور اصول مقرر ہوئے ہین جنسے اونمین تطبیق یا ترجیح دیجاوے اور نیز مسائل مفتی بہا مین سخت اختلاف ہے کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور پھر وہ مفتی بہی مجہول ہے اُسکا کچھہ حال

[1] یعنی عربی لوگ کہتے ہین کہ تراخی واجب ہوا یعنی ثابت ہوا (اس کو دلیل کی تائید مین لاتے ہین) اسی سے ماخوذ ہے

روایات ہین اوس کی روایات کا علما نے انکار کر دیا ہے یعنی اونکو نہین مانا ہی
ایسے ہی ہشام بن عبداللہ کی روایات اس کی روایات مین اضطراب اور اختلاف
ہے قاضی ابوعبداللہ ضمیری نے فرمایا کہ یہ شخص باوجود بزرگی شان کے روایت
مین ڈھیلا تھا مین نے شیخ ابوبکر سے سنا کہ وہ ابوبکر رازی سے نقل کرتے تھے
کہ امام محمد کی کتاب جو سلیمان یا محمد بن سماعہ کی روایت سے منقول ہے پڑھنے کو کہتے
اور جو ہشام کی روایت سے منقول ہے اوس کے پڑھنے کو پسند نکرتے اسواسطے کہ اُسمین
اختلاف ہے اس کی مثالین بہت ہین خصوصا زمانہ کے تنزل کیوقت مین اور
جھوٹھہ اور بیہودہ پھیل جانے کے وقت مین ثُمَّ قَالَ .... کَوْصَحَّ وَثَبَتَ یَحْتَمِلُ
اَنْ یَّکُوْنَ مَنْسُوْخًا قَدْ رَجَعَ عَنْهُ وَاَمَّا مُخَالَفَتُهٗ فَاِنَّ کُلًّا مِّنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ
وَمَالِكٍ وَّشَافِعِیٍّ وَاَحْمَدَ وَغَیْرِهِمْ قَدْ رَجَعُوْا مِنْ اَقْوَالٍ اِلٰی اَقْوَالٍ بِمَا
تَرَجَّحَتْ عِنْدَهُمْ مِّنْ شَوَاهِدِ دَلَائِلَ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ مُؤَوَّلًا اَلَا تَرٰی اِلٰی
مَالِكٍ فَاِنَّهٗ نَصَّ فِیْ کِتَابِهٖ عَلٰی وُجُوْبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَصَرَفَهٗ اَصْحَابُهٗ عَنْ ظَاهِرِهٖ
وَحَمَلُوْهُ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اَنَّهٗ حَقٌّ مُّتَاَکِّدٌ قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْعُمَرَ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
هُوَ مُؤَوَّلٌ اَیْ وَاجِبٌ فِی السُّنَّةِ اَوْ فِی الْمُرُوْءَةِ اَوْ فِی الْاَخْلَاقِ الْجَمِیْلَةِ کَقَوْلِ الْعَرَبِ
وَجَبَ سُنَّتُهٗ حَقُّكَ ثُمَّ اَخْرَجَ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَشْهَبَ اَنَّ مَالِكًا سُئِلَ عَنْ غُسْلِ
یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَوَاجِبٌ هُوَ قَالَ هُوَ سُنَّةٌ وَّمَعْرُوْفٌ یعنی پھر علامہ ہارون نے فرمایا
پھر اگر قول مجتہد کا صحیح و ثابت بھی ہو جاوے تو اوسمین احتمال ہے کہ منسوخ ہو جس سے
مجتہد نے رجوع کر لیا ہو اور اوس کے برخلاف فتوی دیا ہو یہ اسواسطے کہ ہر ایک نے
چارون اماموں وغیرہم سے اپنے اقوال سے رجوع کر لیا ہے ان اقوال کی طرف
جو انکے نزدیک دلایل سے مرجح ٹھہر گئے اور نیز قول مجتہد کا یہ بھی احتمال رکھتا ہی کہ مؤول
ہو کیا تو نے نہین دیکھا کہ امام مالک نے اپنی کتاب (موطا وغیرہ) مین جمعہ کے دن
غسل کرنے کو واجب کہا ہے اور اوون کے مقلدین نے اوسکو ظاہر معنے سے پھیر کر
اس معنی پر حمل کیا ہے کہ مراد اون کی یہ ہے کہ وہ حق اور سنت ہے چنانچہ حافظ ابوعمر و

اجماع امت سے اور نیز فقہ مین کوئی ایک بہی ایسی کتاب نہین ہے جس مین کہ اُسکے
مصنف نے صحت کا التزام کیا ہو پس فقہ کی کتابین حاطب اللیل (جورات کو ایندہن
لاتا ہے اور اُوس مین سانپ بچھو سوکی گیلی سب بہرلاتا ہے اُسکا ایندہن مین پس ایک نہ
ایک دن اوسکو سانپ یا بچھو ضرور ہی کاٹ کہائیگا ایسے ہی کتب فقہ پر اعتماد کلی
جائز نہین ہے اور بلا تحقیق اصل و ماخذ کے اوس کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا جائز نہین
جو شخص بلا تحقیق و تفتیش اسپر عمل کریگا وہ ایک نہ ایک دن خدا رسول کے
خلاف مین پہنسکر اپنا ایمان اور اسلام کہو بیٹہے گا اور نیز جب کہ فقہ کی کتابون مین معتزلہ
اور خوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے اقوال و روایات حد سے زیادہ داخل ہو گئے ہین
اور اون کی تمیز کی بہی کوئی صورت نہین ہے تو اب اسوجہ سے کتب فقہ سب بے اعتبار
ہو گئین کسی کا اعتبار نرہا بخلاف کتب حدیث کے کہ اُس مین بہت کتابین احادیث
کی ایسی ہین جنکے مصنفون نے اون مین صحت کا التزام کر رکہا ہے خصوصا صحیح بخاری اور
مسلم کہ جنکے ملتزم الصحۃ ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے انکے ملتزم الصحۃ
ہونے مین کسی مسلمان کو کلام نہین اور تطبیق بہی اُن مین بوجہ احسن موجود ہے اور
سب احتمالات بہی اون کے تراجم مین مدفوع ہو چکے ہین انکے تراجم مین اکثر انہین مابین
تدارک ہوتا ہے اور عام اور منسوخ پر قبل بحث و تفحص مخصص اور ناسخ کے حنفیہ
کے نزدیک عمل کرنا جائز ہے کما مر بیانہ پس جب سب احتمالات دفع ہو چکے تو اب
عامل بالحدیث کے واسطے یہ کتابین ایسی ہین کہ بے دھڑک اُسپر عمل کرے اب بعد
اُس کے علامہ ہارون ان باتون کا بے اعتبار ہونا ثابت کرتے ہین چنانچہ فرماتے
ہین وَطَرِيقُ مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ فِي هٰذِهِ الْأَعْصَارِ الْمُتَأَخِّرَةِ الْاِعْتِمَادُ عَلَى الْأَئِمَّةِ
الْمَوْثُوقِ بِهِمْ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ وَالْإِنَارِ بِالرُّجُوعِ إِلَى كُتُبِهِمْ كَالصَّحِيحَيْنِ وَجَامِعِ التِّرْمِذِيِّ
وَمُوَطَّأِ مَالِكٍ وَمُسْنَدِ الدَّارِمِيِّ وَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَآثَارِ الطَّحَاوِيِّ
وَمَنْ يَلْحَقُ بِهِمْ فِي سِعَةِ الْحِفْظِ وَالْاِطِّلَاعِ وَقُوَّةِ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ مِنَ الْأَئِمَّةِ
الْعَارِفِينَ بِأَحْوَالِ الْأَحَادِيثِ الْمُمَيِّزِينَ بَيْنَ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ

معلوم نہین کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے اور پہر اوسکو کونسی وجہ ترجیح کی نظر آئی
جسکے سبب سے اوس نے اُس مسئلہ کو مفتی بہ ٹھہرایا اور نیز صدہا اقوال ان صاحبین کے
قول پر فتوی دیدیا ہے اور امام صاحب کا قول متروک کردیگیا ہے اور نیز احتمال ہے
کہ امام صاحب نے اپنے اُس قول سے رجوع کیا ہو اور احتمال ہے کہ منسوخ ہو اور احتمال ہے
کہ موضوع ہو کسی نے افترا کرکے اونکی طرف نسبت کردیا ہو اور احتمال ہے کہ منکر ہو واسطے
متہم ہونے راوی کے اور احتمال ہے کہ ضعیف ہو واسطے ضعیف ہونے راوی کے اور
احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو اور احتمال ہے کہ معارض ہو اگرچہ دوسرے کسی مجتہد کے قول
سے بلکہ اس سے تو کسی طرح چارہ نہین اور نیز مجتہد کا قول درحقیقت خطا کا احتمال رکھتا
ہے لان المجتہد یخطی ویصیب اور نیز اکثر مجتہد کا قول بے سند ہوتا ہے یعنی حدیث کی طرح
اوس کی کوئی اسناد مسلسل نہین ہوتی ہے بلکہ اگر فقہ کی اسناد اور احوال رواۃ کے
تحقیق وتنقید کے موافق قواعد وضوابط اصول حدیث مقرر کیجاوے تو امید نہین ہے
کہ فقہ کا کوئی ایک مسئلہ بہی امام سے ثابت ہو اور پہر اون کے بعد فقہاء مقلدین متاخرین کا
تو کہنا اور رہی حال ہے کوئی کچہہ کہتا ہے اور کوئی کچہہ کہتا ہے کسی مفتد کا کوئی خیال ہے
اور کسی متعصب کی کچہہ مقال ہے اور نیز کتب فقہ مین معتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہ مذاہب
باطلہ کے اقوال وروایات بہی بہت لگئے ہین مثلاً صاحب قنیہ کہ باعتراف صاحب اشباہ
والنظائر کی معتزلی مذہب ہے پہر بہی فقہ مین اوس کے بہت مسائل خلط ملط ہوگئے ہین اور
نیز عبدالقادر بدایونی حنفی نے بوارق شیخ نجدی مین لکہا ہے اندراج خوارج ومعتزلہ
درکتب حنفیہ زائد از حد است ہزاران ہزار خوارج ومعتزلہ در فروع فقہیہ حنفی مذہب
بودہ اند تلامذہ خاص امام اعظم وابو یوسف متمذہب بمذاہب باطلہ گذشتہ وہزاران ہزار
روایت از انکسان مطابق مذہب ایشان درکتب فتاوی داخل ست انتہی
اور نیز صدہا مسائل فقہ کی کتابون مین ایسے ہین کہ اونکی دلیل کتاب وسنت مین کہین
پائی نہین جاتی ہے اور نیز صدہا چیزونکو فقہ مین ناجائز ٹھہرایا اور ہزارہا امور کو جائز و
حلال بتایا ہے مگر اوس کی دلیل کا کہین بہی پتہ نہین ملتا نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے اور نہ

مین صحیح حدیث کو مطلق (بے بیان) چھوڑ دیا ہے اور غیر صحیح کا حال تبلا دیا ہی جیسے
ابو داؤد اور نسائی اور ان کتابون کی طرف رجوع کرنے اور انپر اعتماد کرنے مین یہ شرط
نہین کہ ان کتابون کی سند ان کے مصنفون تک پہونچائے جاوے بلکہ جب نسخہ
صحیح ملجاوے جو نسخہ صحیحہ سے مقابل کیا گیا ہو اور اوس مین کسی قسم کا شبہ یا بدگمانی نہو
تو اوس سے حجت پکڑنا اور اوس کے مقتضای پر عمل کرنا واجب ہے اور وہ ہر مسلمان پر
دلیل قائم ہے صحابی ہو خواہ مجتہد ہو ثُمَّ قَالَ وَاَمَّا اِحْمَالُ النَّسْخِ وَالتَّاْوِيْلِ وَ
التَّخْصِيْصِ وَالتَّقْيِيْدِ فَاِنْ ظَهَرَ التَّارِيْخُ وَمُوْجِبُ التَّخْصِيْصِ وَالتَّقْيِيْدِ وَالتَّاْوِيْلِ
فَلَا كَلَامَ فِيْ ثُبُوْتِ مُقْتَضَاهُ مِنَ الْمُفَصِّلِ وَاِلَّا مِمَّا لَا يَحْتَمِلُ النَّسْخَ وَالتَّاْوِيْلَ وَ
التَّقْيِيْدَ هُوَ الْقِسْمُ الْمُخْتَصُّ بِاسْمِ الْمُحْكَمِ مِنْ اَقْسَامِ الظَّاهِرِ وَالَّذِيْ يَحْتَمِلُ النَّسْخَ
هُوَ الْمُفَسَّرُ وَالَّذِيْ يَحْتَمِلُهُمَا هُوَ الظَّاهِرُ وَكُلُّ ذٰلِكَ يُوْجِبُ الْحُكْمَ قَطْعًا وَاِنَّمَا
تَظْهَرُ الْمَفَاوِتُ عِنْدَ الْمُعَارَضَةِ فَيُقَدَّمُ الْمُحْكَمُ عَلَى الْمُحْتَمِلِ وَلَا يَجُوْزُ تَرْكُ الْعَمَلِ
بِمُجَرَّدِ الْاِحْتِمَالِ ثُمَّ قَالَ وَاتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ الْعَمَلَ بِالْمَنْسُوْخِ جَائِزٌ اِلٰى اَنْ تَظْهَرَ
نَاسِخُهُ وَاَنَّ النَّاسِخَ لَا يَلْزَمُ حُكْمُهُ اِلَّا بَعْدَ الْعِلْمِ بِهٖ وَاسْتَدَلُّوْا بِتَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ
قَالَ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهٗ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ يَجِبُ
عَلٰى كُلِّ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ مِنَ الْحَدِيْثِ اَنْ يَسْتَعْمِلَهٗ عَلٰى عُمُوْمِهٖ حَتّٰى يَثْبُتَ عِنْدَهٗ
مَا يَخُصُّهُ اَوْ يَنْسَخُهُ انتہی یعنے پھر علامہ تارون نے فرمایا لیکن احتمال نسخ اور تاویل اور
تخصیص اور تقیید کا اگر ناسخ اور دلیل تخصیص و تقیید و تاویل ثابت ہو تو اوس کی مقتضاے
کے ثبوت مین کلام نہین یعنی جہان ناسخ معلوم ہو وہان نسخ کا حکم لگا دیا جاویگا اور
جہان مخصص ظاہر ہو وہان عموم کی تخصیص کر دیگا اور اگر یہ سب ظاہر نہون تو پھر نصوص
شرعیہ کی قسم ہین ایک وہ قسم ہے جو نسخ اور تاویل اور تخصیص اور تقیید کا احتمال مطلق نرکھے
اسکو نص محکم کہتے ہین اور ایک وہ قسم ہے جو سوای نسخ کے دوسرا کوئی احتمال نرکھے
اسکو مفسر کہتے ہین اور ایک قسم وہ ہے جو ان سب کا احتمال رکھے اوسکو ظاہر کہتے ہین

فانہم جمعوا ودونوا وصححوا وحسنوا وضعفوا وبحثوا عن الاسناد وتفتیش رجالہ
والبحث عن احوال رواتہ وتواترت عنہم کتبہم وذاعت وشاعت بین علماء
الامۃ وتلقوہا بالقبول الحذاق من الائمۃ ومنہم من التزم اخراج ما اتفق علی
صحتہ اہل السنان کالبخاری ومسلم ومنہم من التزم اخراج ما صح عندہ کابی
عوانۃ وابن خزیمۃ ومنہم من بین صحیح الاسناد عن حسنہ ومن حسنہ عن
ضعیفہ کالترمذی والطحاوی ومنہم من اطلق فیما ترجح فیہ الصحۃ وصحۃ
غیرہ کابی داود والنسائی ولا یشترط الرجوع الیہا والاعتماد علیہا ان یکون لہ
لہا روایۃ الی مؤلفہا بل اذا صحت عندہ النسخۃ منہا بمقابلتہا علی اصل
معتمد غیر متہم صح الاحتجاج بہا ووجب العمل بموجبہا ویقوم حجۃ علی کل
مسلم صحابی او مجتہد او غیرہ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا کہ اور طریق حدیث کے
پہچاننے کا پچھلے زمانوں میں یہ ہے کہ حدیث کے اماموں پر جو اس علم میں اعتبار ہے
اعتماد کریں اور اون کی کتابوں کی طرف رجوع فرماویں جیسے صحیحین ہیں اور جامع
ترمذی اور موطا امام مالک اور مسند دارمی اور سنن ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور
آثار طحاوی اور اون لوگوں کی تصانیف جو ان اماموں میں سے فراخی حافظہ اور اطلاع اور قوت
ضبط و مضبوطی میں ملتے ہیں اور حدیث کا حال خوب پہچانتے ہیں اور ثقہ اور ضعیف اور
متروک راویوں میں خوب تمیز کرتے ہیں یہ اس لیے کہ ان لوگوں نے کتابیں بنا دی ہیں
اور حدیث کو صحیح و حسن و ضعیف بتلا دیا ہے اور سلسلہ اسناد اور تلاش و بحث حال رواۃ
سے فارغ کر دیا ہے اور اون کی کتابیں علماء امت میں مشہور و معروف ہو گئی ہیں اور
ہمارے تک نواتر سے پہونچ گئی ہیں اور ائمہ ماہرین نے قبول کر لی ہیں ان میں بعضے ائمہ
محدثین ایسے ہیں جنہوں نے حدیث صحیح متفق علیہ لانے کا التزام کر رکھا ہے جیسے امام
بخاری و مسلم اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نزدیک صحیح لانے کا التزام کر رکھا ہے
جیسے امام ابو عوانہ اور ابن خزیمہ اور بعض وہ ہیں جنہوں نے صحیح و حسن و ضعیف سب
مفصل بیان کر دیا ہے جیسے کہ ترمذی اور طحاوی اور بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانچ

بیان عمل آچکا ہے اور ان امور کا فیصلہ و تدارک ان مین بخوبی طور سے ہو چکا ہے
سو اسپر شہادت یہ ہے جو کہ امام شیخ الاسلام حافظ **ابن حجر** نے **مقدمہ فتح الباری**
مین لکھا ہے **ثم رأی** اَنَّ الْاَخْلِیَۃَ مِنَ الْفَوَائِدِ الْفِقْہِیَّۃِ وَالنُّکَتِ الْحِکْمِیَّۃِ
فَاسِحَۃٌ بِعَهْدِہٖ مِنَ الْمُتُوْنِ مَعَانِیَ کَثِیْرَۃً فَرَّقَهَا فِیْ اَبْوَابِ الْکِتَابِ بِحَسْبِ
مَا سَنَحَ لَهَا قَالَ الشَّیْخُ مُحْیِ الدِّیْنِ لَیْسَ مَقْصُوْدُ الْبُخَارِیِّ الْاِقْتِصَارَ عَلَی الْاَحَادِیْثِ فَقَطْ
بَلْ مُرَادُہُ الْاِسْتِنْبَاطُ مِنْهَا وَالْاِسْتِدْلَالُ لِاَبْوَابٍ اَرَادَهَا اِلٰی اَنْ قَالَ وَقَدْ یَکُوْنُ
التَّرْجَمَۃُ بِلَفْظِ الْمُتَرْجَمِ لَہٗ اَوْ بِعَصِیْرِہٖ اَوْ بِمَعْنَاہُ یعنی پھر امام بخاری نے یہ مناسب سمجھا
کہ اس کتاب کو فوائد فقہیہ اور حکمتی نکتون سے خالی نچھوڑے پس اپنے فہم کے ساتھہ
حدیثون سے بہت مطالب نکالے جنکو کتاب کے بابون مین بحسب موقع متفرق بیان
کیا شیخ محی الدین یعنی امام نووی نے لکھا ہے کہ امام بخاری کا یہ مقصود نہین کہ فقط حدیثون
کی روایت کرے بلکہ اوس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ان سے مسائل استنباط کرے اور کئی
بابون مین دلائل قائم کرے جنکو اوس نے چاہا ہے ابن حجر نے کہا کہ صحیح بخاری کا ترجمۃ
الباب کبھی اوس لفظ سے ہوتا ہے جسکے واسطے وہ ترجمہ ٹھہرایا ہے یا اوس کے کسی
حصہ یا اوس کے ہم معنے لفظ سے **ثم قال** وَهٰذَا فِی الْغَالِبِ مَدْیَأْبِیْ مِنْ ذٰلِکَ
مَا یَکُوْنُ فِیْ مَعْنَی لَفْظِ التَّرْجَمَۃِ اِحْتِمَالٌ لِاَکْثَرَ مِنْ مَعْنًی وَّاحِدٍ فَیُعَیِّنُ اَحَدَ الْاِحْتِمَالَیْنِ
بِمَا یَذْکُرُہٗ مِنَ الْحَدِیْثِ وَقَدْ یُوْجَدُ فِیْہِ مَا هُوَ بِالْعَکْسِ مِنْ ذٰلِکَ بِاَنْ یَّکُوْنَ
الْاِحْتِمَالُ فِی الْحَدِیْثِ وَالتَّعْیِیْنُ فِی التَّرْجَمَۃِ وَالتَّرْجَمَۃُ حِیْنَئِذٍ بَیَانٌ لِتَاْوِیْلِ ذٰلِکَ الْحَدِیْثِ
فَاَیْنَمَا تَنَاسَبَ قَوْلُ الْفَقِیْہِ مَثَلًا الْمُرَادُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ الْعَامِّ الْمَخْصُوْصُ اَوْ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ
الْخَاصِّ الْعَامُّ اَوْ اَنَّ ذٰلِکَ الْخَاصَّ الْمُرَادُ بِہٖ مَا هُوَ اَعَمُّ مِمَّا یَدُلُّ عَلَیْہِ ظَاهِرُہٗ بِطَرِیْقِ
الْاَعْلٰی اَوِ الْاَدْنٰی وَبَاقِیْ فِی الْمُطْلَقِ وَالْمُقَیَّدِ نَظِیْرُ مَا ذُکِرَ فِی الْعَامِّ وَالْخَاصِّ وَکَذَا
فِیْ شَرْحِ الْمُشْکِلِ وَتَفْسِیْرِ الْغَامِضِ وَتَاْوِیْلِ الظَّاهِرِ وَتَفْصِیْلِ الْمُجْمَلِ وَهٰذَا الْمَوْضِعُ
هُوَ مُعْظَمُ مَا یُشْکِلُ فَهٰذَا الْمُسْتَمَرُّ مِنْ قَوْلِ جَمِیْعٍ مِّنَ الْفُضَلَاءِ فِقْہُ الْبُخَارِیِّ فِیْ
تَرَاجِمِہٖ انتہی پھر کہا اور یہہ غالبا وہان آتا ہے جہان معنی لفظ ترجمہ مین ایک سے

اور یہ اقسام (باوجود ان احتمالات کے) سب حکم کو ثابت کرتے ہین یعنی مجرد احتمال سے وہ
اقسام ساقط الاعتبار نہین سمجھے جاتے ہین فرق ان مین آپس مین اتنا ہے کہ یہ بوقت باہمی
تعارض کے ایک دوسرے سے مقدم ہوتا ہے پس جو محکم ہو (احتمال سے خالی ہو) وہ مجمل پر مقدم
ہوتا ہے اور مجرد احتمال سے (جسکی کوئی دلیل نہو) نص کا چھوڑ دینا جائز نہین ہے پھر کہا کہ سب
سب متفق ہین کہ نص منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے جب تک کہ اوسکا ناسخ ظاہر نہو اور یہ کہ
ناسخ کا حکم اوسکے جاننے کے بعد ثابت ہوتا ہے اور اوسپر کعبہ کی طرف پھر جانے کے ساتھ
استدلال کرکے ہین پھر کہا امام شافعی کہتے ہین کہ سب مسلمانون کا اسپر اتفاق ہو چکا ہے کہ
جسپر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو جاوے تو اُسپر حلال نہین ہے کہ کسی قول
سے اوسکو چھوڑ دیوے امام ابن عبدالبر نے کہا ہے جسکو کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی پہونچی، وسپر واجب ہے کہ اوس کو علی العموم عمل مین لاوے جب تک اوس کے
نزدیک اوس کی تخصیص یا نسخ ثابت نہو جاوے ثم قال والصحابی یحتج بالحدیث
الصحیح وکفی دونهم ولو ظهر الفتوی مخالفا للحدیث الصحیح یحمل علی ان صاحبه
لم یبلغه هذا الحدیث ولو بلغه لرجع الیه بحسبنا للظن به فیمن هو اهله
اذ لعله لقلة المبالاة والتهاون به یسقط عدالته ولا یقبل فتواه ولا
روایته وقد عرفت ان الاحتمال المحض لا عبرة له اصلا کالجرح المبهم انتهی
یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا اور صحابی پر حدیث صحیح حجت ہو سکتی ہے چہ جاے اُس سے
نیچے کے لوگ جب کوئی فتوی حدیث کے مخالف ہو تو حسن ظنی کے واسطے اُس مین یہہ
تاویل واجب ہے کہ اس فتوے دینے والے کو حدیث نہین پہونچی اگر پہونچی تو وہ اس
کی طرف رجوع کرتا اس لیے کہ اگر اوسکو حدیث پہونچی اور اوس نے بے پرواہی اور
سستی سے اوسکا خلاف کیا تو اوس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے یعنی فاسق ہو جاتا
ہے نہ اُسکا فتوی قبول ہوتا ہے اور نہ اوس کی روایت مقبول ہوتی ہے اور یہہ تم جان
چکے ہو کہ احتمال محض کا کچھہ اعتبار نہین جیسے کہ جرح مبہم کا کچھہ اعتبار نہین ہے
رہی یہ بات کہ نسخ و تخصیص و معارضات و تطبیق و ترجیح کا کتب حدیث مین پورا

یکون عند البخاری وجہ تطبیق بینہما بحمل کل واحد علی محمل فیترجم بذلک
المحمل اشارۃ الی التطبیق وکثیرا ما یاتی بشواہد الحدیث من الآیات والشواہد
الآیات من الاحادیث ظاہرا او لتعیین بعض المحتملات دون البعض فیکون
المراد بہذا العام الخصوص او بہذا الخاص العموم ونحو ذلک ومثل
ہذا لا یدرک الا بفہم ثاقب وقلب حاضر انتہی یعنی کہا شیخ ولی اللہ صاحب نے
شرح تراجم بخاری مین کہ تراجم بخاری کے کئی قسم پر منقسم ہین بعض ان ترجمون
مین سے یہہ ہے کہ بخاری ترجمۃ الباب مین ایک حدیث لاتا ہے جو اوس کے شرط نہین
ہوتی ہے واسطے ایک مسئلہ کے جو اوس نے اوس حدیث سے استنباط کیا ہے ساتھہ
کسی قسم استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارے سے یا اوس کے عموم سے
یا اوس کے ایما سے یا اوس کے محوای سے اور بعض اون سے ایسے ہین کہ کسی ترجمہ
مین کسی متقدم علما کا مذہب بیان کرتا ہے اور ذکر کرتا ہے اوس باب مین وہ چیز جو
کسی قسم سے اوسپر دلالت کرتی ہے اور فی الجملہ اوس کی شہادت دیتی ہے اور بعض
اون سے یہہ ہے کہ امام بخاری اکثر ترجمون مین اہل سیر کی طرف چلا جاتا ہے جو استنباط
کرنے اون کے کے خصوص واقعات اور حالات کو طرق حدیث کے اشارون سے
اور اکثر وقت حیران ہو جاتا ہے فقیہ واسطے نہ تجربہ ہونے اوس کے کے ساتھہ اس
فن کے مگر اہل سیر کو خصوصیات کے معرفت کا بہت بڑا اہتمام ہے اور تحقیق متفرق
کر دیا ہے امام بخاری نے تراجم مین بہت علمون کو قرآن کے غریب الفاظ کی شرح اور
صحابہ اور تابعین کے آثار کو ذکر کرنے اور حدیثون متعلق کے بیان کرنے سے اور بعض
ان تراجم سے یہہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ترجمۃ الباب مین لاتا ہے جسمین حدیثون کا اختلاف
ہوتا ہے اور وہ سبھی حدیثین اختلاف کے ساتھہ نقل کر دیتا ہے تاکہ سمجھہ دار کو مسئلہ
کی طرف نزدیک کر دیوے مثال اوس کی وہ ہے جو عورتون کی قضا حاجت کے لیئے
باہر جانے کا باب لایا ہے اور دو حدیثون مختلف کو ذکر کیا ہے اور بعض اون سے
یہہ ہے کہ کبھی حدیثون مین تعارض ہوتا ہے اور بخاری کے پاس اون مین تطبیق کی

زیادہ معانی کا احتمال ہو پس امام بخاری اوس حدیث سے (یعنی جو اوس کی دلیل مین لاتا ہے) ایک احتمال کو مقرر کر دیتا ہے اور کبھی اوس مین اوسکا عکس پایا جاتا ہے اسطرح کہ حدیث مین کئی معانی کا احتمال ہو اور ترجمہ مین ایک معنے کی تعیین اسوقت وہ ترجمہ اس حدیث کی تاویل کا بیان ہوگا فقیہ کے اس قول کے قائم مقام کہ اس حدیث عام سے یہ معنی خاص مراد ہین یا اس حدیث خاص سے یہہ معنے عام مراد ہین یا اس خاص سے بطریق اعلی یا ادنی وہ معنی مراد ہین جو اوس کے ظاہر مدلول سے عام ہین اور مطلق و مقید مین بھی ایسا ہی لاتا ہے جو عام مین مذکور ہوا ایسا ہی مشکل کی تفسیر مین اور پوشیدہ لفظ کے بیان اور ظاہر کی تاویل اور مجمل کی تفصیل مین یہ بڑی جگہہ ہے جو صحیح بخاری مین مشکل ہے اسیواسطے جماعت فضلا مین مشہور رہا ہے کہ بخاری کی فقہ (یعنی اجتہاد) اوس کے تراجم ابواب مین ہے **وقال الشیخ الاجل ولی اللہ الدہلوی فی مقدمۃ شرحہ علی تراجم البخاری** تراجم ابوابہ تنقسم اقساما منہا انہ یترجم بحدیث مرفوع لیس علی شرطہ لمسئلۃ استنبطہا من الحدیث بنحو من الاستنباط من نصہ او اشارتہ او عمومہ او ایمائہ او فحواہ ومنہا انہ یترجم بمذہب ذہب الیہ ذاہب فیلہ ویذکر فی الباب ما یدل علیہ بنحو من الدلالۃ او یکون شاہدا لہ فی الجملۃ ومنہا انہ یذہب فی کثیر من التراجم الی طریقۃ اہل السیر فی استنباطہم خصوصیات الوقائع والاحوال من اشارات طرق الحدیث وربما یتعجب الفقیہ من ذلک لعدم ممارستہ بہذا الفن ولکن اہل السیر لہم اعتناء شدید بمعرفۃ تلک الخصوصیات وقد فرق البخاری فی تراجم الابواب علما کثیرا من شرح غریب القرآن وذکر اقاویل الصحابۃ والتابعین والاحادیث المتعلقۃ ومنہا انہ یترجم بمسئلۃ اختلف فیہا الاحادیث فیاتی بتلک الاحادیث علی اختلافہا لیقرب الی الفقیہ من بعدہ امرہا مثالہ باب خروج النساء الی البراز جمع فیہ حدیثین مختلفین منہا انہ قد یعارض الادلۃ و

فِي مُحْتَبَاهُ أَوِ اطَّلَعَ مِنَ التَّخْرِيجَاتِ أَوْ بَعْضِ الشُّرُوحِ فِيهَا وَلَا يَرْجِعُ إِلَى الْفَنِّ الْمُؤَلَّفِ الْمُفْرَدِ لِذٰلِكَ وَيُسَمَّى بِفَنِّ . . . . مُخْتَلِفِ الْحَدِيثِ فَإِنْ وَجَدَ الْجَمْعَ حَمَلَ بِحُكْمِهِ وَإِلَّا يَشْتَغِلُ بِالتَّرْجِيحِ بِأَنْ نَظَرَ عَلَى تَرْجِيحِ أَحَدِ الْحَدِيثَيْنِ مِنْ حَيْثُ حَالِ الْمُخْرِجَيْنِ فِي الْتِزَامِ التَّحَرِّي أَوِ الْحُسْنِ وَعَدَمِ ذٰلِكَ فِيهِمَا وَإِلَّا يَرْجِعُ إِلَى الْكُتُبِ الَّتِي سَرَدَهَا إِلَى الْتِزَامِهِمَا عَلَى الْأَحَادِيثِ فَإِنْ وَجَدَ فِيهَا وَإِلَّا يَنْظُرُ فِي وُجُوهِ الْخُصُوصِيَّةِ فِي مَا بِهِ وَجْهٌ حَاضِرَةٌ عِنْدَهُ فِي رُتْبَةٍ وَاحِدَةٍ لَوْ كَتَبَهَا وَلَمَّا فَرَغَ السُّيُوطِيُّ عَنْ عَدِّهَا فِي التَّدْرِيبِ قَالَ هٰذِهِ أَكْثَرُ مِنْ مِائَةِ مُرَجِّحٍ وَثَمَّ مُرَجِّحَاتٌ أُخَرُ لَا تَنْحَصِرُ (تدريب صفحه) غَلَبَةُ الظَّنِّ انْتَهَى فَلَا أَقَلَّ مِنْ أَنْ يَجِدَ لِأَحَدِ الْحَدِيثَيْنِ وَاحِدَةً مِنْ تِلْكَ الْوُجُوهِ فَإِنْ وُجِدَتْ فِيهِمَا وَإِلَّا يَرْجِعُ إِلَى كُتُبِ مُخْتَلِفِ الْحَدِيثِ فَإِنَّ عُلَمَاءَ ذٰلِكَ الْفَنِّ سَكَّمُوا أَوَّلًا فِي جَمِيعِ الْمُتَضَادَّيْنِ ثُمَّ يُرَجِّحُونَ أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ وَقَدْ صَنَّفَ فِيهِ الشَّافِعِيُّ كِتَابَهُ الْمَعْرُوفَ ثُمَّ صَنَّفَ فِيهِ ابْنُ قُتَيْبَةَ وَآخَرُونَ وَكِتَابُ الْحَازِمِيِّ وَإِنْ كَانَ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ وَلٰكِنْ أَطْرَافُ كَلَامِهِ جَرَتْ عَلَى الْجَمْعِ وَالتَّرْجِيحِ فِي الْأَبْوَابِ الْفِقْهِيَّةِ جَرْيًا حَسَنًا قَلَّ مَسْأَلَةٌ فِي الْكُتُبِ الْحَاضِرَةِ عِنْدَنَا

ترجمہ علماء حنفیہ کے رئیس نے کتاب درست مین کہا ہے کہ علم یقینی اور نفس الامری کسی حدیث نہ معارض ہونیکا تو ہزار حافظ حدیث اور ہزار مجتہد کو بھی نہین ہوتا اس لئے کہ ہر ایک علم والے سے زیادہ علم والا ہے پس انسان پر اوس چیز کا حکم نہین جسپر وہ قادر نہو پس ہر مجتہد کو اور ہر مقلد عالم کو جب وہ حدیث صحیح پر مطلع ہو بلکہ ہر ایک مقلد جاہل کو بھی جب وہ حدیث صحیح خلاف مذہب امام کے کسی عالم سے سن لے لازم ہے کہ وہ تلاش معارض و جواب قوی مین حسب لیاقت و مناسب حال کوشش کرین پھر اگر کسی حدیث کا معارض اور جواب پاوین تو اوسپر عمل کرین ورنہ فوراً اسی حدیث پر عمل کرے پھر اگر اس کے بعد اسکا جواب یا معارض پاوین تو اپنے قول و عمل سابق سے مجتہد بھی ہون تو رجوع فرماوین چنانچہ صحابہ سے زمانہ مجتہدین تک عام رواج یہی رہا ہے پس چہ جائیکہ آپ مقلد ہون پھانک

وجہ موجود ہوتی ہے تو وہ اوسکو ترجمۃ الباب ٹھہراتا ہے اور اوس سے تطبیق کی طرف اشارہ کردیتا ہے اور بہت وقت حدیث کے شواہد آیات سے اور آیات کے شواہد حدیثوں سے ایک سے دوسرے کی مدد کو یا بعض احتمال کی تعیین کے لئے لاتا ہے (جس سے معلوم ہو) کہ اس عام سے یہ خاص مراد ہے یا اس خاص سے عام مراد ہے اور یہ باتین اوسی شخص کو معلوم ہوسکتی ہین جسکا روشن فہم اور دل حاضر ہو **فائدہ** راقم کہتا ہے ان باتون کی تفصیل اور ان امرون کی توضیح کا جو کوئی طالب ہو وہ صحیح بخاری کے صہ ۱۲ ۸۳- ۹۶-۱۷۱-۶۳ ۲- ۸۳۷ وغیرہ کو مطالعہ کرے اور صحیح مسلم کے صہ ۲۰۰-۲۰۳- ۲۰۸- ۲۴۷- ۲۵۵- ۳۶۱- ۴۵۰ وغیرہ کو ملاحظہ کرے اور جملہ بیان امور مذکورہ (یعنی نسخ و تخصیص و تعمیم و تطبیق و تاویل) کا اس مین صاف صاف دیکھ لیوے یہہ تو خاص صحیحین مین ان امور مشکلہ کے فیصلہ و تدارک کے موجود ہونے پر شہادت گذری ہے اب باقی حدیث کی کتابون سنن وغیرہ پر شہادت سننی چاہیئے **قَالَ رَئِيْسُ الْحَنَفِيَّةِ مِنْ عُلَمَاءِ السِّنْدِ فِي الدِّرَاسَاتِ** اَلْعِلْمُ بِاَعْدَادِ الْمُعَارِضِ وَالْجَوَابِ الْقَوِيِّ فِي بَعْضِ الْاَمْرِ وَالْمَوَانِعِ لَاسَبِيْلَ اِلٰى عِلْمِهِ اَلْبَتَّةَ وَاِنْ حَكَمَ بِهِ اَلْفُ حَافِظٍ وَاَلْفُ مُجْتَهِدٍ اِذْ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ فَلَمْ يُكَلَّفِ الْمَأْمُوْرُ بِمَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ بِفِعْلِ كُلِّ مُجْتَهِدٍ وَكُلِّ مُقَلِّدٍ عَالِمٍ اِذَا اطَّلَعَ عَلَى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ بَلْ وَكُلِّ مُقَلِّدٍ جَاهِلٍ اِذَا سَمِعَ مِنْ عَالِمٍ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ عَلٰى خِلَافِ اِمَامِهٖ اَنْ يَّبْذُلَ وُسْعَهٗ مَا يَلِيْقُ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي الْفَحْصِ عَنِ الْاَمْرَيْنِ فَاِنْ وَجَدَ اَحَدَ الْاَمْرَيْنِ فِيْهِمَا وَاِلَّا يَجِبُ عَلَيْهِ فَوْرُ الْعَمَلِ بِمَا فِي الْحَدِيْثِ فَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَوْ وَجَدَ مِنْهُمَا وَاحِدًا يَجِبُ عَلَى الْمُجْتَهِدِ الرُّجُوْعُ عَلٰى مَا هُوَ الشَّائِعُ الذَّائِعُ مِنَ الْعَرْبِ الْاَوَّلِ اِلٰى زَمَانِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فَكَيْفَ عَلَى الْمُقَلِّدِ اِلٰى اَنْ قَالَ وَخِدْمَةُ هٰذَا الْعِلْمِ الشَّرِيْفِ لَمْ يَتْرُكُوْا لِلْعَالِمِ بَعْدَهُمْ حَاجَةً اِلَّا اِلٰى فَنٍّ كِتَابٍ صَنَّفُوْا فِيْ نَوْعٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ اِلٰى اَنْ دَوَّنُوْا مُصَنَّفَاتٍ صَنَّفُوْا فِيْ اَنْوَاعِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَالَ وَاِذَا وَجَدَ حَدِيْثَيْنِ مُتَعَارِضَيْنِ فَاِنْ يَّنْفَسِحْ نَفْسُهٗ عَلٰى جَمْعِهِمَا اَوْ يَتَنَبَّهْ مِنْ تَرْجَمَةِ صَاحِبِ كِتَابٍ عَلٰى جَمْعِهٖ كَمَا يَتَنَبَّهُ مِنْ بَعْضِ تَرَاجِمِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيِّ

وَاَكْثَرُ ائِمَّتِهِمْ اِنَّمَا يُوْرِدُوْنَ فِيْ كُتُبِ السُّنَنِ مُتُوْنَ الْاَحَادِيْثِ الْمُتَعَارِضَةِ فِيْ
بَابَيْنِ مُتَّصِلَيْنِ اَفْرَدُوا التَّصْنِيْفَ فِيْمَا لَا مُعَارِضَ لَهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَاَفْرَدُوْا مُعَارِضَ
وَاَفْرَدُوا الْكُتُبَ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَاَفَادُوْا عَنْ كَيْفِيَّةِ التَّعَارُضِ وَالْجَمْعِ
وَالتَّرْجِيْحِ وَعَدُّوْا وُجُوْهَهٗ بَلْ حَصَرُوْهَا فِيْ مِائَةِ وَجْهٍ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ عَبَرَ
سُنَنَ اَبِيْ دَاوٗدَ وَحْدَهٗ يَرٰى مِنْ غَرَائِبِ تَرَاجِمِ وَنَوَادِرِ الْمَسَائِلِ فِي الْاَحَادِيْثِ
مَا لَا يُوْجَدُ فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ وَلِهٰذَا قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ اِنَّ سُنَنَ اَبِيْ دَاوٗدَ مُجْتَمَعُ
مَوَادِّ الْاِجْتِهَادِ يَكْفِي لِلْمُؤْمِنِ مِنْ صُحُفٍ وَسُنَنُ اَبِيْ دَاوٗدَ وَهٰذَا فِيْ اَحَادِيْثِ كِتَابٍ
وَاحِدٍ فَمَا الْحَالُ بِاسْتِيْعَابِ اَحَادِيْثِ الْكُتُبِ الْمَشْهُوْرَةِ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الشَّرِيْفِ
وَاَمَّا السُّؤَالُ عَنْ دَقَائِقِ الْفُرُوْعِ وَمُعْضَلَاتِ الصُّوَرِ الْغَيْرِ الْمُبْتَلٰى بِهَا اَحَدًا
لَا يَفِيْ وَعْدُ الْحَدِيْثِ الْجَوَابَ عَنْ كُلِّ ذٰلِكَ فَهُوَ مِمَّا لَا يَسْتَحِقُّ الْجَوَابَ لِكَوْنِهٖ
مَكْرُوْهًا عِنْدَ السَّلَفِ الصَّالِحِ لِوُرُوْدِ الْاَحَادِيْثِ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِيْلِ وَالْقَالِ
وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَهٰذَا حُكْمٌ بِاَنَّ الْعِلْمَ بِتِلْكَ الْفُرُوْعِ لَيْسَ مِنَ الْعِلْمِ الْمَحْمُوْدِ
لِاَنَّهٗ يُكْرَهُ السُّؤَالُ عَنْهُ وَاِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعِلْمِ الْمَحْمُوْدِ يَسْتَوِيْ فِيْ
حُكْمِ الْكَرَاهَةِ الْمُسْتَفْتِيْ مِنْ حَيْثُ سُؤَالِهٖ وَالْمُفْتِيْ مِنْ حَيْثُ اسْتِحْصَالِهٖ
فَاسْتِخْرَاجُ الْفُرُوْعِ الدَّقِيْقَةِ النَّادِرَةِ الْوُقُوْعِ بِالْقِيَاسَاتِ الْبَعِيْدَةِ مِمَّا
يَكْثُرُ وُجُوْدُهٗ فِيْ كُتُبِ الْفَتَاوٰى فُضُوْلٌ مَكْرُوْهٌ كَالسُّؤَالِ عَنْهُ **ترجمہ**

یعنی اور علامہ سمعانی نے نیز کتاب ادب الاملاء والاستملاء کے ابتدا میں کہا ہے کہ اکثر محدثین کا طریق یہ ہے کہ کتب سنن میں (جو حدیث کی کتابیں احکام میں تصنیف ہوئیں جیسے ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ) متعارض حدیثوں کو پاس پاس باب میں لاتے ہیں اور محدثین نے اون حدیثوں میں جنکے کوئی حدیث معارض نہیں ہے اور جنکے لئے معارض موجود ہے الگ الگ کتابیں تصنیف کی ہیں اور ناسخ و منسوخ میں علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی ہیں اور اونہوں نے تعارض اور تطبیق اور ترجیح کی کیفیت بتلادی ہے اور وجوہ ترجیح کو ایک سو میں معین

کہ کہا کہ اس علم کے خاصون نے آپ سے پچھلے علما کے لیئے بجز اس کے حاجت باقی نہین
چھوڑی کہ کتاب کو کھولین (اور اوس مین مسئلہ دیکھہ لین) یہانتک کہ کئی کتابین جو
علم حدیث مین تصنیف ہوئین ذکر کین پھر بعد اوس کے کہا کہ جب دو حدیثین باہم
متعارض پاوے پھر اگر اون مین خود بخود تطبیق کرسکے یا کسی مصنف کے بتانے سے ترجمۃ
الباب مین سمجھہ جاوے چنانچہ نسائی کے بعض تراجم سے پتہ معلوم ہوتا ہے یا اوس پر
بعض تخریجات (وہ تصانیف ہین جنمین کسی کتاب کی بے نشان حدیثون کا پتہ
لگایا جاوے) مین یا بعض شروح مین اطلاع پاوے تو اسے کام ہوگیا ورنہ اون
کتابون کی طرف رجوع کرے جو فقط متعارض حدیثون کے بیان مین تصنیف ہوئین
جسکو فن مختلف الحدیث کہتے ہین پس اگر ان مین وجہ تطبیق کی پائی گئی تو اوس کے
حکم پر عمل کرے ورنہ ترجیح مین مشغول ہو پھر اگر آپ خود بخود ایک حدیث کو دوسری
پر ترجیح دیسکے تو بہتر ورنہ اون کتابون کی طرف رجوع کرے جنمین اس قسم کی کلام
ہونے کی طرف اشارہ کرچکے ہین اگر اون کتابون مین وجہ تطبیق کی پاوے تو بہتر ورنہ خود
وجوہ ترجیح مین فکر کرے جو شمار مین سو ہین اور ایک ورق مین لکھے جاسکتے ہین۔
امام سیوطی جب اون وجوہ ترجیح کو (تدریب راوی مین) لکھہ چکا تو فرمایا کہ یہ
سو سے زیادہ وجوہ ترجیح ہین اور یہان اور بھی وجوہ ہین جو شمار مین نہین آتی
ہین جنکا مخرج غلبہ ظن ہے پس کم سے کم ایک وجہ تو اون وجوہ سے ضرور
پاویگا اگر انمین پاوے تو پھر ورنہ مختلف الحدیث کے فن کی طرف رجوع کرے اس
لیئے کہ اس فن کے علمانے دو معارضون کی جمع و تطبیق مین کلام کی ہے پھر ایک کو
دوسرے پر ترجیح دی ہے امام شافعی نے اس مین اپنی کتاب مشہور بنائی ہے پھر
ابن قتیبہ وغیرہ نے بھی اس باب مین تصانیف کین ہین اور کتاب (ابوبکر)
حازمی کی اگرچہ ناسخ و منسوخ مین تصنیف ہوئی ہے لیکن اوس کی کلام فقہی حدیثون
کے باب مین جمع و تطبیق و ترجیح مین اچھی چال چل نکلی ہے ایسی کتاب اون کتابون
مین جو ہمارے پاس موجود ہین کم ہے وَقَالَ اَیْضًا فِیْ اَوَّلِ الْکِتَابِ

عِلْمِ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ وَّدِيْنِهٖ وَوَرَعِهٖ اَنَّهٗ اِذَا سُئِلَ عَنْ مَّسْئَلَةٍ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ
يَقُوْلُ نُزُوْلُكَ فَاِنْ قِيْلَ لَهٗ نَعَمْ اَفْتٰى وَاِنْ قِيْلَ لَمْ يَنْزِلْ لَمْ يُفْتِ وَفِيْهِ تَلْمِيْحٌ
اِلٰى اَنَّ مَنْ اَفْتٰى فِي الْحَوَادِثِ الْمَفْرُضَةِ قَبْلَ وُقُوْعِهَا فَلَا دِيْنَ لَهٗ وَلَا وَرَعَ لَهٗ
وَلَا عِلْمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ لِلْمُجْتَهِدِ اَنْ يُّفْتِيَ فِي الْوَقَائِعِ اِلَّا عِنْدَ نُزُوْلِهَا لَا عِنْدَ
تَقْرِيْرِ نُزُوْلِهَا وَاِنَّمَا ذٰلِكَ لِلشَّارِعِ الْاَصْلِيِّ لِاحْتِمَالِ اَنْ يَّرْجِعَ عَنْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ
بِالْاِجْتِهَادِ عِنْدَ نُزُوْلِ مَا قَرَّرَ نُزُوْلَهٗ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْعُلَمَاءُ الْفُتْيَا بِالتَّقْلِيْدِ فَلَعَلَّ
الْاِمَامَ الَّذِيْ قَلَّدَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ الَّذِيْ حَكَمَ بِهٖ فِيْ زَمَانِهٖ لَوْ عَاشَ اِلَى
الْيَوْمِ كَانَ يَبْدُوْ لَهٗ خِلَافُ مَا اَفْتٰى بِهٖ فَيَرْجِعُ عَنْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ اِلٰى غَيْرِهٖ
انتهى **ترجمہ** امام مالک کے علم اور دینداری اور پرہیزگاری کی یہ بات تھی کہ
جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا اللہ کے دین کا تو آپ دریافت فرماتے کیا یہ واقعہ
ہو چکا ہے اگر کہا جاتا کہ ہو چکا ہے تو آپ فتوے دیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ مسئلہ واقع
نہیں ہوا تو آپ فتوی نہ دیتے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی فرضی
مسائل میں فتوی دیوے اوس کا نہ دین ہے نہ پرہیزگاری نہ علم پھر فرمایا مجتہد کو نہیں
پہونچتا ہے کہ کسی حادثہ میں فتوے دیوے مگر جب کہ وہ واقع ہوے نہ اُسوقت کہ اوسکا
ہونا اپنے پاس سے قرار دیوے اور اوسکو فرض کر لیوے یہ بات تو اصلی شارع کیواسطے
مخصوص ہے اس لئے کہ مجتہد کا بوقت اپڑنے واقعہ کے اس حکم سے جو فرضی صورت
پر لگایا تھا پھر جانا بیحے محتمل ہے اسواسطے علمانے تقلید کے ساتھ فتوے دینے کو حرام
کہا ہے اس لئے کہ شاید وہ امام جس کے وہ اس حکم میں تقلید کرتا ہے جو اپنے زمانے میں
دیا تھا اگر زندہ رہتا تو اس حکم کا خلاف اوس کے خیال میں آتا پس وہ اس حکم سے
دوسرے حکم کی طرف رجوع کرتا انتہے **حاصل کلام** اس مقام میں یہ ہے کہ مقلدین
حدیثوں میں جو جو احتمال نسخ و تاویل و تعارض و ضعیف و مخصوص و مقید ہونے
وغیرہ کا نکالتے ہیں اولاً تو وہ سب احتمالات مجتہد کے اقوال میں بھی پائے جاتے ہیں
بلکہ حدیث سے بڑھکر اور بھی کئی احتمالات کلام مجتہد میں موجود ہیں جو اوسکو محمول

کر دیا ہے اور جو کوئی سنن ابو داؤد کو سرسری نظر سے دیکھے وہ اس کے عجیب ترجمے اور نادر مسئلے حدیث مین ایسے پاوے جنکا فقہ کی کتابون مین وجود نہین ہے اسیواسطے امام غزالی نے کہا ہے کہ سنن ابو داؤد اسباب اجتہاد کا مجمع ہے اور دوسرے شخص نے کہا ہے (وہ امام ابن العربی ہین) موطا مین کو ایک قرآن مجید اور ایک سنن ابو داؤد تمام دین کیواسطے کافی ہے یہ تو فقط ایک ہی کتاب کا حال ہے پھر اگر سب کتابین مشہور و غیر مشہور اس فن کی حدیثین لی جاوین تو کیا حال ہو اور لیکن باریک باریک فروعات اور مشکل صورتون سے سوال کرنا جنسے کسی کو کام نہین پڑتا ہے اور اون سب کا جواب فقہ حدیث سے نہین نکلتا ہے سو وہ مستحق جواب کا نہین ہے اس لئے وہ سلف صالحین (صحابہ و تابعین) کے نزدیک مکروہ ہے اسواسطے کہ حدیث مین قال قیل و کثرت سوال کے ممانعت آچکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فروعات دقیقہ کا علم اچھا نہین ہے اس لئے کہ اس کا پوچھنا مکروہ ہے اور جب ان مسائل کا پوچھنا اور جاننا اچھا نہوا تو اوس کے حکم کراہت مین سائل اور مفتی دونون مساوی ٹھہرے سائل تو سوال کرنے کے سبب سے اور مفتی ایسا مسئلہ بتلانے کے باعث سے اور اوس کے حاصل کرنے کے سبب سے پس باریک باریک مسائل اور فروعات کا جو کم واقع ہون (یعنی اون کے ساتھ معاملہ کم پڑے) اور فقہ کی کتابون مین کثرت سے موجود ہین استنباط کرنا فضول اور مکروہ ہے جیسے کہ اون کا سوال کرنا مکروہ ہے انتہے **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ اتنی معلوم ہوا کہ باریک باریک مسائل اور فرضی صورتین جو فقہ کے بابون مین پائی جاتی ہین اور فقہا نے قیل و قوع واقعات ہزارہا مسائل گھڑ رکھے ہین سب واہیات اور خرافات ہین جو ایسا مسئلہ پوچھے وہ بھی گنہگار ہوتا ہے اور جو ایسا مسئلہ بتلادے وہ بھی گنہگار ہوتا ہے اور سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم سے اون کی ممانعت مین بہت آثار آچکے ہین جو مسند دارمی وغیرہ مین موجود ہین اور شیخ اکبر نے **فتوحات** کے ۸۸ باب مین لکھا ہے وکان من

الطبقات الکبریٰ للشافعیۃ ومن الفوائد عنہ کتبتہ الی زینب بنت الکمال
عن الحافظ ابی الحجاج یوسف ابن خلیل اخبرنا المکارم احمد ابن محمد اللبان
اخبرنا ابو علی الحسن ابن احمد الحداد اخبرنا الحافظ ابو نعیم احمد ابن عبد اللہ
الاصبہانی حدثنا عبد اللہ بن محمد ابن جعفر حدثنا عبد الرحمن ابن داود بن
منصور حدثنا عبید ابن خلف البزار ابو محمد حدثنی اسحاق ابن عبد الرحمن
قال سمعت الحسین الکرابیسی قلت لہ فی السند عبیدا عن اسحاق وعبیدا
صاحب الکرابیسی ولا یسمع ان یسمع عنہ کما سمع من رجع الحدیث الی
الکرابیسی قال سمعت الشافعی یقول کنت اقرأ کتب الشعر فاتی البوادی فاسمع
منہم قال فقدمت مکۃ منہا فخرجت وانا امثل بشعر لبید فضربنی رجل من
ورائی من الحجبۃ فقال رجل من قریش یمد ابن المطلب یعنی من دینہ ودنیاہ
ان یکون معلما للشعر ما الشعر اذا استحکمت فیہ الا قعدت معلما یفید
یعلمک اللہ فقال فنفعنی اللہ بکلام ذلک الحجبی فرجعت الی مکۃ فکتبت عن
ابن عیینۃ ما شاء اللہ ان اکتب ثم کنت اجالس مسلم ابن خالد الزنجی ثم
قدمت علی مالک بن انس فکتبت موطاہ فقلت لہ یا ابا عبد اللہ اقرأ
علیک قال یا ابن اخی انی تاتی رجل یقرء علی فتسمع فقلت اقرأ علیک
فتسمع الی کلامی فقال لی اقرأ فلما سمع کلامی بقراءۃ کتبہ اذن لی
فقرأت علیہ حتی بلغت کتاب السیر فقال لی اطوہ یا ابن اخی ثم قہقہ تعلو
فجئت الی مصعب ابن عبد اللہ فکلمتہ ان یکلم بعض اہلنا فیعطینا شیئا
من الدنیا فانہ کان من الفقر والفاقۃ ما اللہ بہ علیم فقال مصعب
اتیت فلانا فکلمتہ فقال لی انکلمنی فی رجل کان منا فخالفنا فاعطانی
مائۃ دینار **ترجمہ** امام سبکی نے طبقات کبری شافعیہ میں بذیل ترجمہ
حسین بن علی کرابیسی کی لکھا ہے کہ کرابیسی کی افادات سے ایک یہ بات ہے کہ ....
... مجھے زینب بنت کمال نے کہا کہ وہ ابو الحجاج یوسف بن خلیل سے روایت

فضائل امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ہونے سے خارج کرتے ہین **ثانیاً** ان سب امور کا فیصلہ و تدارک حدیث کی کتابون
مین بخوبی ہوچکا ہے اور خاصکر انہین احتمالات کے بحث مین علیحدہ علیحدہ کتابین
تصنیف ہوچکی ہین جنمین ان احتمالات کا فیصلہ کمال بسط و تفصیل کے ساتھ ہوچکا ہے
تعارض حدیثون کے باب مین جسکا فن مختلف الحدیث نام ہے الگ الگ تصانیف
ہوچکی ہین اور ناسخ اور منسوخ مین بھی کئی کتابین مستقل تصنیف ہوچکی ہین وغیرہ
پس کسی قسم کا کوئی احتمال حدیثون مین باقی نہین ہے جس کی وجہ سے اوسپر عمل کرنا
جائز نہو **ثالثاً** سوائے احتمال تخصیص کے اور کوئی احتمال قابل اعتبار نہین
ایسا ہو تو لت اور شرع سے امان اوٹھاوے اور احکام شرع سب بیکار ہوجاوین
کما صرح بہ فی التلویح پس حدیثون پر عمل بیشک جائز بلکہ واجب ہے بلکہ عین ایمان
اور اصل اسلام اسی کا نام ہے باقی سب خیال کہے **مغالطہ ششم** اور ایک مغالطہ
مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم سب اماموں کے اوستاد
ہین امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام محمد امام اعظم کے شاگرد ہین تو اب امام
شافعی بالواسطہ امام اعظم کے شاگرد ٹھہرے اور امام بخاری بھی بالواسطہ امام اعظم کے
شاگرد ہین تو گویا امام اعظم سب اماموں اور محدثین کے اوستاد ہین سو **جواب**
اسکا یہ ہے کہ یہ بات قطعاً غلط اور مردود ہے امام شافعی امام اعظم کے بالواسطہ
ہرگز ہرگز شاگرد نہین ہین اور نہ وہ امام محمد کے شاگرد ہین یہ سب کے سب حنفیون کی
من گھڑی باتین ہین اپنے دل کی تسکین کے واسطے حنفیون نے یہ باتین گھڑ رکھی
ہین درحقیقت یہ سب باتین واہیات اور مفتریات ہین کوئی ان کی اصل نہین ہے
چنانچہ امام شافعی اور امام محمد کے درمیان جو مناظرہ واقع ہوا ہے اوسکو ہم
نقل کرتے ہین اوس سے امام شافعی کی شاگردی اور امام محمد کی اوستادی کا حال
کمال طرح سے معلوم ہوجاویگا اور امام اعظم کی بالواسطہ اوستادی کا بھی حال اچھی
طرح سے ادا ہوجاویگا **قَالَ الْمُؤَرِّخُ الْبَارِعُ الشَّیْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ**
السُّبْکِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْکَرَابِیْسِیِّ مِنْ

لہ اس مناظرہ کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی رسالہ اشاعۃ السنہ مین نقل کیا ہے ۱۲

پہونچا تو امام مالک نے فرمایا اسکو اب بند کرو اور فقہ (دین مین سمجھہ) پیدا کرو تم عالی رتبہ ہو جاؤ گے امام شافعی نے کہا مین مصعب (ارکان دولت ہارون رشید تھے) کے پاس آیا اور اوسکو کہا کہ ہمارے بہائی بندون امرا قریش سے سفارش آپ کہین کہ وہ مجھے کچھہ دنیا مین سے دین فقر اور فاقہ اس قدر لاحق تہا کہ خدا ہی جانتا ہے مصعب نے کہا کہ مین فلان شخص کے پاس گیا اور سفارش کی تو اوس نے جواب دیا تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو ہم مین تمہارے مخالف ہو گیا ہمارے پہر مجھے اوس نے ایک سو اشرفی دی ثُمَّ قَالَ وَقَالَ مُصْعَبٌ اِنَّ هَارُوْنَ الرَّشِيْدَ قَدْ كَتَبَ اِلَيَّ اَنْ اَصِيْرَ اِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا صِرْنَا اِلَى الْيَمَنِ وَجَالَسْنَا النَّاسَ كَتَبَ مُطَرِّفُ ابْنُ مَازَانَ اِلٰى هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ اِنْ اَرَدْتَّ الْيَمَنَ اَنْ لَّا يُفْسَدَ عَلَيْكَ وَلَا يَخْرُجَ مِنْ يَدَيْكَ فَاَخْرِجْ عَنْهُ مُحَمَّدَ ابْنَ اِدْرِيْسَ وَذَكَرَ كَلَامًا مِنَ الطَّالِبِيْنَ قَالَ فَبَعَثَ اِلَيَّ حَمَّادَ الْبَرْبَرِيَّ فَاَوْثَقَنِيْ بِالْحَدِيْدِ حَتّٰى قَدِمْنَا اِلٰى هَارُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ وَقَدِمْتُ وَمَعِيْ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا قَالَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ يَوْمَئِذٍ بِالرَّقَّةِ فَاَنْفَقْتُ تِلْكَ الْخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى كُتُبِهٖ قَالَ فَوَجَدْتُ مِثْلَهُمْ وَمِثْلَ كُتُبِهِمْ مِثْلَ رَجُلٍ كَانَ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهٗ فَرُّوْخٌ وَّكَانَ يَحْمِلُ الدُّهْنَ فِيْ زِقٍّ لَّهٗ وَكَانَ اِذَا قِيْلَ لَهٗ عِنْدَكَ فَرْشَنَانٌ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ قِيْلَ عِنْدَكَ زَنْبُوْعٌ قَالَ نَعَمْ فَاِذَا قِيْلَ اَرِنِيْ وَالزِّقَّ رُؤُسٌ كَثِيْرَةٌ فَيُخْرِجُ لَهٗ مِنْ تِلْكَ الدُّهْنِ وَاِنَّمَا هِيَ دُهْنٌ وَّاحِدٌ وَكَذٰلِكَ وَجَدْتُّ كِتَابَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا هُمْ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ

ترجمہ پہر امام شافعی نے کہا کہ مجھے مصعب نے کہا کہ ہارون رشید نے مجھے لکھہ بہیجا ہے کہ مین یمن مین قاضی ہو کر جاؤن (امام شافعی کہتے ہین) پہر مین بہی اوس کی ساتھہ یمن کو چلا جب ہم یمن مین پہونچے ..... اور لوگون سے ہم مجلس ہوئے تو مطرف بن مازان (امام شافعی کا دینی دشمن تہا) نے ہارون رشید کو لکھا کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ ملک یمن بگڑ جاوے اور آپکے ہاتھون

کرتی ہے (اوس نے کہا) مجھے ابوالمکارم احمد بن محمد لبان نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے ابوعلی حسن بن احمد نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے حافظ ابونعیم (صاحب کتاب حلیۃ الاولیا) نے خبر دی ہے (اوس نے کہا) مجھے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے حدیث سنائی (اوس نے کہا) مجھے عبید بن خلف بزار نے حدیث سنائی اُس نے کہا) مجھے اسحاق بن عبدالرحمن نے حدیث سنائی اوس نے کہا مین نے حسین کرابیسی سے سنا مین (مؤلف کتاب طبقات) کہتا ہوں اوس سند مین ایسا ہی ہے کہ عبید نے اسحاق سے روایت کی ہے اور عبید خود بھی کرابیسی کا شاگرد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبید نے اسحاق سے یہ بات سنی ہو جیسے کہ بلاواسطہ کرابیسی سے بھی سُنی ہے پھر حدیث کرابیسی کی شروع ہوئی (اوس نے کہا) مین نے امام شافعی سے وہ کہتے تھے مین اشعار کی کتابین پڑھا کرتا تھا پس اہل بادیہ کے پاس جاتا یعنی جنگلی لوگون کے پاس جایا کرتا اور اون سے شعر سنتا پس مین وہان سے مکہ مین آیا پھر وہان سے جو نکلا تو لبید کا کوئی شعر پڑھنے لگا پس میرے پیچھے سے مجھے کسی ایک دربان نے مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے ہے پھر خاصکر مطلب کی اولاد سے ہے اپنے دین دنیا سے اس بات پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم بنے شعر چیز ہی کیا ہے اوس مین پختہ بھی ہوا تو کیا فائدہ ہے فقہ کا معلم ہوکر کیون نہین بیٹھا اللہ تجھے علم دے (امام شافعی) نے کہا مجھے اوس دربان کے کلام نے نفع دیا پس مین مکہ پھر آیا اور وہان (سفیان) ابن عیینہ (محدث) سے کچھ حدیثین اور علم لکھا جو اللہ تعالی نے چاہا پھر مینے مسلم بن خالد زنجی کی مصاحبت اختیار کی پھر مدینہ مین (امام) مالک بن انس کے پاس آیا اور اون کے موطا مین نے لکھ لی پھر مین نے امام مالک سے کہا ای ابوعبداللہ مین اس کتاب کو آپ کے سامنے پڑھون اونہون نے کہا اور کسی کو لاؤ وہ پڑھے اور تم سنو مین نے عرض کی مین ہی پڑھتا ہون آپ سنتے جاؤ فرمایا کہ اچھا پڑھو جب امام مالک نے میری قرارت سنی تو پڑھنے کی اجازت دی پس مین نے وہ کتاب پڑھی یہانتک کہ کتاب السیر تک (جسمین لڑائیون کا ذکر ہے)

لا یتصید صیدها فعلی انهم تطعن فقال معاذ الله ان اطعن علی احد منهم
او علی بلدتهم انما اطعن علی حکم من احکامه فقلت وما هو قال الیمین
مع الشاهد فقلت له لما طعنت قال فانه مخالف لکتاب الله فقلت
وکل خبر یاتینا مخالفا لکتاب الله لیسقط قال کذلک یجب فقلت ما
تقول فی الوصیة قال فقلت له اخبرنی عن شاهدین حکم من الله قال
فماذا تریدون من ذا قال فقلت له لئن زعمت ان الشاهدین حکم من الله
لا غیر انه کان ینبغی لک ان تقول اذا زنی زان فشهد علیه شاهدان انه ان
محصنا رجمته وان کان غیر محصن جلدته قال فان قلت لک لیس هو
حکم من الله قال قلت له اذا لم یکن حکم من الله فتنزل کل الاحکام
منازلها فی الزنا اربعا وفی غیره شاهدین وفی غیره رجلا وامرتین واعما
اعنی فی القتل لا یجوز الا شاهدین فکذلک کل حکم منزل حیث انزله
منها برجل وامرأتین ویمین فرأیتک تحکم بدون هذا قال ما احکم
بدون هذا **ترجمہ** پھر شافعی نے کہا کہ مین نے محمد کو بہت دفعہ کہتے سنا
(اے لوگو) اگر یہ شافعی تمہارا تابع ہو گیا تو پھر تمکو کسی حجازی (ساکن مکہ و مدینہ) کی طرف
سے تکلیف نہو گی پھر مین (امام شافعی کہتے ہین) ایک دن امام محمد کے پاس بیٹھا اور مین
امیر المؤمنین (ہارون رشید) کے غصہ کے سبب سے بڑے غم مین تہا اور میرا سب خرچ
بھی تمام ہو چکا تہا جب مین اوس کے پاس بیٹھ گیا تو محمد بن حسن اہل مدینہ پر طعن کرنے لگا
مین نے کہا کس پر طعن کرتے ہو اس شہر پر یا شہر والے لوگون پر خدا کی قسم ہے اگر ان
لوگون پر طعن کرتے ہو تو ابو بکر و عمر و مہاجرین و انصار پر طعن کرتے ہو اور اگر اس
شہر پر طعن کرتے ہو تو یہ وہ شہر ہے جس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ اوس کی ماپ اور تول مین برکت ہو اور اوس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرم
بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا ہے کہ اسکا کوئی شکار نکرے سو تبلاؤ
کہ کس پر طعن کرتے ہو امام محمد نے کہا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ مین اس شہر پر طعن

سے نکل بجاوے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کو وہان سے نکال دے اور کسی اور
طالبعلمون کا بہی ذکر کیا پس ہارون رشید نے میری طرف حماد برہمی کو میرے
گرفتار کرنے کے لیے بہیجا پس اوس نے مجکو لوہے کے زنجیرون سے باندھ لیا یہانتک
کہ ہم سب ہارون کے پاس بمقام رقہ (ایک شہر کا نام ہے) پہونچے پہر میرے ہارون
کے سامنے پیشی ہوئی پہر مین وہان سے نکالا گیا پہر مین (شہر مین) آیا تو میرے
پاس پچاس اشرفیان من جملہ انکیسو تہین وہ مینے حنفیہ کی کتب پر خرچ کین (اور انکو
خریدکیا) اوسدن محمد بن حسن (شاگرد امام اعظم) رقہ مین تہے پس مین نے اونکی اور اونکی
کی کتابون کی ایسی مثال دیکہی جیسے ہمارے یہان ایک مرد فروخ نامی رہتا تہا وہ ایک
مشک مین تیل لادلایا کرتا جب اوسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس فرشنان ہے (ایک قسم
کے تیل کا نام ہے) تو کہتا ہان ہے اور جب اوسکو کہا جاتا کہ دکہا تو سہی تو ایک
ہی تیل نکالدیتا اوس مشک کو اوس نے کئی منہ لگا رکہے تہے ایک سے چنبیلی کا تیل
نکالدیتا اور دوسرے منہ سے دوسرے قسم کا اور واقع مین ایک ہی تیل ہوتا اور
ایک ہی مشک کا، امام شافعی نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کی کتاب کو ایسا ہی
پایا (یعنی مشک فروخ کی طرح) یہ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ اللہ ہی کی کتاب ہے
اور نبی صلعم کی سنت ہے اور درحقیقت اور نفی الواقع کتاب اللہ اور سنت کے
مخالف ہین ثُمَّ قَالَ فَسَمِعْتُ مَالَا أُحْصِيهِ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ إِنْ
تَابَعَكُمُ الشَّافِعِيُّ فَمَا عَلَيْكُمْ مِنَ الْحِجَازِيِّ كُلْفَةٌ بَعْدَهُ فَجِئْتُ يَوْمًا فَجَلَسْتُ
إِلَيْهِ وَأَنَا مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ هَمًّا وَغَمًّا مِنْ سَخَطِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَزَادِيَ
فَقَدْ فَقَدَ فَلَمَّا أَنْ جَلَسْتُ إِلَيْهِ أَقْبَلَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يَطْعَنُ عَلَى أَهْلِ دَارِ
الْهِجْرَةِ فَقُلْتُ عَلَى مَنْ تَطْعَنُ عَلَى الْبَلَدِ أَمْ عَلَى أَهْلِهِ وَاللَّهِ لَئِنْ طَعَنْتَ عَلَى
أَهْلِهِ إِنَّمَا تَطْعَنُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَإِنْ طَعَنْتَ
عَلَى الْبَلْدَةِ فَإِنَّهَا بَلْدَتُهُمُ الَّتِي دَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُبَارِكَ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَحَرَّمَهَا كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ

ہم اور جب کوئی اوسکو کہتا کہ تیرے پاس خرچ کی کمی ہے تو کہتا کہ ہان ہے اور کسی کو تیل کہا تو ایک ہی تیل نکالدیتا اور کسی کو کوئی کتاب تیرے پاس ہے تو کہتا کہ ہان ہے اور کسی کو کہا تو ایک ہی کتاب نکالدیتا

أبكتاب الله هذا أم بسنة رسول الله قال فقلت له ما تقول في الرجلين إذا اختلفا في الحائط فقال في قول أصحابنا إذا لم يكن لهم بينة ينظر إلى العقد من ابن هو البناء فاحكم قال فقلت له أبكتاب الله قلت هذا أم بسنة رسول الله قلت هذا وقلت له ما تقول في رجلين بينهما خصومة مختلفان لمن تحكم إذا لم يكن لهم بينة قال أنظر إلى المعاقد من أي وجه هي فاحكم له فقلت له أبكتاب الله قلت أم بسنة رسول الله قال فقلت له ما تقول في ولادة امرأة إذا لم يحضرها إلا امرأة واحدة وهي القابلة وحدها فقال الشهادة جائزة والقابلة وحدها نقبلها قال فاحكم له فقلت له قلت هذا بكتاب الله أم بسنة رسول الله قال قلت له من كانت هذه أحكامه فلا يطعن على غيره ترجمہ پھر امام شافعی نے امام محمد کو کہا پھر مین تمکو ایسا ہی دیکھتا ہون کہ تم ان سب صورتون کے خلاف فیصلہ کرتے ہو امام محمد نے کہا مین کیا فیصلہ خلاف کرتا ہون امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) مرد اور عورت گھر کے اسباب مین مختلف ہوئے اس مین کیا کہو گے (یعنی وہ اسباب کسکو دیا جاوے گا) امام محمد نے کہا ہمارے فرقہ کے لوگون کا اس مین یہ قول ہے کہ جو چیز مردون کے لئے ہوتی ہے وہ مردون کو دلائی جاوے اور جو چیز عورتون سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورتون کو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا (امام محمد نے اس اعتراض کا کچھ جواب نہ دیا) (امام شافعی کہتے ہین) پھر مینے کہا اون شخصون کے حق مین کیا کہو گے جنہون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا امام محمد نے کہا ہمارے یارون کا اسمین یہ قول ہے کہ جب اون کے گواہ نہون تو عمارت کو دیکھا جاوے وہ کس کی ہے (یعنی اینٹون کی رخ اور آنے جانے کی راہون سے) پس جسکے ہو اوسکو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن کا ہے یا حدیث رسول اللہ کا (پس اس کا بھی امام محمد نے کچھ جواب نہ دیا)

کرون یا اوس کے لوگون پر طعن کرون مین تو اوسنے کہا ایک حکم پر طعن کرتا ہون
مینے کہا وہ کیا حکم ہے امام محمد نے کہا ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھہ فیصلہ
کرنا مین نے کہا اس حکم پر کیون طعن کرتے ہو اوس نے کہا اس لئے کہ یہ حکم قرآن کے
مخالف ہی مین نے کہا جو حدیث قرآن کے مخالف پاؤ گے اسکو درجہ اعتبار سے ساقط
کردوگے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی واجب ہے پہر مین نے پوچھا والدین کے حق
مین وصیت کرنے کو کیا کہتے ہو جائز ہے یا نہین تو امام محمد ایک گہڑی تک
سوچ مین رہگئے مین نے کہا جواب دو تو اونہون نے جواب دیا کہ یہ وصیت جائز نہین ہے
اونہون نے کہا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کے
لئے وصیت جائز نہین امام شافعی کہتے ہین پہر مین نے پوچھا بتلاؤ یہ حکم دو گواہ
کا اللہ کی طرف سے ایسا ہی واجب متعین ہے جسکا خلاف کرنا جائز نہین امام محمد
نے کہا اس سوال سے کیا مراد ہے مین نے کہا (مراد یہ ہے) کہ اگر تم کہو یہ حکم ایسا
واجب ہے جسکا خلاف کہنا جائز نہین تو چاہیئے کہ جب زانی زنا کرے اور اوس پر
دو گواہ گواہی دین تو اوس کو محصن ہونے کی صورت مین سنگسار کرو ورنہ سو درّہ
لگاؤ امام محمد نے کہا اگر مین کہون کہ دو گواہ واجب متعین نہین تو پھر کیا ہوگا
امام شافعی نے کہا اگر واجب متعین نہین تو سبہی احکام کو اپنی اپنی جگہہ اوتارو
شہادت زنا مین چار گواہ ہون اور بعض جگہہ دو اور بعض جگہہ ایک مرد اور
دو عورتین مین نے جو کہا ہے کہ بعض جگہہ دو ہی چاہیے اس سے مراد قتل ہے
اسی طرح سبہی احکام کو اوس جگہہ اوتارنا چاہیئے جہان اللہ نے اوتارا ہی بعضے
جگہہ چار ہونی چاہیے اور بعضی جگہہ دو اور بعضی جگہہ ایک مرد دو عورتین اور بعضے
ایک گواہ اور قسم مدعی کے ثُمَّ قَالَ فَرَأَيْتَكَ تَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا
قَالَ مَا أَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ
إِذَا اخْتَلَفَا فِي مَتَاعِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَصْحَابِي يَقُولُونَ فِيهِ مَا كَانَ
لِلرِّجَالِ فَهُوَ لِلرِّجَالِ وَمَا كَانَ لِلنِّسَاءِ فَهُوَ لِلنِّسَاءِ قَالَ فَقُلْتُ

ف مینے کہا جو حدیث قرآن کے مخالف ہو تو کیا حدیث کے راوی کے کہنے سے وہ حدیث جائز نہین ہے

مُحَمَّدُ ابْنُ اِدْرِيْسَ اَعْلَمُ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ قَالَ فَرَضِيَ عَنِّيْ وَاَمَرَ لِيْ بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَخَرَجَ بِهٖ هَرْثَمَةُ وَقَالَ لِيْ بِالسَّوْطِ هٰكَذَا فَاتَّبَعْتُهٗ فَحَدَّثَنِيْ بِالْقِصَّةِ فَقَالَ قَدْ اَمَرَ لَكَ بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَقَدْ اَضَفْتُ اِلَيْهَا مِثْلَهَا قَالَ فَمَا مَلَكْتُ قَبْلَهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ انتہٰی

ما فی الطبقات الکبری للسبکی ترجمہ پھر امام شافعی نے کہا ایک مرد میرے پیچھے سے میری یہ سب کلام لکھتا جاتا تھا اور مجھکو اوس کی کچھ خبر نہ تھی اوس نے وہ ہمارا دونون کا جھگڑا لکھکر ہارون رشید بادشاہ وقت کے پاس پہونچایا اور اوسکو وہ سب قصہ پڑھکر سنا دیا ہرثمہ بن اعین (مصاحب ہارون رشید) نے مجھسے ذکر کیا کہ جب اوس شخص نے پہلی دفعہ اوس تحریر کو پڑھا تو ہارون رشید تکیہ لگاکر بیٹھا ہوا تھا پھر اچھی طرح سیدھا ہوکر بیٹھ گیا اور کہا اس جھگڑے کو دوبارہ پڑھکر سناؤ جب اُس نے دوبارہ پڑھکر سنایا تو ہارون رشید اوسوقت بلا تامل کہنے لگا اللہ اور اوس کے رسول نے سچ کہا ہے اللہ اور اوس کے رسول نے سچ کہا ہے کہ قریش (امام شافعی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ امام شافعی قریش مین سے تھے) سے علم سیکھو اور اونکو مت سکھاؤ اونکو آگے کرو پیچھے مت ہٹاؤ مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ امام شافعی امام محمد سے زیادہ علم رکھتا ہے امام شافعی نے کہا پھر ہارون رشید (جو مجھسے خفا تھا) مجھسے راضی ہوگیا اور مجھکو پانسو اشرفی دینے کا حکم دیا وہ ہرثمہ لے آیا اور مجھے چابک سے اشارہ کیا مین اوس کے پیچھے ہو چلا تو مجھسے اُس نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ ہارون رشید نے پانسو اشرفی انعام کا تیرے واسطے حکم دیا ہے اور پانچ سو اشرفی مین نے اپنی طرف سے ملا دی ہے امام شافعی نے کہا اس دن سے پہلے مین کبھی ایک ہزار اشرفی کا مالک نہوا تھا اب مضمون طبقات کبرای سبکی کا تمام ہوا اور اسی قصہ کا ایک ٹکڑا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ اور انصاف مین نقل کیا ہے وہ یہ ہے

پھر امام شافعی نے کہا اون دو شخصون کے مقدمہ مین کیا کہو گے جنہون نے ایک
چھپر (یا بھوسہ کے گھر) مین جھگڑا کیا اگر گواہ نہون تو کسکو دلاؤ گے امام محمد نے
کہا رسیون کی گرہون کو دیکھین گے پس جس کی طرف ہونگی اوسی کو
دلا دین گے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن سے کیا ہے یا حدیث رسول اللہ
سے (پس اس مین بھی امام محمد نے کچھ جواب نہین دیا) پھر امام شافعی نے
کہا کسی عورت کے جننے پر دایہ کی شہادت مین کیا کہو گے جب سوا ایک دایہ
کے دوسرا وہان کوئی نہو امام محمد نے کہا اکیلی دایہ کی شہادت مقبول ہے
مین اسپر فیصلہ کرون گا امام شافعی نے کہا یہ قرآن سے فیصلہ کیا ہے یا حدیث
رسول سے امام شافعی نے کہا پس مین نے امام محمد کو کہا کہ جن لوگون کے ایسے
ایسے مسئلے مخالف قرآن و حدیث کے ہون وہ دوسرے لوگون پر طعن
نکرین (یعنی جب تمہارے گھر کا یہہ حال ہے تو پھر تم مدینہ والون پر فقط ایک مسئلے
مین کیون طعن کرتے ہو اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر سوچو) **ثُمَّ قَالَ**
ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اَتَجِبُ مِنْ حُكْمٍ حَكَمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَحَكَمَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَحَكَمَ بِهٖ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِالْعِرَاقِ
وَقَضٰى بِهٖ شُرَيْحٌ **ترجمہ** امام شافعی کہتے ہین پھر مین نے امام محمد
کو کہا کیا تم ایسے حکم پر طعن کرتے ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہو
اور جس کے ساتھہ ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ تعالی عنہم نے فیصلہ کیا ہے
اور جس کے ساتھہ شریح نے فیصلہ کیا ہے (شریح حضرت علی کے نائب و
قاضی تھے) **ثُمَّ قَالَ** وَرَجُلٌ مِّنْ وَّرَآئِيْ يَكْتُبُ الْفَاطِحِيُّ وَاَنَا لَا اَعْلَمُ
فَاَدْخَلَ عَلٰى هَارُوْنَ فَقَرَاَهُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ لِيْ هَرْثَمَةُ ابْنُ اَعْيَنَ
كَانَ مُتَّكِئًا فَاسْتَوٰى جَالِسًا قَالَ اقْرَءْهُ عَلَيَّ ثَانِيًا قَالَ فَاَنْشَاَ
هَارُوْنُ يَقُوْلُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ تَعَلَّمُوْا مِنْ
قُرَيْشٍ وَّلَا تُعَلِّمُوْهَا قَدِّمُوْا قُرَيْشًا وَّلَا تُؤَخِّرُوْهَا لَا اَنْكَرَ اَنْ يَّكُوْنَ

وغیرذلک یہ سب کا سب کذب اور افترا ہے امام شافعی کی شاگردی تو ایک
طرف رہی بلکہ یہان تو اس قسم کی بحث ہوئی ہے اور امام شافعی نے اس قسم
کے امام محمد کو الزام دی ہین کہ کبھی اوستاد بھی شاگردون کو ایسے ایسے الزام
نہین دیتے ہین بلکہ یہان تو امام محمد کا اس قسم کا عجز ثابت ہوتا ہے کہ امام
محمد امام شافعی کے شاگرد تھے اون کے سامنے ایسے عاجز ہوئے اور ایسا ناک مین
دم آیا کہ پوچھہ پوچھہ کر آگے قدم رکھتے تھے اور اس قصہ سے یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ امام شافعی اسدن سے پہلے کبھی اونکے ہم مجلس نہین ہوئے تھے
اور بعد کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھر وہ اون کے ہم مجلس نہین ہوئے پھر شاگردی
کب ہوئی عالم خواب مین یا کہ عالم ارواح مین اور نیز اگر وہ امام محمد کے شاگرد
ہوتے یا اون کی فقہ کے سبب سے مدد لیتے یا سب لوگون کو ابو حنیفہ کی فقہ
مین عیال بتلاتے تو پھر ابو حنیفہ کی کتاب کو مشک فروخ کیون کہتے اور
اور اوس کو خدا اور رسول کے مخالف کیون ٹھہراتے سبحان اللہ شاگرد ہون تو
ایسے ہی ہون کہ اوستادون کو خدا اور رسول کے مخالف ٹھہراوین اور نیز
اگر امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہوتے یا اون کی فقہ کو اچھا جانتے تو پھر اون
کی مخالفت کیون کرتے اور اپنا علیحدہ مذہب کیون اختیار کرتے حالانکہ امام
شافعی کا مذہب جسقدر حنفی مذہب کے مخالف ہے اس قدر کسی کا مذہب بھی
مخالف نہین ہے حنبلی و مالکی مذہب اس قدر حنفی مذہب کے مخالف نہین ہین
پھر اون کی شاگردی کا یہی نتیجہ ہوا کہ اکثر مسئلون مین اون سے مخالف ہوگئے اور
نیز یہ بات ظاہر ہے کہ شاگردی مین اوستادون سے غالباً دینی مسائل ہی سیکھے
جاتے ہین اور جب کہ امام شافعی اون سے اکثر مسائل دینی فروعات و مجتہدات
مین مخالف ہین تو پھر اون سے پڑھا ہے کیا خاک یا پتھر اور یہ بحث بھی لالت
کرتی ہے اس بات پر کہ امام شافعی نے امام محمد سے کچھ نہین پڑھا ہے اور نہ
ہارون رشید نے کہا ہے کہ امام شافعی علم مین امام محمد سے زیادہ ہین پس رد

مسئلہ مابلغنا انہ دخل علی محمد ابن الحسن وھو یطعن علی اھل المدینۃ
فی قضاھم بالشاھد الواحد والیمین ویقول ھذہ زیادۃ علی
کتاب اللہ تعالی فقال الشافعی اثبت عندک انہ لا یجوز الزیادۃ
علی کتاب اللہ بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصیۃ
للوارث لا یجوز بقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث وقد قال اللہ
کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الایۃ واورد علیہ اشیاء
من ھذا القبیل فانقطع کلام محمد بن الحسن انتہی یعنی مثال
اوس کی یہ ہے جو ہمکو پہونچی کہ تحقیق امام شافعی امام محمد پر داخل ہوئے اور
حالانکہ امام محمد مدینہ والون پر طعن کر رہے تھے اون کے ایک گواہ اور قسم کے
ساتھہ فیصلہ کرنے پر اور کہتے تھے یہ زیادت ہے کتاب اللہ پر پس امام شافعی
نے کہا کیا تیرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خبر واحد کے ساتھہ کتاب
اللہ پر زیادتی جائز نہین ہے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی ہے امام شافعی نے
کہا پس وارث کے واسطے وصیت تم کیون جائز نہین رکھتے ہو اس
حدیث کی وجہ سے کہ وصیت وارث کے واسطے جائز نہین ہے حالانکہ اللہ
تعالی نے فرمایا ہے کہ لکھی گئی ہے تمپر جب کہ حاضر ہووے ایک کو تم مین
سے موت وصیت آخر آیت تک اور امام شافعی نے اسی قسم کے امام محمد
پر اور بہت اعتراضات وارد کئے پس امام محمد لاجواب اور ملزم ہوگئے انتہی
پس اس بیان بالا سے ثابت ہوگیا کہ امام شافعی امام محمد کے
شاگرد نہین ہین اور نہ اونہون نے اوسے کچھہ پڑہا ہے پس یہ جو کچھہ حنفیون کی
زبانون پر مشہور ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام شافعی نے کہا
کہ سب لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ کے عیال ہین اور یہ قول امام شافعی کا کہ اللہ
تعالی نے مجھے امام محمد کے سبب سے فقہ مین مدد دی اور یہ قول امام شافعی کا
کہ جو کوئی فقہ مین دخل حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کی فقہ کو اختیار کرے

فی الجواب ہو نا امام محمد کا مدینہ والون پر طعن امام شافعی کے

بالواسطہ شاگرد ٹھہراوین وای برین عقل عقل چہ کہنی کہ پیش ایین فرقہ جعلیہ آید

مغالطہ ہفتم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ اہل حدیث کے پیشوا امام بخاری بہی امام شافعی کے مقلد تہے پہر یہ لوگ عامل بالحدیث تقلید اختیار کیون نہین کرتے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ محض کذب اور دہوکہا دہی ہے امام الائمہ سراج الامۃ امام محمد بن اسمعیل بخاری امام شافعی کے ہرگز ہرگز مقلد نہین تہے بلکہ وہ بلا تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے تہے چنانچہ امام بخاری کے فقاہت اور اپنے اجتہاد کے ساتہہ دلائل سے استنباط کرنا اور نصوص کے عموم سے یا اشارہ سے یا فحوای وغیرہ سے مسائل کا استخراج کرنا ہم اوپر ثابت کر چکے ہین اور یہان بہی کچہہ بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے کہ امام بخاری امام شافعی وغیرہ کے مقلد نہ تہے بلکہ وہ اپنے اجتہاد سے مسائل استنباط کرتے تہے اولا بایں طور کہ امام بخاری کا مجتہد مستقل ہونا اور باجتہاد خود حدیثون سے استنباط کرنا اس کتاب صحیح بخاری کے تراجم (اوہ مسائل جسکو باب کے ذیل مین وارد کیا ہے جیسے باب تکبیر و مسح موزہ وغیرہ) سے اظہر من الشمس ہے امام بخاری نے اوسکے تراجم مین ایسے ایسے ادق مسائل اجتہادیہ کتاب و سنت سے استنباط کئے ہین جنکا کچہہ بیان نہین ہو سکتا ہے چنانچہ **شاہ ولی اللہ صاحب** نے لکہا ہے وَاسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَعَانِیَ كَثِيْرَةً وَمِنْهَا اَنَّهٗ يُتَرْجِمُ بِحَدِيْثٍ مَرْفُوْعٍ لَيْسَ عَلٰى شَرْطِهٖ لِمَسْئَلَةٍ اِسْتَنْبَطَهَا مِنَ الْحَدِيْثِ بِنَحْوٍ مِنَ الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ نَصِّهٖ اَوْ اِشَارَتِهٖ اَوْ عُمُوْمِهٖ اَوْ اِيْمَائِهٖ اَوْ فَحْوَاهُ **یعنی** بعضے ترجمہ ایسے ہین کہ اوس مین ایک حدیث مرفوع لاتا ہے جو اوس کی شرط پر نہین ہوتی واسطے ایک مسئلے کے جو حدیث سے استنباط کیا ساتہہ کسی نحو استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارہ سے یا اوس کے عموم سے یا اوس کی ایما سے یا اوس کی فحوای سے انتہے

علم مین امام محمد سے زیادہ ہوئے تو پہر امام محمد کے شاگرد کیسے ہوئے اعلم عالم کا
شاگرد کیسے ہوسکتا ہے جب ہر علم مین اوسے زیادہ ہوئے تو پڑہا کیا خاک الحاصل
. . امام شافعی کو امام محمد کا شاگرد ٹہہرانا یا امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد بتلانا
بڑی ہی شرم کی بات ہے یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو شرم اور حیا نہ رکہتا ہو
اور غیرت اور حمیت سے عاری ہو اور نیز جب کہ امام محمد نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم کے اس حکم پر طعن کیا
تو اب حنفیہ کیا کو طعن سمجہتے ہین یا نہین اگر طعن سمجہتے ہین تو امام محمد کے گدہے
اور اگر طعن نہین سمجہتے تو پہر اگر اہل حدیث امام اعظم کے کسی مسئلہ کو قرآن و
حدیث کے مخالف کہین تو وہ بہی لامحالہ طعن نہین جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور ابوبکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ کے مسئلے کو قرآن کے
مخالف کہنا طعن نہین کہا جاتا تو ایک ادنی امام مجتہد کے قول کو قرآن
وحدیث کے مخالف کہنا طعن کیسے ہوسکتا ہے ہرگز ہرگز یہ بات کسی طرح
ممکن نہین فما هو جوابكم فهو جوابنا وعلى هذا القياس امام
بخاری کو امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد ٹہہرانا بہی کمال ہی شرم کی بات آوے گا
اسوجہ سے کہ امام بخاری رح اپنی جامع صحیح مین کوئی حدیث اون کی طریق نہین
لایا ہے ثانیاً باین طور کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ مین امام اعظم کو مرجی
لکہا ہے چنانچہ لکہا ہے اَبُوْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ كَانَ مُرْجِئًا سَكَتُوْا عَنْ رَأْيِهٖ
وَعَنْ حَدِيْثِهٖ پس امام بخاری کو امام اعظم کا شاگرد ٹہہرانا کمال بےغیرتی
ہے ثالثاً امام بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین امام اعظم پر سخت رد کیا ہے
چنانچہ قال بعض الناس صحیح بخاری مین جابجا موجود ہے اسی وجہ سے عینی
حنفی شرح بخاری مین ہر جگہہ اس لفظ سے واویلا کرتا ہے هٰذَا الشَّيْخُ عَظِيْمٌ
عَلَى الْاِمَامِ الْهُمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ پہر بڑی ہی افسوس کی بات ہے کہ عینی تو بخاری
کے ہاتہہ سے جلکر یہ واویلا مچاوے اور آجکل حنفی امام بخاری کو امام اعظم کا

فرمایا اور مسائل فرعیہ مین وہ مذہب اختیار کیا جو امام شافعی کے صریح مخالف ہے
چنانچہ بطور نمونہ کے چند مسائل کو یہان بیان کیا جاتا ہے جنمین امام بخاری نے
امام شافعی کا خلاف کیا ہے **مسئلہ اول** امام شافعی فرماتے ہین کہ
انسان کے بال بدن سے جدا ہونے سے نجس و ناپاک ہو جاتے ہین اور جس پانی مین وہ
بال پڑجاوین وہ پانی ناپاک اور پلید ہو جاتا ہے سو امام بخاری نے اس قول کو
بصفحہ ۲۹ کتاب رد کر دیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے چنانچہ عینی
نے شرح بخاری مین لکھا ہے **قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ** اَرَادَ الْبُخَارِيُّ رَدَّ قَوْلِ
الشَّافِعِيِّ اِنَّ شَعْرَ الْاِنْسَانِ اِذَا فَارَقَ الْجَسَدَ نَجِسٌ وَاِذَا وَقَعَ فِي الْمَاءِ
نَجَّسَهُ **یعنی** ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری کی شافعی کے قول کو رد کرنا ہے
اون کا قول یہہ ہے کہ انسان کے بال جب جسم سے علحدہ ہو جاوین تو پلید ہو جاتے
ہین اور جب پانی مین پڑجاوین تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے **مسئلہ دوم**
امام شافعی فرماتے ہین کہ وضو مین تمام سر کا مسح کرنا واجب نہین ہے بلکہ ایک
دو بال کا مسح بھی کافی ہے سو امام بخاری نے اس قول کا خلاف کیا ہے اور
اس کے مقابلہ مین بصفحہ ۳۱ کتاب امام مالک کا وہ قول وارد کیا جس سے بعض
حصہ سر کے مسح کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے **مسئلہ سوم**
امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا یہ قول ہے کہ اگر جماع مین انزال نہو تو جب
بھی غسل واجب ہو جاتا ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جس مین فقط وضو
کا حکم ہے منسوخ ہے سو امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری
کے صفحہ ۴۳ مین موجود ہے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْغُسْلُ اَحْوَطُ یعنی امام بخاری
نے کہا کہ غسل مین زیادہ احتیاط ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے
اَرَادَ بِهٰذَا اَنَّ الْحَدِيْثَ غَيْرُ مَنْسُوْخٍ یعنی امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ حدیث
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی منسوخ نہین ہے اور قسطلانی نے شرح بخاری مین
لکھا ہے وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ الْغُسْلِ وَاَنَّ الْحَدِيْثَ مَنْسُوْخٌ یعنی شافعی کا

اور بیان اس کا مفصّل اوپر گذر چکا ہے اسیواسطے بہت فضلا امام بخاری کی فقہ
اور اجتہاد کے قائل ہوگئے ہین وَلِذَا اشْتَهَرَ مِنْ جَمْعٍ مِنَ الْفُضَلَاءِ فِقْهُ
الْبُخَارِيِّ فِي تَرَاجِمِهِ **کما مرّ من مقدمة البخاري** **ثانیاً** امام بخاری کا
بسر خود مجتہد ہونا اور امام شافعی کا مقلد نہونا اس طور پہ ثابت ہے کہ صحیح
بخاری مین امام شافعی سے اوس نے کچھ اخذ نہین کیا ہے صرف ایک جگہہ بلفظ
ابن ادریس انکا نام تو لیا ہے مگر ان سے نہ کوئی حدیث لی ہے نہ کسی اجتہادی مسئلے
مین انکی پیروی ظاہر کی اور نہ کسی جگہہ مین انکا نام لیکر کسی مسئلے مین ان کی تائید کی
پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام شافعی کو لائق اتباع و اخذ روایت نہین سمجھتے
تھے اگر ایسا سمجھتے تو اون کی روایت کو ترک نکرتے پس جب باوجود ثقہ ہونے
امام شافعی کے اون سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت نہین کی ہے تو پھر وہ
امام شافعی کو اپنا امام کب سمجھہ سکتے تھے اور اوس کی تقلید کیسی اختیار کر سکتے تھے
ثالثاً اگر امام بخاری امام شافعی کے مقلّد ہوتے تو اپنی کتاب صحیح بخاری مین
امام شافعی سے کوئی نکوئی حدیث ضرور روایت کرتے جس کا کوئی مقلّد ہو اوس کی
طرف سے حدیث ضرور ہی روایت کرتا ہے بلکہ اوس کے واسطے سے حدیث نقل
کرنے کو وہ اپنا فخر سمجھتا ہے مقلدین حنفیہ وغیرہ نے اپنے امامون کے واسطے سے کیا
مسند روایت کئے ہین چنانچہ مسند امام شافعی اور مسند امام احمد وغیرہ مشہور اور
موجود ہین اور امام اعظم کی تو بقول حنفیہ پندرہ مسانید موجود ہین جو بعد کو
مقلدین نے اون سے روایت کئے ہین پھر یہ کیا غضب کی بات ہے کہ امام بخاری نے
اتنے ہزار حدیث اپنی کتاب مین روایت کی اور امام شافعی سے ایک حدیث بھی
روایت نہ کی پس معلوم ہوا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلّد نہین تھے اون کو
امام شافعی کی تقلید کا اتہام لگانا محض کذب اور افترا ہے اور دروغ گو یم بر روے
تو کا مصداق بننا ہے **رابعاً** امام بخاری نے کسی مسئلہ اجتہادی اور جزئی
فقہی مین امام شافعی کی پیروی ظاہر نہین کی بلکہ جابجا اون کی مخالفت کا اظہار

اور منصوص امام شافعی سے یہی قول ہے کہ تیمم مین دو ضربین واجب ہین کذا
فی القسطلانی **مسئلہ ہفتم** امام شافعی کا قول مشہور یہہ ہے
کہ مریض مرض کے سبب دو نمازون کو جمع نکرے سو امام بخاری نے اس کا
خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۷۹ کتاب عطا تابعی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے چنانچہ
لکھا ہے قَالَ عَطَاءٌ وَيَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ یعنی عطا نے
کہا کہ مریض مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کرلیوے اور قسطلانی شرح بخاری مین
لکھا ہے وَبِهِ قَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ مُطْلَقًا وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَجَوَّزَهُ مَالِكٌ
بِشَرْطِهِ وَالْمَشْهُورُ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَاَصْحَابِهِ الْمَنْعُ یعنی ساتھہ اسی کے قائل
ہین احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور جائز رکھا ہے اوسکو مالک نے
ساتھہ شرط اوس کی کے اور مشہور امام شافعی اور اوس کے اصحاب سے یہہ
ہے کہ مریض کو جمع کرنا دو نمازون کا جائز نہین ہے **مسئلہ**
ہشتم امام شافعی کا قول ہے کہ اگر امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی
کی تقلید نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے سو امام بخاری نے بصفحہ ۹۹ کتاب
اس کا خلاف کیا ہے اور اس مضمون کو حدیث سے ثابت کیا ہے کہ اگر امام کو نماز
مین شک ہو تو وہ مقتدی کا کہا مان لیوے چنانچہ لکھا ہے هَلْ يَاْخُذُ الْاِمَامُ
اِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ یعنی جب امام شک کرے تو وہ مقتدیون کے قول پر
عمل کرے یا نہین اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِيَّةُ
لَا يَاْخُذُ بِقَوْلِهِمْ وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ نَعَمْ ظَاهِرُهُ (اَیِ الْحَدِيثُ) اَنَّهُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِهِمْ لٰكِنْ حَمَلَهُ اِمَامُنَا الشَّافِعِيُّ عَلٰى اَنَّهُ تَذَكَّرَ
یعنی شافعیہ نے کہا ہے کہ مقتدیون کے قول پر عمل نکرے اور حنفیہ کہتے ہین
کہ کرلیوے اور ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اون کے قول کی طرف رجوع کیا ولیکن امام شافعی نے اوسکو اس پر محمول کیا ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آگیا تہا انتہی **مسئلہ ہفتم** امام

موافق امام بخاری کے حنفیون کو بعض مسائل مین

مذہب یہہ ہے کہ اس صورت مین غسل واجب ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ کی منسوخ ہے انتہے **مسئلہ چہارم** امام شافعی کا آخری قول یہہ
ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر ہو وہ حیض ہے سو امام بخاری نے بصفحہ ۴۸ اسکا
خلاف کیا ہے چنانچہ **فتح الباری شرح بخاری** مین لکہا ہے **قَالَ**
ابْنُ بَطَّالٍ غَرَضُ الْبُخَارِيِّ بِاِدْخَالِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي بَابِ الْحَيْضِ
تَقْوِيَةُ مَذْهَبِ مَنْ يَّقُوْلُ اِنَّ الْحَامِلَ لَا تَحِيْضُ وَهُوَ قَوْلُ الْكُوْفِيِّيْنَ
وَاِلَيْهِ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيْمِ وَفِي الْجَدِيْدِ اَنَّهَا تَحِيْضُ اِلٰى
یعنی ابن بطال
نے کہا کہ غرض بخاری کی اس حدیث کے باب الحیض مین داخل کرنے سے پکا کرنا
ہے اوس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ حاملہ عورت کو حیض نہین آتا اور
یہی قول ہے کوفہ والون کا اور امام شافعی کا قدیم قول یہی ہے اور آخری
قول یہہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے انتہی **مسئلہ پنجم و ششم** امام شافعی
کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا بہی ہے) کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک منہہ کے
واسطے دوسری ہاتہون کے واسطے اور ہاتہون کی حد تیمم مین بنابر قول اخیر امام
شافعی کے کہنیون تک ہے سو امام بخاری نے اون دونون قولون کا خلاف
کیا ہے اور کہا ہے کہ تیمم مین منہہ اور ہاتہون کے واسطے ایک ضرب کافی ہے
اور ہاتہون کی حد تیمم مین پہنچون تک ہے چنانچہ امام بخاری نے باب باندہا ہے
بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی باب ہے تیمم کا واسطے منہہ اور دونون
ہتہیلیون کے دوسرا باب باندہا ہے **بَابُ التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ** یعنی تیمم ایک ہی ضرب ہے
مَفْهُوْمُهُ بَعْضُ حَدِيْثِ عَمَّارٍ اَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى الْكَفَّيْنِ لَيْسَ بِفَرْضٍ وَهُوَ
مَذْهَبُ اَحْمَدَ وَحُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ فِي الْقَدِيْمِ وَهُوَ الْقَوِيُّ مِنْ جِهَةِ الدَّلِيْلِ
ثُمَّ قَالَ الْاَصَحُّ الْمَنْصُوْصُ يَعْنِيْ عَنِ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ ضَرْبَتَيْنِ یعنی معنے
حدیث عمار کا یہہ ہے کہ پہنچون سے زیادہ کرنا فرض نہین اور یہی ہے مذہب امام احمد کا
اور قدیم مذہب شافعی کا اور یہی قوی ہے دلیل کے رو سے پہر کہا زیادہ تر صحیح

احمد اور اسحاق وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے) کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز نہین ہے امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۴۸ کتاب (بخاری) کے حنفیون کے مذہب کے موافق دعوی کیا ہے کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے چنانچہ لکھا ہے بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ یعنی یہ باب ہے اس بیان مین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ الْكُوفِيُّونَ يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَتَزَوَّجَ یعنی کوفہ والے کہتے ہین کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَنْكِحَ یعنی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز نہین ہے انتہی وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ صحیح بخاری مین اس قسم کی مثالین بہت ہین پس ان مسائل کو دیکھکر کوئی منصف مزاج یہ نہین کہہ سکتا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد تھے ہان یہ بات مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت مسائل مین امام شافعی کی رای سے اتفاق ہے مگر چونکہ بہت مسائل مین اونکو امام شافعی سے اختلاف بھی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہین ہے کہ ان مسائل اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹھہرایا جاوے اور ان مسائل اختلافیہ کے لحاظ سے اونکو تارک تقلید امام شافعی نہ خیال کیا جاوے یہ ترجیح مرجح ہے جسکا کوئی اہل عقل وانصاف قائل نہین ہوسکتا ہے اور نیز ان مسائل اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد کہنا صحیح ہے تو پھر جسقدر مسائل مین امام بخاری امام شافعی کے موافق ہے اوسی قدر مسائل مین ابوحنیفہ واحمد وغیرہ کے بھی موافق ہے پھر اون مسائل کے لحاظ سے اونکو امام مالک واحمد وغیرہ کا مقلد کہنا صحیح ہوگا اور جن مسائل مین امام بخاری حنفیون کے موافق ہے اون مسائل کے لحاظ سے اوسکو امام اعظم کا مقلد کہا جاوے پھر اندریصورت اوسکو امام مالک یا امام اعظم کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور جن مسائل مین امام بخاری

شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوۃ مین صرف درہم دینار لیے جاوین گے نہ
اون کی قیمت کے کپڑے سو امام بخاری نے بصفحہ ۱۹۴ اس کا خلاف کیا ہے اور
یہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوۃ مین لینے درست ہین چنانچہ بخاری مین باب
العرض فی الزکوۃ کا باب باندھا ہے یعنی زکوۃ مین کپڑے لینے اور عینی نے شرح
بخاری مین لکھا ہے اِحْتَجَّ بِهٖ اَصْحَابُنَا فِیْ جَوَازِ دَفْعِ الْقِیَمِ فِی الزَّکٰوۃِ وَهٰذَا
قَالَ ابْنُ رَشِیْدٍ وَّافَقَ الْبُخَارِیُّ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ الْحَنَفِیَّةَ مَعَ کَثْرَةِ مُخَالَفَتِهِمْ
لَهُمْ قَالَ الْکَرْمَانِیُّ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ لَا یَجُوْزُ وَلٰکِنْ قَالَ فِی الْقَسْطَلَانِیِّ یعنی عینی
نے کہا کہ اس حدیث کے ساتھ ہمارے لوگون نے دلیل پکڑی اسپر کہ زکوۃ مین قیمت
دینی جائز ہے اور اسی واسطے ابن رشید نے کہا کہ بخاری اس مسئلہ مین حنفیہ
کے موافق ہوگیا ہے باوجودیکہ حنفیون کے ساتھ اوس کے بہت مخالفت ہے اور
کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ امام شافعی کے نزدیک زکوۃ مین قیمت دینی جائز
نہین ہے انتہے **مسئلہ دھم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ امام مالک کا
قول ہے) کہ ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر کے مسکینون کیواسطے منتقل نہو سو
امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۱۲ کتاب (صحیح بخاری) کی فرمایا ہے
کہ جہان کہین فقیر ہون اونکو زکوۃ دیجاوے چنانچہ لکھا ہے **بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَةِ**
عَنِ الْاَغْنِیَاءِ وَتُرَدُّ عَلَی الْفُقَرَاءِ حَیْثُ کَانُوْا یعنی یہ باب ہے اس بیان مین کہ
غنیون سے صدقہ لیا جاوے اور فقیرون کو دیا جاوے جہان کہین ہون اور قسطلانی
نے شرح بخاری مین لکھا ہے **ظَاهِرُهٗ اَنَّ الْمُؤَلِّفَ یَخْتَارُ جَوَازَ نَقْلِ الزَّکٰوۃِ**
مِنْ بَلَدِ الْمَالِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَنَفِیَّةِ وَالْاَصَحُّ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَالْمَالِکِیَّةِ
عَدَمُ الْجَوَازِ یعنی ظاہر اس باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف نے زکوۃ کا نقل
کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائز رکھا ہے اور یہی ہے مذہب حنفیون
کا اور زیادہ تر صحیح نزدیک امام شافعی کے اور مالکیون کے ناجائز ہونا اوس کا ہے
انتہے **مسئلہ یازدھم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک اور

یہ طریق چلا آتا ہے کہ اپنے موافقت اپنے امام سے ظاہر کرتے ہین چنانچہ فقہ
مین جابجا موجود ہے وہو مذہب ابی حنیفۃ وبہ قال امامنا ابوحنیفۃ
وغیرہ وغیرہ **خامساً** باین طور کہ بہت سے ائمہ سلف نے امام
بخاری کو فقیہ یعنی مجتہد کہا ہے اور فرقہ مقلدین سے اوس کو نکال دیا ہے
از انجملہ چند اقوال علما کے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل
کیے جاتے ہین **حدثنا حامد بن اسمعیل** قال لی ابو مصعب
احمد ابن ابی بکر الزہری محمد ابن اسمعیل افقہ عندنا وابصر
بالحدیث من احمد ابن حنبل فقال لہ رجل من جلسائہ جاوزت
الحد فقال لہ ابو مصعب لو ادرکت مالکا ونظرت الی وجہہ
وقع بینہ محمد ابن اسمعیل لقلت کلاہما واحد فی الحدیث والفقہ
انتہی یعنی امام ابو مصعب نے فرمایا کہ امام محمد بن اسمعیل بخاری ہمارے خیال مین
امام احمد بن حنبل سے بڑھکر مجتہد اور عارف حدیث ہین اوسپر کسی مرد نے اعتراض
کیا کہ اس مین آپ نے مبالغہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا اگر مین مالک کا
زمانہ پاتا اور اون دونون (امام بخاری اور امام مالک) کو دیکھتا تو کہتا کہ
یہ دونون اجتہاد اور حدیث مین برابر ہین انتہی **وقال قتیبۃ** ما ابن سعید
جالست الفقہاء والزہاد والعباد فما رأیت منذ عقلت مثل محمد ابن
اسمعیل وہو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وعن قتیبۃ ایضا لو کان
محمد ابن اسمعیل فی الصحابۃ لکان ایۃ وقال محمد ابن یوسف
الفمدانی کنا عند قتیبۃ فجاء رجل شعرانی یقال لہ ابو یعقوب
فسالہ عن محمد ابن اسمعیل فقال یا ہولاء نظرت فی الحدیث ونظرت
فی الرای وجالست الفقہاء والزہاد والعباد ما رأیت منذ عقلت
مثل محمد ابن اسمعیل البخاری قال وسئل قتیبۃ عن طلاق السکران
فدخل محمد ابن اسمعیل فقال قتیبۃ للسائل ہذا احمد بن حنبل

امام مالک و امام اعظم وغیرہ سے مخالف ہے اون مسائل کے لحاظ سے اوس کو
تارک تقلید امام مالک یا امام اعظم کیون خیال کیا جاتا ہے پس اندرین صورت
سب کو اوسکو مقلد کہنا چاہیے یا سب کا تارک تقلید ایک امام کا اوسکو مقلد ٹھہرانا
اور دوسرے کا نہ ٹھہرانا ترجیح بلا مرجح ہے اور نیز اگر بعض مسائل مین موافق
ہونے سے اوسکا مقلد ہونا لازم آتا ہے تو پھر بعض مسائل مین تو امام شافعی بھی امام
اعظم کے موافق ہے پس امام شافعی کو امام اعظم کا مقلد کہنا چاہیے اور بعض
بلکہ اکثر مسائل مین امام شافعی امام مالک و امام احمد وغیرہ کے موافق ہین و
بالعکس پس اندرین صورت امام شافعی کو امام مالک و امام احمد وغیرہ کا مقلد کہنا
چاہیے و بالعکس پھر امام شافعی کو ان اکثر مسائل اتفاقیہ کے لحاظ امام مالک
وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے و بالعکس اس کے اور امام اعظم کو بھی
بہت مسائل مین امام مالک وغیرہ سے اتفاق ہے و بالعکس اس کے پھر امام
اعظم کو امام مالک وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور نیز صاحبین
یعنی ابو یوسف اور امام محمد امام اعظم سے اکثر مسائل مین مخالف ہین یہانتک
کہ دو ثلث مذہب مین اون سے مخالف ہین پھر باوجود اسقدر مخالفت کے
اونکو امام اعظم کا مقلد کیون خیال کیا جاتا ہے اور اونکو تارک تقلید امام صاحب
کیون خیال نہین کیا جاتا ہے یہان تو اکثر مسائل یعنی دو تہائی مذہب مین
اون سے مخالف ہین اور اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے پس اندرین صورت
صاحبین کو امام اعظم کا مقلد کہنا یا اون کے موافق کہنا یا اونکو حنفی کہنا یا
اونکو حنفیہ مین داخل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ اونکو امام اعظم کے سمان
مخالف جاننا چاہیے اور حنفیہ کے مذہب سے اون کو برکنار سمجھنا چاہیے اور
نیز جن مسائل مین امام بخاری امام شافعی سے موافق ہے اون مین سے امام
بخاری نے کسی ایک مسئلہ مین بھی ..... امام شافعی کے ساتھ
اپنی موافقت ظاہر نہین کی ہے جیسے کہ علماء مقلدین حنفیہ و شافعیہ وغیرہ کا

المنبر والبخاري جالس معهم واسحاق يحدث فمر بحديث فانكره محمد
فرجع اسحاق الى قوله وقال يا معشر اصحاب الحديث انظروا الى هذا
الشاب واكتبوا عنه فانه لو كان في زمان الحسن البصري لاحتاج
اليه لمعرفته بالحديث وفقهه **وقال** البخاري كنت عند اسحاق
ابن راهويه فسئل عمن طلق ناسيا فسكت طويلا متفكرا فقلت اما
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما حدثت به
انفسها ما لم تعمل به او تتكلم وانما يراد مباشرة هؤلاء الثلث
العمل والقلب او الكلام والقلب وهذا اذا لم يعتقد بقلبه فقال
اسحاق قوتبني قوبك الله وافتى به انتهى **ترجمہ** امام اسحاق
بن راہویہ کے امام بخاری نے ایک حدیث مین غلطی نکالی تو امام اسحاق نے ان
لی اور فرمایا ای گروہ اہل حدیث کے اس نوجوان کو دیکھو اور اس سے حدیث سنو
اگر یہ شخص حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ بھی حدیث کی پہچان اور اجتہاد
مین اس کے محتاج ہوتے ایک دفعہ امام اسحاق سے کسی نے حالت نسیان
مین طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا تو آپ بہت دیر تک فکر اور تامل مین سکوت فرمایا
(او سوقت) امام بخاری نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ خدا تعالی نے میری امت کی
اون باتون کو معاف فرمایا ہے جو اون کے دل مین گذرین جب تک کہ وہ اون کو
کہنے یا عمل مین نہ لاوین اور یہ حدیث بیان فرماکر امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث
مین اوسی فعل کو معتبر ٹھیرایا ہے جو دل سے اور ارادہ سے ہو اور جب نسیان
کی حالت مین ارادہ نہین تو طلاق کیونکر واقع ہوسکتی ہے امام اسحاق نے فرمایا
تو نے مجھے مدد دی خدا تیری مدد کرے اور پھر اوسی کے موافق فتوی دیا انتہے
وقال علي ابن حجر اخرجت خراسان ثلثة البخاري فبدأ به وقال
وهو ابصرهم واعلمهم بالحديث وافقههم وقال لا اعلم احدا مثله وقال
احمد بن اسحاق السهمي من اراد ان ينظر الى رجل فقيه حقيه وصدوق

وَاِسحاقُ ابنُ رَاھَوَیہِ وعَلِیُّ ابنُ المَدِینِیِّ قَدْ سَاقَھُمُ اللّٰہُ اِلَیکَ وَ
اَشَارَ اِلَی البُخَارِیِّ انتہٰی یعنی قتیبہ بن سعید نے فرمایا کہ مین مجتہدون اور
زاہدون اور عابدون کے پاس بیٹھا رہا ہون مگر جب سے مین نے ہوش
سنبھالا ہے محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسا کسی کو نہین پایا ہے وہ اپنے زمانہ
مین ایسے تھے جیسے صحابہ مین حضرت عمر اور نیز قتیبہ نے
فرمایا کہ اگر امام بخاری صحابہ کے زمانے مین ہوتے تو (قدرت خدا کی) ایک
نشانی ہوتی اور ایک روایت مین قتیبہ سے یہ منقول ہے کہ مین حدیث مین نظر
رکھتا ہون اور اجتہادات بھی دیکھتا ہون اور مجتہدون اور زاہدون اور
عابدون کا ہم مجلس بھی رہا ہون (مگر) مین نے امام بخاری جیسا کسی کو نہین
پایا قتیبہ سے کسی نے تشہ والے کے طلاق کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے سائل کو
امام بخاری کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ (امام بخاری) احمد بن حنبل اور اسحاق
اور علی بن مدینی ہین خدا ان کو تیرے پاس لے آیا ہے اب تو ان سے
یہہ مسئلہ دریافت کرلے) انتہٰی وَقَالَ یَعقُوبُ ابنُ اِبرَاھِیمَ الدَّورَقِیُّ
وَنَعِیمُ ابنُ حَمَّادِ الخُزَاعِیُّ مُحَمَّدُ ابنُ اِسمٰعِیلَ فَقِیہُ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ وَقَالَ
بُندَارٌ مُحَمَّدُ ابنُ بَشَّارٍ ھُوَ اَفقَہُ خَلقِ اللّٰہِ فِی زَمَانِنَا وَقَالَ الفِرَبرِیُّ
سَمِعتُ مُحَمَّدَ ابنَ اَبِی حَاتِمٍ یَقُولُ سَمِعتُ حَاشِدَ ابنَ اِسمٰعِیلَ یَقُولُ
کُنتُ بِالبَصرَۃِ فَسَمِعتُ بِقُدُومِ مُحَمَّدِ ابنِ اِسمٰعِیلَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ
مُحَمَّدُ ابنُ بَشَّارٍ دَخَلَ اليَومَ سَیِّدُ الفُقَھَاءِ انتہٰی ترجمہ امام یعقوب ابن ابراہیم
اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری اس امت کے مجتہد تھے
امام بندار محمد بن بشار نے کہا کہ امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب لوگون سے
بڑھکر مجتہد ہین ایک دفعہ امام بخاری بصرہ مین آئے تو محمد بن بشار نے کہا کہ
آج سب مجتہدون کے سردار اس شہر مین داخل ہوئے ہین انتہٰی قَالَ
حَاشِدُ ابنُ اِسمٰعِیلَ رَاَیتُ اِسحَاقَ بنَ رَاھَوَیہِ جَالِسًا عَلَی

ہوا تھا پھر اس سے مقلد ہونا کہان لازم آتا ہے ایسے تو امام بخاری نے بہت
مسائل میں اجتہاد کیا اور اوس کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافق
پڑگیا ہے وعلی ھذا القیاس امام مالک اور احمد وغیرہ مجتہدین کے بعض
اجتہادات کے ساتھ امام بخاری کا اجتہاد موافق پڑگیا ہے پھر اس سے اون کا
مقلد ہونا کہان لازم آگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنے رسالہ انصاف
فقیہ ابن زیاد نیشاپوری شافعی سے امام بلبقینی کا مجتہد منتسب (منسوب بمذہب شافعی)
ہونا نقل کرکے فرمایا ہے ومعنی انتسابہ الی الشافعی انہ سلک مسلکہ
فی الاجتہاد واستفراغ الادلۃ وترتیب بعضہا علی بعض ووافق اجتہادہ
اجتہادہ
واذا خالف احیانا لم یبال بالمخالفۃ ولم یخرج عن طریقتہ الا فی مسائل
وذلک لا تقدح فی دخولہ فی مذہب الشافعی ومن ھذا القبیل محمد
ابن اسمٰعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ ومن ذکرہ
فی طبقات الشافعیۃ تاج الدین السبکی انتہی یعنی مذہب شافعی کی طرف
انکا منسوب ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ طریق اجتہاد وتلاش وترتیب دلائل میں اونکا
اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق ہوگیا تھا کبھی وہ اس کے مخالف بھی ہوتے
تو اوس کی کچھ پرواہ نکرتے اور اس مخالفت کے سبب سے وہ امام شافعی کے
طریق سے خارج نہ سمجھے جاتے ایسے ہی امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ہے جنکو سبکی
نے طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے انتہے پس اس سے بھی امام بخاری کا اصطلاحی
مقلد (جو متنازع فیہ ہے) ہونا ثابت نہوا چہ جائیکہ ہم پانچ وجہوں سے پہلے ثابت
کرچکے ہیں کہ امام بخاری امام شافعی کے ہرگز مقلد نہیں تھے اور نہ اون سے امام
بخاری نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور نہ کوئی مسئلہ فقہیہ اون سے اخذ کیا
اور نہ اونہوں نے کسی مسئلہ اجتہادی میں اون کی پیروی کی اور نہ کسی مسئلہ
اجتہادی میں اون سے اپنا توافق ظاہر کیا بلکہ خود اپنی فہم اور اجتہاد کے ساتھ
قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کئے پس ان وجوہ سے ثابت ہوگیا کہ امام بخاری

فلینظر الی محمد ابن اسمعیل انتہی یعنی امام علی ابن مجر نے کہ خراسان مین یہی شخص پیدا ہوئے ہین اون تینون مین سے ایک امام بخاری کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ان سب سے بڑھکر صاحب بصیرت و صاحب علم و مجتہد تھے مین نہ اون کی مثل کسی کو نہین جانتا ہون اور امام احمد بن اسحاق سرماری نے فرمایا کہ جو شخص ٹھیک اور سچے مجتہد کو دیکھنا چاہے وہ امام بخاری کو دیکھ لے انتہے اور بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت اور شرح منہج الاصول مین لکھا ہے وَاِلَّا فَقَدْ وُجِدَ بَعْدَهُمْ اَیْضًا اَرْبَابُ الْاِجْتِهَادِ الْمُسْتَقِلِّ کَاَبِیْ ثَوْرٍ الْبَغْدَادِیِّ وَدَاوٗدَ الظَّاهِرِیِّ وَمُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیِّ انتہی یعنی ورنہ بعد اون کے بھی مجتہد مستقل پائے گئے ہین جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمعیل بخاری وغیرہ انتہی اس قسم کے اقوال ائمہ سلف کے امام ابن کثیر نے بھی تاریخ البدایہ والنہایہ مین امام بخاری کے حق مین نقل کیے ہین جو رسالہ منہج الباری مین منقول ہین پس ان علما کے اقوال سے قطعا و یقینا ثابت ہوتا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اپنے فہم اور اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے تھے اور اپنے اجتہاد کے ساتھ قرآن و حدیث سے مسائل استنباط و استخراج کرتے تھے سادسا یہ ان طور کہ جن بعض علما و مقلدین نے امام بخاری کو شافعی کہا ہے اور شافعیون مین داخل کیا ہے تو اون کی یہ مراد نہین ہے کہ وہ امام شافعی کے فروعات و اجتہادیات مین مقلد تھے بلکہ اون کی مراد یہ ہے کہ تلاش و ترتیب دلائل مین وہ ایسے طریق پر چلا جو امام شافعی کے طریق کے موافق ہوگیا اور اجتہاد مین اونہون نے وہ طرز اختیار کی جو اتفاقا امام شافعی کی طرز اجتہاد کے موافق پڑھ گئی نہ یہ کہ اونہون نے وہ طریق اجتہاد امام شافعی سے سیکھا بلکہ امام بخاری نے جو اجتہاد کیا تو اتفاقا اون کا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق پڑ گیا اور یہ بات لابد ہے جب کوئی مجتہد اجتہاد کرکے مسئلہ استنباط کرتا ہے تو وہ اجتہاد اوس کا کسی نہ کسی مجتہد کے اجتہاد کی ضروری ہے موافق

اور ہر شخص کی دلیل ان کتابون سے نکل سکتی ہے پس اب انکو شافعیون کی کتابین ٹھہرانا اجماع امت کے برخلاف ہے اور قائل اسکا اسلام سے خارج اور مستحق غیر سبیل المومنین ہے **پنجم** باین طور کہ صحیح بخاری کی تالیف کا سبب بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کتاب کسی خاص مذہب کے واسطے تالیف نہین ہوئی ہے چنانچہ مولوی احمد علی سہارنپوری نے مقدمہ بخاری مین لکھا ہے وَاَمَّا سَبَبُ تَصْنِيفِهِ وَكَيْفِيَّةُ تَالِيفِهِ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتُ عِنْدَ اِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ فَقَالَ لَنَا بَعْضُ اَصْحَابِنَا لَوْ جَمَعْتُمْ كِتَابًا مُخْتَصَرًا لِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ ذٰلِكَ فِي قَلْبِيْ وَاَخَذْتُ فِيْ جَمْعِ هٰذَا الْكِتَابِ یعنی صحیح بخاری کی تصنیف کا سبب اور اوس کی تالیف کی کیفیت یہہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ مین اسحاق بن راہویہ کے پاس تہا پس ہمارے بعض دوستون نے ہمسے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین کوئی مختصر جمع کرو تو بہت خوب ہو پس یہہ بات میرے دل مین رہگئی اور مین نے اس کتاب کو جمع کرنا شروع کیا انتہی **ششم** باینظور کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین ہین تو پہر فقہ کی کتابین بہی حنفی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین ہین بلکہ سب کی سب باطل مردود ہوئین پس اس سے حنفیون کا کارخانہ کل درہم برہم ہوگیا **ہفتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون کے مولفین نے کئی جگہہ مین امام شافعی کا خلاف کیا ہے بلکہ اوس کے مسائل کو رد کیا ہے پہر ان کتابون کو حنفیون کی کتابین کہنا کیسے جائز ہے **ہشتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون مین اکثر حدیثین امام شافعی کے مذہب کی مخالف ہین پہر اگر یہ کتابین شافعیون کی ہوتین تو امام شافعی کے مخالف انمین کوئی حدیث نہ لائی جاتی پہر امام شافعی کے مخالف ان مین اکثر حدیثین کیون لائی گئین **نہم** باین طور کہ اگر ان مین بعض حدیثین امام شافعی کے موافق ہونے کی وجہ سے یہ کتابین شافعیون کی ٹہہرائی گئی ہین تو پہر اکثر مسائل ان مین ایسے ہین اور بہت حدیثین ان مین ایسی بہی ہین جو حنفیون

امام شافعی کے مقلد نہین تھے پس اب بہی جو شخص امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد
ٹہہراوے وہ عقل اور نقل دونون کا دشمن ہے **مغالطہ ہشتم** اور ایک
مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ بخاری و مسلم و ابو داؤد و
ترمذی و نسائی و دارمی و ابن ماجہ و موطا وغیرہ حدیث کی کتابین جنپر یہ لامذہب
لوگ (یعنی آجکل کے حدیث پر عمل کرنیوالے) عمل کرتے ہین یہ حدیث کی کتابین سب
شافعیون کی کتابین ہین پس حنفیون کو ان کتابون پر عمل کرنا جائز نہین ہے۔
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ ھٰذِہِ الْکُفْرِیَاتِ ۵ **سو جواب**
اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** باین وجہ کہ جب یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی
ٹہہرین تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی شافعیون کے ٹہہرے اس لئے کہ
یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کلام ہے پس اب حنفی بیچارہ بغیر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے رہگئے اونکا کوئی رسول نہہوا اگر اس مین اون کو کیا پرواہ ہے اون کے
رسول نعمان علیہ السلام جو موجود ہین **دوم** باین وجہ کہ اگر یہ بخاری و مسلم وغیرہ
حدیث کی کتابین شافعیون کی ہین تو پہر حنفیون کی مذہب کے موافق اون مین کوئی
حدیث نہ لائے اور نہ حنفیون کی کسی حدیث کو صحیح بتلاتے حالانکہ بہت صحیح حدیثین
معمول بہا حنفیون کی اون مین موجود ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق اون مین حدیثین
موجود ہین پہر حنفیون کے مذہب کے موافق وہ حدیثین اون مین کیون لائے
سوم باین وجہ کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ہین تو پہر مولف فتح
المبین وغیرہ حنفیون نے صحیحین صحیح بخاری و مسلم کا اصح الکتب ہونا کیون تسلیم
کیا بلکہ اندرصورت اونکو ضعیف کہنا چاہیے تہا **چہارم** باین طور کہ تمام سلف و
خلف امت کا اجماع ہو چکا ہے اس بات پر کہ بخاری اور مسلم وغیرہ حدیث کی کتابین
کسی خاص مذہب کی کتابین نہین ہین مذاہب اربعہ سے کسی ایک علمانے بہی آج تک یہ
بات نہین کہی ہے کہ یہ کتابین خاص شافعیون ہی کی ہین اور فقط کسی خاص مذہب کے
ان مین حدیثین بہی نہین ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق ان مین حدیثین پائی جاتی ہین

فہرست بعض کتب دینیہ جو اسوقت زیر نظر راقم کے ہیں علاوہ اِنکے صدہا کتب ہر علم کی موجود ہیں جنکی فہرست عنقریب مرتب ہوگی علاوہ قیمت کے محصول ڈاک فی روپیہ دو آنہ تصور فرماویں یہ کتب شہر لاہور

بازار کشمیری دکان تاجران ناچیز فقیر اللہ وعبد القادر عبد العزیز میں ہوجویں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر محمدی پنجابی سلم	۵	حمائل یک ترجمہ اردو لاہور	عدد ۸ر	سفر السعادت فارسی کاغذ	۹ر
ہفت منزل ...		ایضاً کاغذ دہلی سلم ..	عدد ۱۰ر	دہلی	
تفسیر عزیزی فارسی سپارہ	پیسے	بستان المحدثین ...	۵ر	ایضاً اردو معہ رسالہ	۷ر
تفسیر عزیزی اردو عم ...	۱۳ر	رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز	۲ر	جزء رفع یدین امام بخاری	
تفسیر نقرہ کاغذ فارسی .	عدد	رسائل تسعہ سیوطی ..	۱ر	معہ ترجمہ اردو ...	۱ر
تفسیر حسینی فارسی چھاپہ		صحیح بخاری معہ دو شرح فارسی		جزء القراءۃ فاتحہ خلف	
بمبئی مجلد	پیسے ۳ر	تا ۱۵ پارہ	عدد ۸ر	الامام مع ترجمہ اردو .	۰۲ر
نیل المرام فی تفسیر آیات		قسطلانی شرح بخاری ...	عدد	زاد المعاد ابن قیم ...	پیسے ۱۲ر
الاحکام معہ بلوغ السول .	عدد	مقدمہ مع فتح الباری ...	۷	تہذیب الایمان معہ ترجمہ	
تفسیر سورۃ یوسف پنجابی	۳ر	فتح الباری پارہ اول	عدد	اردو ابن قیم	۷
اکسیر فی اصول التفسیر ..	۷ر	ایضاً پارہ دوم ..	عدد	اکمال فی اسماء الرجال	۵ر
فوز الکبیر معہ فتح الخبیر ...	۱۴ر	فیض الباری ترجمہ اردو .	۱۴ر	مشکوۃ شریف	پیسے ۸ر
تفسیر زاد الآخرۃ اردو ..	پیسے ۱۴ر	صحیح البخاری پارہ اول با مجاوہ	۱۲ر	بلوغ المرام	۸ر
افادۃ الشیوخ فی الناسخ و		و با نوادر برکا غذ سہ قسم	۱۰ر	مجمع البحار	للعہ
المنسوخ	۴ر	تبصیر المنتفی الی اللمعات	عدد ۱۲ر	نیل الاوطار امام شوکانی	عدد
روضۃ السریان فی اسوۃ القرآن	۸ر	ترمذی مترجم اردو ...	۷	موضوعات امام شوکانی	۸ر
جواہر الصمدیہ فی آیات احکام		مؤطا معہ شرح عربی و فارسی	پیسے ۸ر	مجموعات کبیر ملا علی قاری	۵ر
الشرعیہ مترجم	۱۱ر	احسان الوالدین ...	۱۴ر	الحناء موضوعات صغیر	۰۱ر
قرآن سجاوندی والہ کلان		صحیح مسلم معہ شرح نووی .	لعہ	تعقبات سیوطی علے	۸
چھاپہ بمجلد	پیسے ۱۴ر	شرح شمائل نبوی فارسی	۴ر	موضوعات ابن جوزی	
قرآن ۱۳ سطرہ کلان بمبئی	عدد ۱۰ر	صواعق محرقہ فارسی .	۱۴ر	درر البہیۃ مع امام شوکانی	۲ر
حمائل حنائی کلان بمبئی ..	پیسے ۱۲ر	مسند امام اعظم معہ شرح ملا علی قاری	۱۲ر	روضۃ الندیہ شرح درر البہیہ	عدد ۱۲ر
حمائل مترجم فارسی و اردو .	عدد ۸ر	سفر السعادت عربی چھاپہ مصر	عدد	تبصرۃ المجعلی جمیع الاسکن	۶ر
محاکمۃ الاحمدیہ چھاپہ مصر ..	۱۵ر	سفر السعادت فارسی ..	۷ر	مترجم	

اور مالکیون وغیرہ کے مذہب کے موافق ہین پہر اندرینصورت ان حدیث کی کتابون کو
حنفیون کی کتابین یا مالکیون وغیرہ کی کتابین کہنا چاہئے پہر حنفیون کی کتابین
انکو کیون نہین کہا جاتا ہے **دھم** باین طور کہ اگر بقول تمہارے یہ کتابین شافعیون
کی ہین تو پہر عاملین بالحدیث جو ان حدیث کی کتابون پر عمل کرتے ہین تو اب
اونکو بقول حنفیہ کے شافعی کہنا لازم ہے اس لیے کہ جو شافعیون کی کتابون پر
عمل کریگا وہ لامحالہ شافعی ہی ہوگا ورنہ جہان مین کوئی بہی شافعی نہین ٹہہریگا
پہر اب آج کل کے عاملین بالحدیث کو وہابی یا لامذہب وغیرہ الفاظ قبیحہ سے
یاد کرنا کمال بے ایمانی ہے اور پرلے درجے کی شیطانی ہے ولیکن ھذا
آخرہا اوردناہ فی ھذا الکتاب المسمّٰی بالفوز المبین الملقب بالظفر المبین
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب فوز المبین ملقب بالظفر المبین جدید حصہ دوم تمام ہوا باقی حصے اسکے
بہی انشاء اللہ تعالی طبع ہونگے بالفعل اس عاجز کے تصنیف و تالیف سے کتب ذیل چھپکر تیار ہوگئے ہین
اور جسٹری اس کتاب کے بنام تاجران نامی و گرامی شیخ فقیر اللہ و عبد العزیز و عبد الغفار
ابن احمد جامی کرائی گئی تا غیر کو مجال طبع نہ رہے فیض الباری ترجمہ اردو با محاورہ صحیح
پارۂ اول ایضا پارۂ دوم جسمین فتح الباری وغیرہ کا ترجمہ شامل ہے زیر طبع ہے
فقہ محمدیہ جدید حصہ دوم جسکا حصہ اول بہی طبع ہوگا اور یہہ کتاب فوز
المبین ملقب بہ الظفر المبین جدید حصہ دوم علاوہ اسکے کئی کتب دینیہ زیر طبع
ہین جو حسب ترغیب خیر خواہ اہل اللہ شیخ فقیر اللہ صاحب مع صوف مرتب و مترجم ہورہی ہین عنقریب طبع
ہوکر بقسمت از ان اہل ایمان کے نصیب ہونگی جسکے دیکھنے سے دیدۂ شائقین کو نور اور سینہ طالبین کو
حاصل ہوگا اللھم دبر یسر ولا تعسر وتمم بالخیر الراقم محمد ابو الحسن سیالکوٹی

نام کتاب	قیمت
خصائص جمعہ سیوطی مع ترجمہ	۳ر
عقد الحیدی فی مسائل تقلید	۴ر
فتنہ اکبر مترجم	۰ر
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری	۱۰ر
الخصاوی فی المسائل الجہاد	
سفرنامہ گورنر لاہور کے	۸ر
طبع سے چھپا	
خطبہ ابن حجر	۱۲ر
فتح المبین فی رد معاملات	
المقلدین	عدم
تاریخ الخلفا سیوطی عربی	عدم
تاریخ تسمیہ خواجہ اعظم	۹ر
فقہ محمدی اردو حصہ دوم	۴ر
بلاغ المبین فارسی	۰۲ر
عین العلم مترجم چھاپہ بمبئی	۱۲ر
خوابنامہ فارسی چھاپہ ایضاً	۱۳ر
ازالۃ المسائل بادلۃ المسائل	۸ر
تحفہ الکرامہ فی اثبات القیامہ	۴ر
حسنہ فی بسم اللہ الرحمن	۱۰ر
رحلۃ المحلان	۱۰ر
شیر ساکن الغرام	۵ر
ظفر الاذی	۸ر
حصول المامول	۷ر
رحلۃ الصدیق	۵ر
انتقاد الرجیح	۴ر
قطف الثمر	۴ر
بغیۃ الرائد سرح العابد	۵ر

نام کتاب	قیمت
عرف الجادی	عدم
نہج المقبول	۸ر
روض الخصیب	۸ر
المقالۃ الفصیحہ فی الوصیۃ والنصیحہ	۶ر
مبتکر	۸ر
لطف القماط	عدم
التلخیص فی اللغہ	۸ر
فصل البیان	۶ر
نسوۃ السکران	۷ر
لغات شاہجہانی	۴ر
تمامی حاشیہ درمختار	
فتاوے قاضیخان	۱۴ر
درمختار قلمی خط فارسی	
ہدایہ مع شرح فارسی	۸ر
عینی شرح ہدایہ	
ہدایہ مع شرح عبدالحی	
کبیرے شرح منیہ	عدم
صغیرے شرح منیہ	۹ر
شرح الباس مجلد اول	عدم
ایضاً مجلد آخر	عدم
خلاصہ اول مجلد	عدم
مختصر وقایہ مترجم	عدم
مختصر وقایہ مجلد	۴ر
کنز مترجم	عدم
کنز فارسی	۸ر
منیۃ المصلی عربی	۰۲ر
ایضاً فارسی	۰۲ر

نام کتاب	قیمت
منیۃ المصلی مترجم	۸ر
ایضاً دو ترجمہ دار	عدم
عیسی کسر محشی از کتاب	
البیوع	عدم
سوال عمدۃ شمس مودی	۱۲ر
سوال شرح الیاس	۶ر
سوال شرح وقایہ	۸ر
سوال حسامے	۴ر
سوال نور الانوار	۶ر
ارشاد الطالبین کلاں چھاپہ	
ارشاد المریدین	۳ر
میر خلاصہ فقہ	۲ر
شروح ثلاثہ کیدانے	۴ر
فصول الحوانی شرح فصول	
جامع الرموز	
علم الفرائض اردو	۲ر
فرائض مصطفوی	۳ر
تذکرۃ الموتے والقبور	۱ر
حقیقۃ الاسلام فارسے	۱ر
حقیقۃ الاسلام اردو	۱۰ر
ایضاح الحق والصریح	۶ر
قصص الانبیا عربے	
عرائس المجالس	۳ر
قصص الانبیا فارسی	۰۶ر
ایضاً چھاپہ بمبے مجلد	عدم
گلزار حسین شرح سترہ	
الشہادتین پنجابے	۴ر